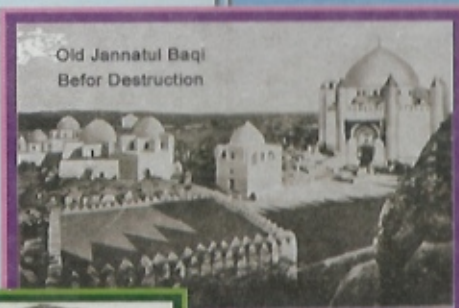


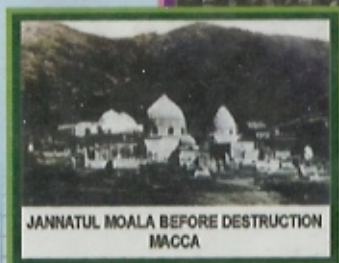
نجدیوں کی بے باکیاں

حرمین شریفین میں متسلط نجدیوں کی چند بے باکیاں
حقائق و واقعات کے آئینہ میں

مصنف
محمد عاطف رمضان شیاوی



Old Jannatul Baqi
Before Destruction



JANNATUL MOALA BEFORE DESTRUCTION
MACCA



Abwa Sharif



زاویہ

زاویہ پبلشرز

دربار عمارکیٹ لاہور

نجدیوں کی بے باکیاں

حرمین شریفین ہیں متسلط نجدیوں کی چنڈے باکیاں
حقائق و واقعات کے آئینہ میں

مصنف

محمد عاطف رمضان سیالوی

زاویہ پبلشرز

(8-C مئی الدین بلڈنگ) دائرہ پارا مارکیٹ، لاہور

فون: 042-37248657

موبائل: 0300-4505466 - 0300-9467047

Email: zaviapublishers@yahoo.com

فہرست

9	1	پیش لفظ
19	2	مجدیوں کی بے باکی کا پہلا واقعہ (نعت خوانی سے نفرت)
20	3	تبصرہ
24	4	حضور اقدس ﷺ کے اوصاف کو چھپانا یہود و نصاریٰ کا طریقہ
40	5	عصر حاضر میں ضرورت فروغ ذکر مصطفیٰ ﷺ
42	6	وہابیہ کی یہود و نصاریٰ کے ساتھ فکری مناسبت
46	7	محفل ذکر مصطفیٰ ﷺ اور نعت خوانی اللہ رب العزت کی سنت ہے
46	8	پہلی دلیل
49	9	دوسری دلیل
51	10	تیسری دلیل، عالم ارواح میں محفل ذکر مصطفیٰ ﷺ
53	11	چوتھی دلیل
58	12	پانچویں دلیل
63	13	محفل ذکر مصطفیٰ ﷺ، سنت مصطفیٰ ﷺ ہے

جملہ حقوق محفوظ ہیں

2012ء

بار اول.....1100

ہدیہ.....220

زیر اہتمام.....نجات علی تارڑ

لیگل ایڈوائزرز

محمد کامران حسن بھٹائی وکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

رائے صلاح الدین کھرل ایڈ وکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-7842176

ملنے کے پتے

اسلامک بک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی 051-5536111

احمد بک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی 051-5558320

مکتبہ بابا فرید چوک چنی قبر پاکپتن شریف 0301-7241723

مکتبہ قادریہ پرانی سبزی منڈی کراچی 0213-4944672

مکتبہ برکات المدینہ بھادر آباد کراچی 0213-4219324

مکتبہ غوثیہ ہول سیل کراچی 0213-4926110

مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی 0213-2216464

مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد 041-2631204

مکتبہ العطاریہ لنک روڈ صادق آباد 0333-7413467

مکتبہ سخی سلطان حیدر آباد 0321-3025510

مکتبہ قادریہ سرکلر روڈ گوجرانوالہ 055-4237699

مکتبہ المجاہد بھیرہ شریف 048-6691763

رائل بک کمپنی چوک اقبال روڈ راولپنڈی 051-5541452

مکتبہ فیضان سنت بوہڑ گیٹ ملتان 0306-7305026

مکتبہ غوثیہ عطاریہ اوکاڑہ 0321-7083119

14	چھٹی دلیل	64
15	ساتویں دلیل	66
16	آٹھویں دلیل	67
17	نویں دلیل	70
18	دسویں دلیل	71
19	گیارھویں دلیل	72
20	بارھویں دلیل	75
21	تیرھویں دلیل	78
22	چودھویں دلیل	79
23	خلاصہ کلام	80
24	نجدیوں کی بے باکی کا دوسرا واقعہ (اسم ”محمد ﷺ“ کو مٹانا)	82
25	تبصرہ	83
26	کلمہ توحید میں اسم ”محمد“ ﷺ	83
27	قرآن مجید میں اسم جلالت کے ساتھ ذکرِ رسول	90
28	احادیث میں اسم جلالت کے ساتھ ذکرِ رسول	95
29	اذان میں اسم جلالت کے ساتھ ذکرِ رسول	97

30	نماز میں اللہ جل مجدہ کے ذکر کے ساتھ ذکر ”مصطفیٰ“ ﷺ	100
31	کائناتِ سماوی میں علو ذکرِ مصطفیٰ ﷺ	103
32	وہابیہ کی بے باکی کا تیسرا واقعہ (تعظیمِ رسول کا انکار)	108
33	تبصرہ	109
34	ادبِ بارگاہِ مصطفویٰ ﷺ کا ادبِ قرآن سے	112
35	صحابہ کرام اور تعظیمِ مصطفیٰ ﷺ	125
36	وہابیہ کی بے باکی کا چوتھا واقعہ (رسول اللہ کی نفع رسانی کا انکار)	133
37	تبصرہ	133
38	رسول اللہ ﷺ کی نفع رسانی کے متعلق عقیدہ اہل سنت	135
39	قرآن میں نفع رسانی کی اسنادِ مخلوق کی طرف	138
40	حضور اقدس ﷺ کی نفع رسانی قرآن سے	144
41	مخلوق کی نفع رسانی کا ثبوت احادیث سے	150
42	بعد از وصال اولیاء کرام کی نفع رسانی	162
43	وہابیہ کی بے باکی کا پانچواں واقعہ (امت کو مشرک قرار دینا)	167
44	تبصرہ	167
45	نجدیوں کی ایک اور بے باکی	176

46	رسول اللہ ﷺ کو پشت کرنا منافقین کا طریقہ ہے (قرآن وحدیث سے دلائل)	181
47	قبر انور کی طرف چہرہ کرنے پر تصریحات علماء	183
48	قرآن مجید کی بے حرمتی	186
49	ایک سوال اور اس کا جواب	188
50	حرفِ آخر	192



پیش لفظ

راقم الحروف کو بحمد اللہ تعالیٰ دو بار حرمین شریفین (زادھما اللہ تعالیٰ تشریفاً و تکریماً) حاضری کی سعادت نصیب ہوئی ہے (خدا یا اس کرم بار دیگر کن) اس مبارک سفر میں جو ظاہری، باطنی، روحانی اور قلبی فیوض و برکات کا مشاہدہ ہوا ہے زبان اُن کے بیان سے اور قلم اُن کے احاطہ سے قاصر ہے۔ بالخصوص حاضری بارگاہ سرور کو نین ﷺ سے جو روحانی توجہات، انعامات و اکرامات نصیب ہوئے ان کا ادراک تو کچھ وہی بندہ ہی کر سکتا ہے جسے اُس بارگاہ کی ادب، تعظیم اور رقت قلبی سے حاضری نصیب ہوئی ہے۔ سرکار اقدس ﷺ اپنے امتیوں، غلاموں اور مہمانوں کو کس قدر اپنے جو دو نوال، عطا و بخشش، عنایات و توجہات سے نوازتے ہیں۔ اس کا حظ پڑھنے سے نہیں بلکہ مشاہدہ کرنے سے ہے۔ اور کیوں نہ ہو، اگر ماں کے پاس اس کا بیٹا دور دراز کا سفر کر کے، شب و روز کی مشقت برداشت کر کے جائے تو ماں نہ جانے اُس سے کس قدر انداز محبت سے پیش آتی ہے اور کس قدر اُس کے لیے انتظام و انصرام کرتی ہے۔ سو اگر ماں کا اپنے بیٹے کے ساتھ رحمت، شفقت، محبت اور عنایت کا یہ معاملہ ہے تو حضور اقدس ﷺ کا اپنے غلاموں اور امتیوں سے کس قدر رحمت، عنایت اور محبت کا معاملہ ہوگا جن کو اللہ رب العالمین نے رحمۃ للعالمین بنایا جن کے سرانور پر "بالمؤمنین رؤف رحیم" کا تاج رفعت سجایا ہے۔ جن کو "عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم" کی صفات سے

موصوف کیا۔ جن کی زبان اقدس سے شب کی تنہائیوں میں یہ دعائے دل گداز پوری شان استجاب سے نکلتی۔ اللھم اغفر لامتی۔ اللھم اغفر لامتی۔ سو ایسے مہربان، مشفق، کریم آقا ﷺ اپنے آنے والے غلاموں اور مہمانوں کا کس قدر اکرام و اعزاز فرماتے ہوں گے؟ اس پر قرآن مجید کی یہ آیت واضح دلیل ہے:

وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ

(الانعام: ۵۴)

ترجمہ: ”(اے محبوب) جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں تو آپ اُن سے فرمائیں کہ تم پر سلام ہو، تمہارے رب نے اپنی ذات پر رحمت کو لازم کر لیا ہے۔“

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی اور صاحبان مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کا ظاہری حیات طیبہ کی طرح آج بھی یہ معمول، سنت اور طریقہ ہے کہ آپ کا جو امتی آپ کی بارگاہ عالی میں حاضر ہوتا ہے تو حضور اقدس ﷺ امتی کے سلام سے پہلے اُسے سلام فرماتے ہیں۔ نیز قرآن مجید میں ارشاد باری ہے:

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿۸۸﴾

ترجمہ: ”اور (اے محبوب) مومنین کے لیے اپنے رحمت کے پر بچھا دیں۔“ اور حدیث پاک میں ہے:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ”من زار قبری وجبت له شفاعتی“

(سنن دار تلمیذ جلد ۲ صفحہ ۲۳۴، رقم الحدیث: ۲۶۶۹، شعب الایمان، رقم الحدیث: ۱۵۹، مجمع الزوائد، جلد ۴ صفحہ ۲)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جس نے میری قبر (انور) کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہے۔“

نیز حدیث پاک میں ہے:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ”من جاء فی زائر الا یعملہ حاجۃ الا زیارتی کان حقاً علی ان اكون له شفیعاً۔“

(المجموع للکبیر للطبرانی، رقم الحدیث: ۱۳۱۳۹، مجمع الزوائد، جلد ۴ صفحہ ۲)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص میری زیارت کے لیے آیا اور اُس کو میری زیارت کے سوا اور کوئی کام نہ تھا تو مجھ پر اس کا حق ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔“

یہ ایک رخ ہے جس کو بیان کرنے کے لیے دفاتر کے دفاتر ناکافی ہیں۔ اس کا دوسرا رخ انتہائی دل دوز، اور قلب گداز ہے اور وہ یہ کہ حرمین شریفین کی عنان تولیت اور زمام انتظام و انصرام اُن لوگوں کے ہاتھوں میں ہے جو عقائد، افکار اور نظریات میں پوری شدت کے ساتھ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیروکار ہیں۔ اس محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقائد کیا ہیں؟ اس کا انبیاء، اولیاء بالخصوص حضور نبی مکرم ﷺ کے متعلق گستاخی، بے ادبی اور توہین و تنقیص کا رویہ کیا ہے؟ اس پر تقریباً دو صدی سے عرب و عجم کے مشاہیر علماء نے بہت کام کیا ہے۔ علامہ شامی سے لے کر

اعلیٰ حضرت، مفتی نعیم الدین مراد آبادی اور تاجنوز سینکڑوں علماء نے ان کے عقائد کی بڑی شدت کے ساتھ تردید کی، تحریر و تقریر کے ذریعے اس فتنہ کے استیصال، سرکوبی اور بیخ کنی کی کوششیں کیں۔ اور متفقہ طور پر اس جماعت اور گروہ کو خوارج قرار دیا جس کے متعلق مخبر صادق ﷺ نے تمام علامات کے ساتھ خبریں دیں۔ زیر نظر کتاب میں اُن تمام عقائد و نظریات کی دو وجہ سے تردید مقصود نہیں ایک تو طوالت کا خوف دامن گیر ہے دوسرا یہ کہ اس پر بحمد اللہ تعالیٰ اہل سنت کی طرف سے بہت کام ہو چکا ہے۔ لہذا اس کتاب میں صرف ان اقوال و افعال کی تردید مقصود ہے جو راقم الحروف نے اپنی ان دو حاضر یوں میں سنے اور دیکھے ہیں۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مالک جل مجدہ پوری دیانت داری سے حق اور سچ بیان کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ اور اس کتاب کو تاقیامت فیض آفرین اور موجب ہدایت و استقامت بنائے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

محمد عاطف رمضان سیالوی

غفر اللہ المولیٰ الغفور القدیر لہ

0301-7698701



بسم الله الرحمن الرحيم

احمد الله اولاً، حمداً كثيراً متوالياً، واصلی و
اسلم علی رسلہ ثانیاً صلاة تستغرق مع سید
البشر سائر المرسلین و علی الہ الطیبین
الا کرمین و اصحابہ کاملین والواصلین۔ اما
بعد۔

سرزمین عرب وہ مقدس، مبارک اور پاکیزہ زمین ہے جہاں سے اسلام کا نور آفاق عالم میں پھیلا، جس سرزمین کو اللہ رب العزت نے اپنے حبیب اکبر، سید الانبیاء والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے مولد، مبعث اور مدفن کیلئے منتخب فرمایا۔ جس خطہ مقدس کی طرف پوری دنیا سے مسلمانان عالم عقیدت و محبت، ادب و تعظیم کے جذبات سے کشاں کشاں حاضر ہوتے ہیں۔ جہاں قدسیان فلک اور انوار و تجلیات الہیہ کا نزول ہوتا ہے۔ جس مبارک زمین نے تاجدار کائنات ﷺ کے قدیم شریفین بلکہ پورے وجود مسعود کے بوسے لیے، جس کی فضا نے محبوب کی معطر و معنبر خوشبو، پراز علوم پراز حکمت و معرفت فرامین کو اپنے سینے میں محفوظ کیا۔ یہی تو وہ نسبت ہے جس نسبت کی وجہ سے اللہ رب العزت اس سرزمین کے بلد مکرم، شہر مکہ کی قسم قرآن میں ارشاد فرمائی:

لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ ۖ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ ۖ (ابن ماجہ: ۱-۲)

ترجمہ: ”میں اس شہر (مکہ) کی قسم کیوں نہ ارشاد فرماؤں کہ جس شہر میں محبوب تم رہتے ہو۔“

قارئین! اندازہ فرمائیں کہ شہر مکہ میں بڑے مقدس مقامات اور مشاہد ہیں، کعبۃ اللہ ہے، مقام ابراہیم ہے، صفا و مروہ کی پہاڑیاں ہیں۔ میدان عرفات، میدان منی، میدان مزدلفہ ہے۔ اللہ رب العزت نے اس بلدِ مکرم کی قسم ان تمام نسبتوں میں سے کسی نسبت کے ساتھ نہیں فرمائی بلکہ ایک ہی نسبت کے ساتھ قسم ارشاد فرمائی اور وہ یہ کہ اس شہر اور اس سرزمین کو وجودِ مصطفیٰ کریم ﷺ کے لمس کی نعمت نصیب ہے۔ سو معلوم ہوا کہ حضور نبی مکرم ﷺ کے ساتھ محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ سرکارِ اقدس ﷺ کی نسبتوں سے بھی محبت کی جائے اس سرزمین کے گلی کو چوں سے اور بالخصوص اس سرزمین کے رہنے والوں سے بھی محبت کی جائے۔ احادیث میں واضح طور پر تصریح ہے کہ جو بندہ حضور اقدس ﷺ سے تو محبت کا دعویٰ کرے لیکن اس سرزمین کے باسیان اور اہلیان سے محبت نہ کرے تو اس کا دعویٰ محبت ناقص اور کمزور ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے:

عن سليمان، قال: قال لي رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ”يا سليمان لا تبغضني، فتفارق دينك.“ قلت: يا رسول الله كيف ابغضك، و بك هداني الله؟ قال: ”تبغض العرب فتبغضني.“

(سنن الترمذی، کتاب: المناقب، باب: فضل العرب، رقم الحدیث: ۳۹۲۷، دار المعرفہ بیروت) (مسند احمد، جلد ۹ صفحہ ۶۱۸، رقم الحدیث: ۲۳۳۷۴، المسند رک، رقم الحدیث: ۷۰۷۸)

ترجمہ: ”حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے سلمان مجھ سے بغض نہ رکھنا ورنہ تمہارا دین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! میں آپ سے کیسے بغض رکھ سکتا ہوں جب کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے وسیلہ سے ہدایت دی ہے؟ فرمایا: اگر تو عرب سے بغض رکھے گا تو یہی مجھ سے بغض رکھنا ہے۔“

حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل عرب کا معاملہ اس قدر نازک ہے کہ ان سے محبت، حضور اقدس ﷺ سے محبت ہے اور ان سے بغض و عداوت، خود حضور اقدس ﷺ سے بغض و عداوت ہے۔ ایک اور حدیث میں سرکارِ اقدس ﷺ نے اہل عرب کے حقِ عظمت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”مَنْ غَشَّى الْعَرَبَ لَمْ يَدْخُلْ فِي شَفَاعَتِي.“

(سنن الترمذی، کتاب: المناقب، باب: فضل العرب، رقم الحدیث: ۳۹۲۸، دار المعرفہ بیروت) (مسند احمد، جلد ۱ صفحہ ۲۲۱، رقم الحدیث: ۵۲۹، دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: ”حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جس نے عرب کو دھوکا دیا وہ میری شفاعت میں داخل نہیں ہوگا۔“

اور خاص اہل مدینہ جن کو حضور اقدس ﷺ کا جوار، پڑوس اور قرب نصیب ہے کے متعلق ارشادِ مصطفیٰ کریم ﷺ ہے:

عن سعد بن ابی وقاص. قال: قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم: من اراد اهل المدينة
بسوء. اذابه الله كما يذوب الملح في الماء.

(صحیح مسلم، کتاب: الحج، باب: من اراد اهل المدينة بسوء اذابه الله، رقم الحدیث: ۳۲۶۱، دار الکتب العربی
بیروت) (سنن ابن ماجہ: ۳۱۱۳، مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۲۷۹، صحیح ابن حبان: ۳۷۳۷)

ترجمہ: ”حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جس نے اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا، اللہ اس کو اس
طرح پگھلا دے گا جس طرح نمک پانی میں گھلتا ہے۔“
نیز ارشاد گرامی ہے:

عن جابر بن عبد الله رضى الله عنهما قال: قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”من اخاف اهل
المدينة اخافه الله.“

(صحیح ابن حبان، کتاب: الحج، صفحہ ۱۰۲۵، رقم الحدیث: ۳۷۳۸، مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۳۵۴، صفحہ ۳۹۳)

ترجمہ: ”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ
ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جس نے اہل مدینہ کو خوف زدہ کیا اللہ
تعالیٰ اُس کو خوف میں مبتلا کرے گا۔“

معلوم ہوا کہ حضور نبی مکرم ﷺ کی نسبت کی وجہ سے اہل عرب بالعموم
اور اہل مدینہ بالخصوص اس کرامت و بزرگی کے مستحق ہیں کہ ان سے بغض و عداوت
نہ رکھی جائے، ان سے اظہار نفرت نہ کیا جائے، ان کو دھوکا نہ دیا جائے، اُن کو
ہراساں، خوف زدہ نہ کیا جائے اور ان کے ساتھ کسی بھی قسم کا برائی کا ارادہ نہ کیا

جائے۔ لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ شرف، فضیلت اور بزرگی صرف اُن اہل
عرب اور اہل مدینہ کے لیے ہے جن کے دلوں میں نور ایمان ہے۔ جن کے دلوں
میں محبت مصطفیٰ کریم ﷺ کی شمع فروزاں ہے۔ جو حضور اقدس ﷺ کا ذکر ادب و
تعظیم سے کرتے ہیں۔ جو حضور نبی کریم ﷺ کے خداداد کمالات، معجزات، علوم و
معارف اور تصرفات و اختیارات کے معترف ہیں۔ جو سرکارِ دو عالم ﷺ کی عظمت
شان میں توہین و تنقیص نہیں کرتے۔ ایسے اہل عرب اور اہل مدینہ یقیناً اس قابل
ہیں کہ اُن کے جوتے بھی ہمارے سروں کے تاج ہوں کہ انہیں محبوب کریم ﷺ
کے شہر دنواز میں آپ کا پڑوس نصیب ہے۔ لیکن اس کے برعکس جن لوگوں کے دل
نور ایمان سے خالی ہوں، جن کے دل، محبت مصطفیٰ ﷺ، ادب و تعظیم مصطفیٰ ﷺ
سے خالی ہوں۔ جن کے سینے حضور نبی مکرم ﷺ کے کمالات، معجزات، علوم و
معارف، اور تصرفات و اختیارات کو ماننے سے تنگ پڑیں، جو اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا ذکر سننا تک گوارا نہ کریں، جو حضور اقدس ﷺ کی حیات برزخیہ، منصب
شفاعت، وسعت علمی اور خداداد اختیارات کا انکار کریں۔ جن کے نزدیک حضور
اقدس ﷺ کی طرف متوجہ ہونا حرام بلکہ شرک اکبر قرار پائے۔ جو لوگوں کے
چہرے مکین گنبد خضرا سے پھرا کر آپ کی پشت کروائیں۔ جو تعظیم رسول کے قائل نہ
ہوں۔ جن کے نزدیک حضور نبی کریم ﷺ اسی طرح بے فیض اور بے نفع ہیں جبر
طرح ایک بے جان بت بے فیض اور بے نفع ہے۔ جو حضور اقدس کی قبر انور کی
زیارت کی نیت، زنا کے برابر قرار دیں۔ جنہوں نے تمام مقامات مقدسہ، اماکن
متبرکہ کو چن چن کے ختم کیا ہو، اور اہل بیت عظام و صحابہ کبار کی قبروں کو مسمار کیا ہو۔
اور پوری امت رسول کو کافر و مشرک قرار دے کر مباح الدم قرار دیا ہو۔ کیا ایہ
لوگ بھی اس کرامت اور شرف کے مستحق ہیں۔ جو احادیث میں اہل عرب کے۔

وارد ہیں؟ یوں تو پھر ابو جہل، ابولہب وغیرہ بھی عربی ہیں تو کیا محض عربی ہونے کی وجہ سے ان کی بھی تعظیم و توقیر کی جائے گی؟ یقیناً نہیں، کیونکہ وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حضور نبی مکرم ﷺ جو محور ایمان اور مرکز دین ہیں سے اپنا تعلق کاٹ لیا۔ سو جب انہوں نے اس سرکار سے ہی اپنا تعلق کاٹ لیا جن کے دم قدم سے یہ ساری بہاریں ہیں جن کی وجہ سے اہل عرب اُس کرامت و بزرگی کے مستحق ہیں تو ان کے ساتھ ہمارا محبت و تعظیم کا تعلق کس طرح ہو سکتا ہے؟ یہی معیار اور کسوٹی ہے اہل عرب کی تعظیم و تکریم کی، جس کے دل میں سرکارِ اعظم ﷺ کی محبت ہوگی اور آپ کے ساتھ ایمان، جی اور قلبی نسبت ہوگی وہ ہمارا امام، مقتدار اور پیشوا ہے اور اُس کی قدم بوسی بھی ہمارے لیے باعث سعادت ہے بلکہ عشاق تو اس راہ کے کتوں کا بھی ادب کرتے ہیں چنانچہ مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم

زاں کہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادبی

ترجمہ: ”میں اپنی نسبت آپ کے کتے کی طرف کرتا ہوں ار اس پر بھی شرمندہ ہوں کیونکہ آپ کی گلی کے کتے کی طرف بھی نسبت کرنا بے ادبی ہے۔“

اور جس کا دل حب رسول، اور تعظیم رسول ﷺ سے خالی ہو وہ خواہ عرب کا رہنے والا ہو وہ کسی بھی تعظیم و توقیر، اور شرف و کرامت کا مستحق نہیں بلکہ وہ قابلِ نفرت اور قابلِ مذمت ہے۔ ذیل میں چند واقعات جو راقم الحروف کی آپ بیتی اور مشاہدہ ہے سپرد قلم کرتا ہوں جس سے آپ خود اندازہ لگالیں گے کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پیروکار بغض رسول میں کس حد تک پہنچ چکے ہیں۔

نجدیوں کی بے باکی کا پہلا واقعہ

26-04-2008 بروز ہفتہ

یہ وہ مبارک اور بابرکت دن ہے جس دن راقم الحروف کو بارگاہِ سرورِ کونین ﷺ میں پہلی حاضری نصیب ہوئی۔ اس دن کے انتظار میں نہ جانے کتنی دعائیں مانگیں۔ آنکھوں سے اشک رواں کے کتنے دریا جاری ہوئے۔ کس قدر مایہ بے آب کی طرح تڑپا۔ میری خوشی اور مسرت، فرحت اور شادمانی کا کون اندازہ کر سکتا تھا کہ آج مجھے اپنے محبوب اپنے کریم آقا ﷺ کی بارگاہ کی حاضری نصیب ہوئی ہے۔ اس صبح جانفزا یہ ہزاروں عید کی خوشیاں قربان ہوں۔ جذب و شوق، عقیدت و محبت کے جذبات کے ساتھ سوئے مدینہ روانہ ہونے کے لیے گاڑی میں بیٹھا اور اپنے موبائل پر اعلیٰ حضرت کا یہ کلام ادبچی آواز سے چلایا۔

حاجبو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو

کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو

شوئی قسمت سے ہماری گاڑی کا ڈرائیور نجدی تھا اُس نے بڑے سخت، نفرت آفریں لہجے میں پوچھا۔ ماہذا؟ یہ کیا ہے؟ میں نے جواب دیا۔ نعت رسول اللہ ﷺ یہ رسول اللہ ﷺ کی نعت ہے۔ یہ سننا تھا کہ اُس نجدی کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ یوں معلوم ہوا جیسے اس کی آنکھوں سے ابھی خون اتر پڑے گا۔ غصے میں بھرا کر کہنے لگا۔ لایحوز، حرام۔ ان کی نعت سننا جائز نہیں، حرام ہے۔

اسی پر بس نہ کیا بلکہ بھری سڑک پر چلتی گاڑی روک کر کہنے لگا کہ پہلے اس نعت کو بند کرو، پھر گاڑی چلاؤں گا۔ راقم الحروف کا خیال یہ تھا کہ اس مبارک سفر میں اپنے آپ کو بحث و تمحیص سے بچانا ہے۔ اس خیال سے کوئی بحث وغیرہ نہ کی لیکن جب تک اس نے نعت بند نہ کروائی اُس نے گاڑی نہ چلائی۔

تبصرہ

حضور نبی مکرم ﷺ کی نعت کے متعلق یہ رویہ صرف اُس فرد واحد کا نہیں بلکہ جمیع وہابیوں اور نجدیوں کا نعت کے متعلق یہی طرز عمل ہے۔ انہیں جتنی نفرت، جتنا بغض اور جتنی عداوت محافل میلاد اور حضور اقدس ﷺ کی نعت کے ساتھ ہے، اتنی نفرت اور عداوت نہ انہیں حیا سوز ہجوان خیز فلموں کے ساتھ ہے اور نہ ہی بے حیائی پر مشتمل گانوں کے ساتھ ہے اور یہ کوئی جذباتی یا تعصب پر مشتمل دعویٰ نہیں بلکہ جن لوگوں کو حرمین شریفین کی حاضری نصیب ہوئی ہے وہ میرے اس دعویٰ کی پوری پوری تائید و تصدیق کریں گے۔ چنانچہ راقم کا مشاہدہ ہے کہ مارکیٹوں اور ہوٹلوں میں برسر عام انڈیا کی فلمیں اور گانے لگے ہوتے ہیں جنہیں کوئی منع کرنے والا نہیں۔ لیکن محفل میلاد ایک ایسا عظیم جرم اور ناقابل معافی جرم ان وہابیوں کے نزدیک ہے کہ جو بھی اس کا انعقاد کرے گا اُس کی سزا خروج سے کم نہیں۔ اور یہ سبق انہوں نے اپنے معنوی و روحانی باپ محمد بن عبد الوہاب نجدی سے سیکھا ہے۔ چنانچہ علامہ ابی حامد مرزوق، محمد بن عبد الوہاب نجدی کے عقائد اور اس کے چند مذموم افعال کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کان محمد بن عبد الوہاب ینہی عن الصلاة عن
النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يتاذى من

سماعها۔ و ینہی عن الاتیان بها لیلة الجمعة و
عن الجهر بها علی المنائر۔ یوذی من یفعل ذلک و
یعاقبه اشد العقاب حتی انه قتل رجلا اعمی
کان موذنا صالحا ذا صوت حسن۔ نہاہ عن الصلاة
علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی المنارة
بعد الاذان فلم ینتہ فامر بقتله فقتل۔ ثم قال
ان الربابة فی بیت الخاطئة یعنی الزانية اقل اثما
ممن ینادی بالصلاة علی النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فی المنائر۔ و احرق دلائل الخیرات
وغیرها من کتب الصلوة علی النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم۔ الخ

(الوسل بالنبی وجملة الوہابین، صفحہ ۲۳۴)

ترجمہ: ”محمد بن عبد الوہاب، نبی مکرم ﷺ پر درود پڑھنے سے منع کرتا تھا اور درود سننے سے اسے اذیت ہوتی تھی اور جمعہ کی رات کو خصوصاً درود شریف پڑھنے سے منع کرتا اور جو شخص درود شریف پڑھتا، اس کو سخت ایذا دیتا، اور اس سے سخت معاقبہ کرتا یہاں تک کہ اس نے ایک صالح اور ناپینا موزن کو جس کی آواز بہت خوبصورت تھی، درود پاک سے منع کیا لیکن وہ نہ رکا تو اس نے اس موزن کو قتل کروا دیا، اور کہتا تھا کہ مسجد کے میناروں میں حضور نبی اکرم ﷺ پر درود شریف پڑھنے کا گناہ ایک فاحشہ کسبیہ کے گھر مزامیر بجانے سے زیادہ ہے۔ اور اس نے درود

شریف کی عام کتابوں اور بالخصوص دلائل الخیرات کو جلوہ دیا۔“
یہی بات مکہ معظمہ کے بہت بڑے مفتی، سید احمد زینی دحلان کی شافعی
متوفی ۱۳۰۴ھ، نے اپنی کتاب ”خلاصۃ الکلام فی امراء البلد الحرام“ صفحہ ۳۲۹-
۳۲۸ میں بیان کی۔ تائید مزید کے لیے ایک حوالہ مسلک دیوبند کے ناقد قاسم اعظم،
حسین احمد ٹانڈوی کا بھی ملاحظہ کریں:

”صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتدا تیرھویں صدی نجد
عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ
رکھتا تھا، اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل و قتال کیا، ان کو
بالجبر اپنے خیالات باطلہ کی تکالیف دیتا رہا، ان کے اموال کو
غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کرنے کو باعث
ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اہل حجاز کو عموماً
اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی
شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے۔
بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور
مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج
کے ہاتھوں شہید ہوئے اور الحاصل وہ ایک ظالم اور باغی،
خونخوار، فاسق شخص تھا۔ اسی وجہ سے اہل عرب کو خصوصاً اس
کے اور اس کے اتباع سے دلی بغض تھا اور ہے اور اس قدر ہے
کہ اتنا قوم یہود سے ہے نہ قوم نصاریٰ سے نہ مجوس سے نہ ہنود
سے..... الی..... وہ لوگ یہود و نصاریٰ سے اس قدر رنج و
عداوت نہیں رکھتے تھے جتنی کہ وہابیہ سے رکھتے ہیں.....

الی..... زیارت رسول مقبول ﷺ و ملاحظہ روضہ مطہرہ کو یہ
طائفہ بدعت، حرام وغیرہ لکھتا ہے۔ اس نیت سے سفر کرنا محظور
اور ممنوع جانتا ہے۔ لانتشدوا الرحال الا الی ثلثہ
مساجد ان کا متدل ہے۔ بعض ان میں سے سفر زیارت کو
معاذ اللہ تعالیٰ زنا کے درجہ تک پہنچاتے ہیں۔ اگر مسجد نبوی میں
جاتے ہیں تو صلوٰۃ و سلام ذات اقدس نبوی نہیں پڑھتے اور نہ
اس طرف متوجہ ہو کر دعا وغیرہ مانگتے ہیں..... الی..... وہابیہ
نفس ذکر ولادت حضور سرور کائنات ﷺ کو قبیح و بدعت کہتے
ہیں۔“ (شہاب ثاقب، صفحہ ۳۶، ۳۷، ۶۷)

ایک حوالہ ہند کے امام الوہابیہ ”اسماعیل دہلوی“ کا بھی ملاحظہ کریں:
”کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی
تعریف ہو سو ہی کرو سو ان میں بھی اختصار کرو۔“

(تقویۃ الایمان صفحہ ۱۸۱، ۵۲، کتب خانہ مجیدیہ)

صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک ”بزرگ“ کا اطلاق انبیاء و اولیاء سب
پہ ہے۔ لہذا بقول اُس کے جب انبیاء و اولیاء کا ذکر خیر ہو تو اُن کی تعریف ایک عام
بشر کی طرح کرنی چاہیے بلکہ اُس تعریف میں بھی کمی کرنی چاہیے۔

یہاں تک قارئین پر خوب واضح ہو چکا ہے کہ نجدیوں، وہابیوں کا درود و
سلام، محافل میلاد اور ذکر مصطفیٰ کریم ﷺ کے متعلق طرز عمل کس قدر نفرت اور بغض
و عداوت پر مبنی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہابیوں کی مساجد میں ہر موضوع پر خطبات و
مواعظ ہوتے ہیں۔ توحید کے متعلق، تقویٰ و طہارت کے متعلق، اعمال صالحہ کے
متعلق خطاب ہوتے ہیں ان کی مساجد میں اگر کسی موضوع پر خطاب نہیں ہوتا تو

عظمت و شان مصطفیٰ ﷺ پر نہیں ہوتا۔ حضور اقدس ﷺ کے خداداد علم عظیم اور سلطنت وسیع کے متعلق نہیں ہوتا۔ وہابی مر جائے گا لیکن کبھی اس حدیث "علمت ما فی السموات والارض" (یعنی جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے میں سب جانتا ہوں) کو بیان نہیں کرے گا۔ حالانکہ یہ حدیث ترمذی میں ہے اور سند بھی صحیح ہے۔ اسی طرح یہ حدیث کبھی نہیں بیان کرے گا کہ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو دنیا کے خزانوں کی چابیاں عطا فرمائیں۔ اور اسی طرح ہر وہ آیت اور ہر وہ حدیث جو حضور اقدس ﷺ کے محاسن و محامد، کمالات و معجزات پر مشتمل ہوگی وہابیہ کبھی اُس کو بیان نہیں کریں گے بلکہ اُن کے مزعوم نظریات میں اُس آیت و حدیث کا کتمان اور اُسے چھپانا واجب اور لازم ہے۔ آئیے اب دلائل کی روشنی میں دیکھیں کہ حضور اقدس ﷺ کے ذکر اور آپ کے فضائل و مناقب کا چھپانا کس کا کام ہے اور آپ کی نعت، اوصاف، محامد و محاسن بیان کرنا کس کی سنت ہے؟

حضور اقدس ﷺ کے اوصاف چھپانا یہود و ہنود کا طریقہ ہے

اللہ رب العزت نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کی صفات اور آپ کے اوصاف کا تذکرہ نہ صرف یہ کہ قرآن مجید میں فرمایا بلکہ کتب سابقہ میں بھی حبیب مکرم ﷺ کا ذکر جمیل فرمایا۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری ہے:

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْنُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ

(الاعراف: ۱۵۷)

ترجمہ: "وہ جو پیروی کرتے ہیں اُس رسول کی جو نبی امی ہے جس کا ذکر وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔"

امام فخر الدین رازمی شافعی متوفی ۶۰۴ھ ارشاد فرماتے ہیں:

هذا يدل على ان نعته و صحة نبوته مكتوب في التوراة والانجيل. (التفسير الكبير جلد ۵، جزو ۱۳ صفحہ ۲۱، دار الفکر بیروت)

ترجمہ: "یہ آیت کریمہ اس پر دلیل ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی نعت اور آپ کی نبوت کی صحت، تورات اور انجیل میں لکھی ہوئی ہے۔"

حافظ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں:

هذه صفة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم في كتب الانبياء بشروا امهم ببعثه، و امرهم بمتابعته، و لم تنزل صفاته موجودة في كتبهم يعرفها علماءهم و احبارهم.

(تفسير ابن كثير، جلد ۲ صفحہ ۹۳۶، مؤسسة الريان، بيروت)

ترجمہ: "یہ انبیاء ﷺ کی کتب میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی صفات ہیں۔ انہوں نے اپنی امتوں کو حضور اقدس ﷺ کی بعثت کے ساتھ خوش خبری دی اور اپنی امتوں کو حضور اقدس ﷺ کی اتباع کا حکم دیا۔ اور برابر حضور اقدس ﷺ کی نعت اور آپ کے اوصاف اُن کتابوں میں موجود رہے جس کو اُن کے علماء اور پادری جانتے ہیں۔"

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ اپنی سند کے ساتھ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا فرمان اس آیت کریمہ کے تحت نقل فرماتے ہیں:

يقول: يجدون نعته و امره و نبوته مكتوبا عندهم. (جامع البیان، جلد ۶، جزو ۹، صفحہ ۸۵، دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: ”حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ حضور اقدس ﷺ کی نعت، آپ کے اوصاف اور آپ نبوت کے متعلق اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔“

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:
عن عطاء بن یسار قال: لقيت عبد الله بن عمرو بن العاص رضى الله عنهما، قلت: اخبرني عن صفة رسول الله صلى الله عليه وسلم في التوراة قال: اجل: والله انه لموصوف في التوراة ببعض صفته في القرآن: (يا ايها النبي انا ارسلناك شاهدا و مبشرا و نذيرا) و حرز اللاميين، انت عبدی و رسولی، سميتك المتوكل، ليس بفظ ولا غليظ، ولا سخاب في الاسواق، ولا يدفع بالسيئة السيئة ولكن يعفو و يغفر، ولن يقبضه الله حتى يقيم به الملة العوجاء، بأن يقولوا: لا اله الا الله، ويفتح بها اعينا عميا، و اذا نادى غلغا.

(صحیح بخاری، کتاب: النبوة، باب: کراہیۃ السخب فی الاسواق، رقم الحدیث: ۲۱۲۵، وفی کتاب: التفسیر، باب: انا ارسلناک شاحدا و مبشرا و نذیرا، رقم الحدیث: ۳۸۳۸، دار الکتاب العربی) (الادب المفرد: ۲۳۷، سنن الدارمی: ۶، مسند احمد: ۶۶۲۳، دلائل النبوة جلد ۱ صفحہ ۷۳، مجمع الزوائد: جلد ۸ صفحہ ۷۱، جامع الاصول جلد ۱۱، رقم الحدیث: ۸۸۳۷، المعجم الکبیر: ۱۰۰۳۶، الطبقات الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۳۶۰)

ترجمہ: ”حضرت عطاء بن یسار فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے ملا اور میں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ

کی توریت میں مذکور صفت کی خبر دیں۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ اللہ عزوجل کی قسم! توریت میں آپ کی اُن صفات کا ذکر ہے جن میں سے بعض قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ وہ یہ ہیں: اے نبی! ہم نے آپ کو بھیجا ہے گواہ بنا کر، بشارت دینے والا، ڈر سنانے والا، اور امین کی پناہ بنا کر، آپ میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام ”متوکل“ رکھا ہے۔ آپ سخت مزاج اور درشت خونیں ہیں۔ اور نہ بازار میں شور کرنے والے ہیں اور برائی کا جواب برائی سے نہیں دیتے بلکہ معاف کر دیتے ہیں اور بخش دیتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اُس وقت تک آپ کی روح قبض نہیں فرمائے گا جب تک آپ کے ذریعہ سے میڑھی قوم کو سیدھا نہ کر دے، بایں طور کہ وہ کہیں گے ”لا الہ الا اللہ“ اور آپ کے سبب سے اندھی آنکھوں، بہرے کانوں اور پردہ پڑے ہوئے دلوں کو کھول دے گا۔“

یہود و نصاریٰ، حضور اقدس ﷺ کے انہیں مذکور فی التوراة والانجیل اوصاف کی وجہ سے آپ کو اپنی اولاد سے بڑھ کر پہچانتے تھے۔ ارشادِ ربانی ہے:

الَّذِينَ اتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ آبَاءَهُمْ ط (البقرة: ۱۷۶، الانعام: ۲۰)

ترجمہ: ”وہ جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ میرے حبیب کو اس طرح پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔“

قاضی ثناء اللہ مظہری نقشبندی متوفی ۱۱۳۵ھ فرماتے ہیں:

یعنی علماء ہم يعرفون سیدنا محمدا صلی اللہ

عیه وسلم انه هو الذی وصف فی التوراة واخذ
الميثاق علی الایمان به و نصرته فالضمیر
المنصوب لرسول الله صلی الله علیه وسلم۔

(التفسیر المنظمی جلد ۱ صفحہ ۱۳۸، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

ترجمہ: ”یعنی یہود و نصاریٰ کے علماء حضرت سیدنا محمد ﷺ کو پہچانتے
ہیں کہ یہ وہی ہیں جن کے اوصاف تورات میں ہیں اور انہیں پر
ایمان اور نصرت کا وعدہ لیا گیا ہے۔ پس (یعر فونہ) میں
منصوب ضمیر رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے۔“

امام فخر الدین رازی شافعی متوفی ۶۰۴ھ فرماتے ہیں:

عن عمر رضی اللہ عنہ انه سال عبد اللہ بن سلام
عن رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال: انا
اعلم به منی بابنی، قال ولم؟ قال: لانی لست
اشك فی محمد صلی الله علیه وسلم و اما ولدی
فلعل والدته خانت، فقبل عمر راسه۔

(التفسیر الکبیر جلد ۲ صفحہ ۱۲۶ دار الفکر بیروت) (روح المعانی جلد ۷ صفحہ ۱۲۰)

ترجمہ: ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عبد اللہ
بن سلام رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق پوچھا تو آپ نے
فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو اپنے بیٹے سے بڑھ کر جانتا
ہوں۔ حضرت عمر نے پوچھا کیسے؟ حضرت عبد اللہ نے فرمایا:
میں حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے میں شک نہیں کر سکتا اور رہا
میرا بیٹا تو ہو سکتا ہے کہ اُس کی ماں نے خیانت کی ہو، یہ سن کر

حضرت عمر نے حضرت عبد اللہ بن سلام کے سر کو بوسہ دیا۔“

اور اللہ رب العزت نے کتب سابقہ میں صرف اپنے حبیب مکرم ﷺ کی
نبوت کی علامت اور آپ کے اوصاف و کمالات کو ہی بیان نہیں فرمایا بلکہ اہل کتاب
کے علماء سے بڑا سخت اور موکد وعدہ لیا کہ وہ ضرور بالضرور میرے حبیب مکرم ﷺ
کی نعت اور آپ کی صفات کھلے دل سے لوگوں میں پڑھ کر سنائیں گے۔ اُن
اوصاف کا کتمان نہیں کریں گے۔ اُن کے بیان میں کوئی تغیر اور تبدیلی نہیں کریں
گے بلکہ من وعن وہ شانیں، وہ عظمتیں، وہ کمالات اور وہ صفات جن کے تذکرہ
سے کتب سابقہ مملوء ہیں وہ لوگوں کو پڑھ کر سنائیں گے۔ ارشادِ ربانی ہے:

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ
لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ
وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَبُيِّنَ مَا يَشْتَرُونَ ۝

(ال عمران: ۱۸۷)

ترجمہ: ”اور یاد کرو جب اللہ نے پختہ وعدہ لیا اُن لوگوں سے جن کو
کتاب دی گئی ہے کہ تم ضرور بالضرور رکھول کر اُسے لوگوں سے
بیان کرو گے اور اُس کو چھپاؤ گے نہیں پس انہوں نے اس وعدہ
کو پس پشت پھینکا اور اس کے عوض تھوڑی قیمت حاصل کی تو
کتنی بری ہے وہ قیمت جو انہوں نے حاصل کی۔“

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:
عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: دعا النبی
صلی الله علیه وسلم یهود فسالهم عن شیء،
فکتبوا ایاہ واخبروا بغیرہ۔

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر: باب: آیت نمبر ۱۸۸، رقم الحدیث: ۳۵۶۸، دارالکتب العربی بیروت)
(صحیح مسلم، کتاب: صفات المنافقین و اداکھم، رقم الحدیث: ۷۰۳۳) (سنن الترمذی، کتاب: تفسیر القرآن،
باب: سورۃ آل عمران، رقم الحدیث: ۳۰۱۳، دار المعرفہ بیروت)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی مکرم ﷺ نے
یہود کو بلایا اور اُن سے کسی چیز کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے
اس کو چھپایا اور اس کے علاوہ کسی اور چیز کی خبر دی۔“

حضور نبی مکرم ﷺ نے یہود سے کس چیز کے متعلق سوال کیا؟ اس کا
جواب حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ سے سنئے:

قیل انه سألهم عن صفته عندهم بأمر واضح،
فأخبروه عنه بأمر مجمل، وروی عبدالرزاق من
طریق سعید بن جبیر فی قوله (لیبیننہ للناس
ولا یکتبونہ) قال: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم۔
و فی قوله: (یفرحون بما اتوا) قال: بکتبناہم
محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۹ صفحہ ۱۹۹، دارالکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: ”کہا گیا ہے نبی مکرم ﷺ نے یہود سے تورات میں اپنی
صفت کے متعلق سوال کیا تھا کہ وہ اس کو واضح امر کے ساتھ
بیان کریں۔ لیکن انہوں نے مجھلاً اس کا جواب دیا (یعنی حضور
اقدس ﷺ کی صفات کو چھپایا) اور عبدالرزاق نے سعید بن
جبیر کے طریق سے روایت کیا کہ اللہ رب العزت کے اس
فرمان ”لیبیننہ للناس ولا یکتبونہ“ میں ”ہ“ ضمیر کا

مرجع حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ اور اللہ رب
العزت کے اس فرمان ”یفرحون بما اتوا“ کے متعلق مروی
ہے کہ وہ حضور اقدس ﷺ کی صفات کو چھپا کر خوش ہوئے۔“
امام فخر الدین رازی شافعی متوفی ۶۰۴ھ اس آیت کریمہ کے تحت رقم
طراز ہیں:

المراد من البیان ذکر تلك الآيات الدالة على
نبوة سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم من
التوراة والانجيل، والمراد من النهي عن الكتمان
ان لا يلقوا فيها التاويلات الفاسدة.

(التفسیر الکبیر، جلد ۳، صفحہ ۱۱۳، دارالفکر بیروت)

ترجمہ: آیت کریمہ میں ”بیان“ سے مراد یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ نے
تورات و انجیل میں جو آیات اور علامات، حضور نبی مکرم ﷺ
کی نبوت و رسالت کی صحت و حقانیت کے متعلق پائیں اُن کا
ذکر کریں گے۔ اور کتمان سے جو نہیں ہے اس سے مراد ہے اُس
میں تاویلات فاسدہ نہیں کریں گے۔“

امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری متوفی ۳۱۰ھ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں:
عن السدی (و اذ اخذ الله ميثاق الذين اتوا
الكتاب لتبيننہ للناس) الاية. قال: ان الله
اخذ ميثاق اليهود محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم
ولا یکتبونہ.

(جامع البیان، جلد ۳ صفحہ ۵۴۳، رقم الحدیث: ۸۳۲۲، ۸۳۲۱)

ترجمہ: ”سدی سے مروی ہے (اور اسی طرح حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے) کہ اللہ رب العزت کا یہ فرمان (وَ اِذَا اخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ اَوْتُوا الْكِتَابَ الْاٰيَةَ) سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہود سے پختہ وعدہ لیا کہ وہ محمد ﷺ کی صفات کو کھول کر بیان کریں گے اور اسے چھپائیں گے نہیں۔“

حافظ ابن کثیر متوفی ۷۴۷ھ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

هَذَا تَوْبِيخٌ مِنَ اللّٰهِ وَ تَهْدِيدٌ لِّاهْلِ الْكِتَابِ الَّذِيْنَ اخَذَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْعَهْدَ عَلَى السَّنَةِ الْاَنْبِيَاءِ اَنْ يُّوْمِنُوْا بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّم وَ اَنْ يَنْوْهُوْا بِذِكْرِهِ فِي النَّاسِ... اِلٰى... فَكْتَبُوْا ذٰلِكَ.

(تفسیر ابن کثیر، جلد ۱ صفحہ ۴۸۸)

ترجمہ: ”یہ اللہ عز وجل کی طرف سے زجر و توبیخ ہے اور اہل کتاب کے لیے دھمکی ہے، جن سے اللہ عز وجل نے انبیاء علیہم السلام کی زبانوں سے وعدہ لیا تھا کہ وہ محمد ﷺ پر ایمان لائیں گے اور اُن کا ذکر لوگوں میں پھیلائیں گے لیکن یہود و نصاریٰ نے حضور اقدس ﷺ کے ذکر کو چھپایا۔“

قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی ۱۱۲۵ھ فرماتے ہیں:

كْتَبُوْا مَا فِيْهِ مِنْ نِّعَتِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (تفسیر المنظری، جلد ۱ صفحہ ۲۰۰ مکتبہ رشیدیہ)

ترجمہ: ”یہود و نصاریٰ نے تورات و انجیل میں حضور اقدس ﷺ کی نعت کو چھپایا۔“

قارئین، اندازہ فرمائیں کہ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کی شانوں، خداداد عظمتوں کو بیان کرنے کے لیے کس قدر اہل کتاب سے تاکیدات فرمائی ہیں۔ غالباً پورے قرآن میں کسی ایک عمل کے کرنے پر اتنی تاکیدات نہیں جتنی تاکیدات حضور نبی مکرم ﷺ کی نعت اور صفات کو بیان کرنے میں ہیں۔ اس آیت میں غور فرمائیں۔ پہلی تاکید یہ کہ ”اللہ نے ميثاق لیا۔“ جب اللہ رب العزت کسی شے کا وعدہ لے تو اُس وعدہ میں اُس کی بہ نسبت بہت زیادہ تاکید اور شدت ہوگی جو بندہ، بندے سے وعدہ لیتا ہے۔ پہلی تاکید تو خود اللہ رب العزت کے وعدہ لیتے ہیں۔ دوسری تاکید یہ کہ لفظ ”ميثاق“ فرمایا۔ ميثاق اُس کاڑھے اور پختہ وعدہ کو کہتے ہیں جس میں ترمیم یا تنسیخ کی گنجائش نہ ہو۔ جو اہل محکم، یقین اور قطعی وعدہ جو جس میں تغیر و تبدل کی مجال نہ ہو۔ جس طرح قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے

وَ اِذَا اخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا

اللّٰهَ (البقرہ: ۸۳)

ترجمہ: ”اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ وعدہ لیا کہ تم عبادت نہ کرنا مگر اللہ کی۔“

سو اللہ رب العزت نے اپنی عبادت اور بندگی کے وعدہ کے لیے لفظ ”ميثاق“ فرمایا۔ کیونکہ اللہ رب العزت کی عبادت اور بندگی کا حکم اہل اور محکم ہے۔ یہ ایسا حکم ہے جو کبھی کسی حال میں منسوخ نہیں ہو سکتا۔ جو جس طرح عبادت الہی چل مجہد کے حکم میں ترمیم اور تبدیلی جائز نہیں اسی طرح مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی عظمت و شان، رفعت و کمال، علو مرتبت اور خداداد منزلت کے اظہار کے حکم میں بھی کسی طرح کی ترمیم و تنسیخ اور تغیر و تبدل جائز نہیں۔ یہ دوسری تاکید اور شدت ہے جو اس عہد کے لینے میں لفظ ”ميثاق“ میں مضمر ہے۔ تیسری تاکید ”لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا

للناس میں لام تاکید کے ساتھ ہے۔ چوتھی اور پانچویں تاکید ن ثقلیہ کے ساتھ ہے۔ اس لیے کہ یہاں نون خفیفہ نہیں بلکہ ن ثقلیہ ہے۔ ن خفیفہ بھی تاکید کے لیے استعمال ہوتا ہے لیکن ن ثقلیہ میں ن خفیفہ کی بہ نسبت تاکید اور شدت دو چند ہو جاتی ہے۔ چھٹی تاکید ”تہینن“ میں ہے جس کا مصدر ”تہین“ اور مادہ اشتقاق ”بیان“ ہے اور ”بیان“ اُس واضح کلام کو کہتے ہیں جس میں کوئی اجمال و ابہام اور خفا و پوشیدگی نہ ہو۔ اور ساتویں تاکید ”ولا تکتھونہ“ میں ہے جسے فرما کر تمام تاویلات فاسدہ کا مکمل سد باب فرمادیا۔

غور فرمائیں کہ اللہ رب العزت نے اپنے کلام میں سات عدد تاکیدات فرما کر اہل کتاب یہود و نصاریٰ پر فرض اور لازم کیا کہ وہ قطعاً میرے حبیب ﷺ کی صفات، اوصاف اور نعت کا کتمان اور اخفاء نہیں کریں گے بلکہ اسے من وعن پوری تفصیل کے ساتھ لوگوں میں بیان کریں گے۔ سو جب اہل کتاب کے علماء نے اللہ رب العزت کے اس پختہ اور محکم وعدہ کو پس پشت ڈالا اور نافرمانی کی روش کو اختیار کرتے ہوئے عظمت و صفات مصطفیٰ ﷺ کا کتمان کیا۔ اور حضور اقدس ﷺ کی علوم مرتبت اور خداداد منزلت بیان کرتے ہوئے اُن کے سینے تنگ ہوئے تو پڑھیے اللہ رب العزت کا قوم یہود و نصاریٰ پر کیسا تازیانہ غضب برسا اور اُن کو لعنت کے کس قدر عمیق گڑھوں میں پھینک دیا گیا۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ
مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ ۖ أُولَٰئِكَ
يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّعْنُونَ ۖ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا
وَأَصْلَحُوا ۖ وَبَيَّنَّاهُ فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۖ وَأَنَا

التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٥٩﴾ (البقرہ: ۱۶۰-۱۵۹)

ترجمہ: ”بے شک جن لوگوں نے چھپایا ہماری نازل کردہ واضح باتوں اور ہدایت کو، بعد اس کے کہ ہم نے کتاب میں کھول کر اُس کو بیان فرمادیا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور لعنت کرنے والوں نے لعنت کی۔ مگر وہ لوگ جو توبہ کریں (یعنی اپنی اس روش کتمان سے) اور کھول کر بیان کریں (یعنی شانِ مصطفیٰ کریم ﷺ کو) تو میں اُن کی توبہ قبول فرماؤں گا اور میں ہی بڑا توبہ قبول فرمانے والا، بڑا مہربان ہوں۔“

مفسر شہیر امام فخر الدین رازی شافعی متوفی ۶۰۴ھ فرماتے ہیں:

قال ابن عباس ان جماعة من الانصار سألوا
نضرا من اليهود عما في التوراة من صفات النبي
صلى الله عليه وسلم و من الاحكام فكتبوا.
فنزلت الآية۔ (تفسیر الکبیر، جلد ۲ صفحہ ۱۵۸، دار الفکر بیروت)

ترجمہ: ”حبرِ ہذا الامۃ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کریمہ کے شان نزول کے متعلق فرماتے ہیں کہ انصار کی ایک جماعت نے یہود کے ایک گروہ سے تورات میں حضور اقدس ﷺ کی صفات اور احکام کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے ان صفات کو چھپایا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔“

درس نظامی کے نصاب میں شامل مشہور تفسیر ”جلالین“ جو امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ اور امام جلال الدین محلی علیہ الرحمۃ کی مشترکہ کاوش کا نتیجہ ہے، میں اس آیت کریمہ کے تحت ہے:

ما انزلنا من البینت والہدی کالیۃ الرجم و نعت

سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(تفسیر جلالین، صفحہ ۲۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ: ”آیت کریمہ میں ”البینت“ اور ”الہدی“ سے مراد آیت رجم اور نعت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ ہے (جس کا کتمان یہود و نصاریٰ نے کیا)

امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری متوفی ۳۱۰ھ فرماتے ہیں:

”البینات“ التي انزلها الله: ما بين من امر نبوة سيدنا محمد صلي الله عليه وسلم و مبعثه و صفتة۔ (جامع البيان، جلد ۲ صفحہ ۵۶، دارالکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: ”البینات“ یعنی واضح باتوں سے مراد جو اللہ نازل فرمائیں اور یہود و نصاریٰ نے اُسے چھپایا حضرت محمد ﷺ کی نبوت اور آپ کی بعثت اور آپ کے اوصاف و کمالات ہیں۔“

حافظ ابن کثیر متوفی ۷۴۷ھ بیان کرتے ہیں:

قال ابو العالیہ: نزلت فی اهل الكتاب، کتبوا صفة محمد صلي الله عليه وسلم، ثم اخبر انهم يلعنهم كل شيء على صنيعهم ذلك۔

(تفسیر ابن کثیر، جلد ۱، صفحہ ۲۲۲، موسسۃ الریان، بیروت)

ترجمہ: ”ابو العالیہ جلیل القدر تابعی فرماتے ہیں کہ (مذکورہ) آیت اہل کتاب کے متعلق نازل ہوئی۔ جنہوں نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی صفات کو چھپایا۔ پھر اللہ عز و جل نے خبر دی کہ اُن کے اس مذموم کام پر کائنات کی ہر شے اُن پر لعنت کرتی ہے۔“

غور سے پڑھیں وہ لوگ اس آیت کریمہ کو جنہوں نے اپنے خطبات و مواعظ، تحریر و تقریر میں کبھی بھولے سے بھی حضور نبی مکرم ﷺ کے خداداد کمالات، محامد و محاسن، علوم و معارف اور اختیارات و تصرفات بیان نہیں کیے کہ اللہ رب العزت کی جناب میں حضور اقدس ﷺ کی عظمت کے کتمان کا معاملہ کس قدر عظیم ہے اور اس فعل شنیع کے مرتکب پر کس قدر غضب الہی اور کس قدر لعنت ہے؟ یہاں آیت میں ”اللعنون“ میں عموم ہے جس عموم میں انبیاء، ملائکہ اور تمام لوگ شامل ہیں۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی صفات کو چھپانے والا اس قدر عظیم جرم کا مرتکب ہے کہ اس پر اللہ رب العزت کی، تمام انبیاء کرام ﷺ کی، تمام ملائکہ کی بلکہ جمیع مخلوق کی لعنت برسی ہے۔ اور وجہ اس کی صاف ظاہر ہے کہ جو بندہ حضور اقدس ﷺ کے اوصاف پر پردہ ڈالے اور آپ کی عظمت و رفعت کے بیان سے جس کا سینہ تنگ ہو اُس کے دل میں حضور اقدس ﷺ کا بغض اور آپ کے لیے عداوت موجود ہے۔ اگر اس کے دل میں حضور اقدس ﷺ کی محبت موجود ہوئی تو محبت کا بڑا مشہور قاعدہ ہے۔

من احب شیئاً اکثر ذکرہ۔

ترجمہ: ”جو کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کا ذکر بکثرت کرتا ہے۔“

یعنی محب صادق تو اپنے محبوب کے ذکر سے، محبوب کی تعریف و توصیف سے کبھی سیر نہیں ہوتا اسے اپنے محبوب کے ذکر میں ایسا قلبی چین، سکون، حلاوت اور چاشنی ملتی ہے جو کائنات کی کسی بھی نعمت میں میسر نہیں آتی۔ جیسا کہ شعر ہے:

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو

عجب چیز ہے لذت آشنائی

سو یہود و نصاریٰ کا حضور اقدس ﷺ کی صفات کو بیان نہ کرنا اُن کے قلبی

بغض وعداوت اور حسد و کینہ پر واضح دلیل ہے اور حضور اقدس ﷺ سے ذرہ برابر بھی بغض عین کفر اور خلود فی النار کا موجب ہے۔

نیز یہاں آیت سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اگر کتمان عظمت محمدی ﷺ موجب لعنت الہی ہے تو یقیناً جو حضور اقدس ﷺ کی صفات، کمالات، عظمتیں اور شانیں کھلے دل سے بیان کرے تو وہ اللہ رب العزت کی رحمت، کرم اور فضل کا مستحق ہے جس کو اللہ رب العزت نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُّوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۖ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿۱۶۰﴾ (البقرہ: ۱۶۰)

ایک اور وعید قرآن مجید کی ان یہود و نصاریٰ کے متعلق پڑھے۔ ارشاد ربانی ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۶۱﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۖ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿۱۶۲﴾ (البقرہ: ۱۶۱-۱۶۲)

ترجمہ: بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں وہ باتیں جو اللہ نے کتاب میں نازل فرمائیں اور لیتے ہیں اُس کے بدلے ذلیل قیمت، یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے پیٹ میں آگ بھریں گے اور قیامت کے دن اللہ اُن سے کلام نہیں فرمائے گا اور نہ انہیں سہرا کرے گا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں

نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی اور بخشش کے بدلے عذاب، تو وہ آگ پر کس قدر صبر کرنے والے ہیں۔“

امام فخر الدین رازی شافعی علیہ الرحمۃ متوفی ۶۰۴ھ اس آیت کے تحت رقم طراز ہیں:

كانوا يكتُمون صفة سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم ونعته والبشارة به، وهو قول ابن عباس وقتادة والسدي والاصم وابي مسلم.

(التفسير الكبير جلد ۲، جز ۵ صفحہ ۲۶، دار الفکر بیروت)

ترجمہ: ”یہود و نصاریٰ، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی صفات، آپ کے نعت اور آپ کے متعلق بشارات کو چھپاتے تھے۔ (یہ اس آیت کا شان نزول ہے) اور یہی قول حضرت ابن عباس، قتادہ، سدی، اصم اور ابو مسلم کا ہے۔“

اس آیت کی یہی تفسیر ”جامع البیان، تفسیر ابن کثیر، تفسیر مظہری اور تمام کتب تفسیر میں موجود ہے۔ اس آیت میں یہود و نصاریٰ کے لیے چند وعیدیں ہیں:

❖ وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں۔

❖ قیامت کے دن اللہ اُن سے کلام نہیں فرمائے گا۔ (یعنی جنہوں نے رب کے حبیب کی شان کو چھپایا وہ نگاہ ایزدی میں اس قدر مبغوض اور مغضوب ہیں کہ وہ اس قابل ہی نہیں کہ اللہ ذوالجود والعلیٰ اُن سے کلام کرے) ہمارے عرف میں جب کسی سے انتہائی نفرت اور بغض کا اظہار مقصود ہو تو کہا جاتا ہے کہ میں اُس سے کلام کرنا بھی پسند نہیں کرتا سو یہی اسلوب اس آیت کریمہ میں ہے۔

۴ اللہ اُن کو ستھرا نہیں فرمائے گا۔

۵ اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

۶ وہ گمراہ ہیں۔

۷ اُن کی بخشش نہیں ہوگی

قارئین پر یہاں تک خوب واضح ہو گیا کہ حضور اقدس ﷺ کی صفات اور آپ کے اوصاف پر مشتمل آیات کو چھپانا یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے۔ افسوس کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیروکار، یہود و نصاریٰ کے اس قبیح و شنیع طریقہ سے شدت سے کاربند ہیں۔ اور اتنی شدت کے ساتھ کہ حضور اقدس ﷺ کے کمالات کا ذکر نہ خود کرتے ہیں اور نہ کسی دوسرے کی زبان سے سن سکتے ہیں۔ کبھی درود و سلام پر پابندی، کبھی دلائل الخیرات کو نذر آتش کرنا، کبھی محافل میلاد میں شرکت کرتے والوں کو ملک بدر کرنا، کبھی حضور اقدس ﷺ کے علوم و معارف، تصرفات و اختیارات اور کمالات و معجزات کے بیان پر شرک کے فتوے لگانا۔ یعنی ہر وہ کام جس سے عظمت رسول ﷺ کا اظہار ہو اس پر پابندی لگانا یہود و نصاریٰ کی روش اور اُن کا طریقہ نہیں تو اور کیا ہے؟ سو ان نجدیوں، وہابیوں کو سوچنا چاہیے کہ حضور اقدس ﷺ کی صفات کو چھپانے سے ان کا حشر کس مغضوب اور گمراہ جماعت کے ساتھ ہوگا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

عصر حاضر میں ضرورتِ فروغِ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ

یہاں اس بات کو خوب سمجھ لیں کہ عصر حاضر میں امت مسلمہ پر ہر فرض سے بڑا فرض فروغِ عشقِ مصطفیٰ اور فروغِ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اور یہی ایک قوت ایسی ہے کہ جس کے ذریعے باطل ادیان اور مذاہب کے ساتھ مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

جس کو ڈاکٹر اقبال نے یوں بیان کیا۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں اسمِ محمد سے اجالا کر دے

انگریز نے جب مکین گنبدِ خضریٰ ﷺ سے امت کے جہی اور عشقی ربط و تعلق کو منقطع کرنے کی کوشش کی تو ڈاکٹر اقبال پکار اٹھے۔

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا

روحِ محمدی اس کے بدن سے نکال دو

عالمی تناظر میں اگر دیکھیں تو اس وقت بھی پوری دنیائے کفر کا ہدف تنقید اور مقصد وحید، حضور نبی مکرم ﷺ کی توہین و تنقیص ہے۔ یہودی، اللہ رب العزت کے وجود کا انکار نہیں کرتا۔ اسے اگر بغض و عداوت اور حسد و کینہ ہے تو حضور اقدس ﷺ سے، عیسائی خدا کے وجود کا منکر نہیں اُسے اگر انکار ہے تو نبوت محمدی کا انکار ہے جس کا اظہار وہ متعدد طریقوں سے کرتے رہتے ہیں، کبھی گستاخانہ خاکے بنا کر، کبھی سیرت طیبہ پر اعتراض کر کے، بلکہ بعض تو اُن میں اس حد تک پہنچ جاتے ہیں کہ وہ العیاذ باللہ تعالیٰ حضور اقدس ﷺ پر سب و شتم سے بھی گریز نہیں کرتے۔ قادیانی، حضور اقدس ﷺ کی خاتمیت کا انکار کر کے آپ کی تمام فضیلتوں کے منکر ہوئے۔ سو اس صورت حال میں جبکہ پوری دنیائے کفر، متحد ہو کر حضور اقدس ﷺ کے فضائل و مناقب کا انکار کرے، آپ کی توہین و تنقیص کرے، آپ پر سب و شتم کرے، تو امت مسلمہ پر کس قدر بڑا فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ناموس رسالت کا دفاع کرتے ہوئے دنیا کے ہر ملک، ہر شہر، ہر گاؤں اور گلی گلی اپنے محبوبِ آقا کی عظمت کے ڈنکے بجائے۔ آپ کے ذکر کے فروغ کے لیے محافل کا انعقاد کرے۔ جلوس نکالیں، کتابیں لکھیں، خطاب کریں، تاکہ پوری دنیائے کفر کو اس بات کا

اندازہ ہو جائے کہ محمد عربی ﷺ کے غلام، آپ کے جان نثار، آپ کی ناموس پر تن، من، دھن کی قربانی دینے والے زندہ ہیں۔ اس کا یقینا ایک نفسیاتی اثر اور رعب اُن پر پڑے گا اور اُن کی گستاخانہ سرگرمیوں میں کمی آئے گا۔ لیکن جو روش وہابیہ نے اپنائی ہے یہ روش یقیناً یہود و نصاریٰ کو تقویت دینے والی ہے وہ اہل کتاب یہی تو چاہتے ہیں کہ یہ اپنے نبی کو یاد نہ کریں ان کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ اُن کا ذکر نہ کریں۔ اُن سے ان کا قلبی ربط و تعلق منقطع ہو جائے۔ سو وہابیہ نے اُن کی تمام تمنائیں اور آرزوئیں، شرک کی آڑ میں پوری کر دیں۔

وہابیہ کی یہود و نصاریٰ کے ساتھ فکری مناسبت

حق اور سچ بات یہ ہے کہ عرب و عجم میں دین و ہابیت کی ختم ریزی کرنے والے اور اس کی نشو و نما اور پھلنے پھولنے کی اسباب و وسائل مہیا کرنے والے انگریز یہود و نصاریٰ ہیں اور یہ تاریخ کے ایسے تلخ حقائق ہیں جو کسی بھی تاریخ دان اور صاحب مطالعہ سے مخفی اور پوشیدہ نہیں۔ اس کی بڑی دلیل تو یہی ہے کہ وہابیہ کی یہود و نصاریٰ کے ساتھ پوری فکری مناسبت ہے۔ اور دوسری دلیل یہ کہ ہر دور میں انگریزوں نے عرب و عجم کے وہابیوں کو خوب خوب عطیات سے، انعامات سے اور مناصب سے نوازا ہے۔ اور ہر دور میں وہابیوں نے انگریزوں کا خوب خوب دفاع کیا۔ برصغیر میں جب انگریز نے آمرانہ اور ظالمانہ تسلط کے پنجے گاڑے اور اقتدار کی ہوس میں مسلمانوں پر جبر و استبداد اور ظلم و ستم کی ایسی داستان رقم کی کہ جس کے تصور سے رو نگئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ عورتوں کو بیوہ کیا۔ بچوں کو یتیم کیا اور مسلمانوں کو گاجر مولیٰ کی طرح تہ تیغ کیا۔ اُس وقت جبکہ تحریک آزادی کے ہیر و امام المناطقہ جامع المعقول والمنقول مولانا شاہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ انگریز کے

خلاف علم بغاوت اور جہاد بلند کر رہے تھے۔ کہ قاتل بالا کوٹ اور اُس کے پیرمغاں نے انگریز یہود و نصاریٰ کے خلاف جہاد کو حرام بلکہ اُن کے دفاع کو فرض قرار دیا۔ مرزا حیرت دہلوی، اسماعیل دہلوی کا ایک خطاب نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ان پر (یعنی انگریزوں پر) جہاد کی طرح واجب نہیں ہے،

ایک تو ہم اُن کی رعیت ہیں، دوسرے ہمارے مذہبی ارکان ادا

کرنے میں وہ ذرا بھی دست درازی نہیں کرتے، ہمیں ان کی

حکومت میں ہر طرح کی آزادی ہے بلکہ اگر کوئی ان پر حملہ آور

ہو تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی

گورنمنٹ پر آئینہ آنے دیں۔“ (حیات طیبہ صفحہ ۲۶۳)

ایک اور مقام پر مرزا حیرت دہلوی، اسماعیل دہلوی کا موقف بیان کرتے

ہوئے لکھتے ہیں:

”مولوی اسماعیل صاحب نے اعلان کر رکھا تھا کہ انگریزی

سرکار پر نہ جہاد مذہبی طور پر واجب ہے نہ ہمیں اس سے کچھ

مخاصمت ہے۔“ (حیات طیبہ صفحہ ۲۰۱)

اس موضوع پر سرسید قلم اٹھاتے ہیں:

”پس ان پانچوں زمانوں میں وہابیت کا پہلا زمانہ نہایت عمدہ

تھا اور جو کام اس زمانہ کے وہابی کرتے تھے ان سے گورنمنٹ

انگریزی واقف تھی اور کسی طرح ان لوگوں کی طرف سے

گورنمنٹ کی بدخواہی کا گمان نہیں ہوتا تھا، اس زمانہ میں

مجاہدین کے پیشوا سید احمد تھے، مگر وہ واعظ نہ تھے واعظ مولوی

محمد اسماعیل تھے۔ ایک مرتبہ وہ کلکتہ میں سکھوں پر جہاد کرنے کا

وعظ فرما رہے تھے۔ اثنائے وعظ میں کسی شخص نے ان سے دریافت کیا کہ تم انگریزوں پر جہاد کرنے کا وعظ کیوں نہیں کرتے، وہ بھی تو کافر ہیں؟ اس کے جواب میں مولوی محمد اسماعیل صاحب نے فرمایا کہ انگریزوں کے عہد میں مسلمانوں کو کچھ اذیت نہیں ہوئی اور چونکہ ہم انگریزوں کی رعایا ہیں اس لیے ہم پر اپنے مذہب کی وجہ سے یہ بات فرض ہے کہ انگریزوں پر جہاد کرنے میں ہم کبھی شریک نہ ہوں۔“

(مقالات سرسید حصہ نہم صفحہ ۱۳۲-۱۳۱)

منظور نعمانی کی ادارت میں لکھنؤ سے شائع ہونے والے ماہانہ الفرقان کا اعتراف سنئے۔

”مشہور یہ ہے کہ آپ (یعنی سید احمد بریلوی) نے انگریزوں سے مخالفت کا کوئی اعلان نہیں کیا بلکہ کلکتہ یا پٹنہ میں ان کے ساتھ تعاون کا اظہار کیا اور یہ بھی مشہور ہے کہ انگریزوں نے بعض موقعوں پر آپ کی امداد بھی کی۔“

(الفرقان لکھنؤ شہید نمبر ۱۳۵۵ صفحہ ۷۶)

یہ صرف مشہور نہیں تھا بلکہ حقائق تھے انگریز نے ہر موقع پر ان کی امداد کی، انہیں نذرانے دیئے اور ان کی خوب دعوتیں کی کیونکہ ان وہابیوں کے ذریعے ان کے مقاصد بخوبی پورے ہو رہے تھے لہذا انہوں نے انعامات میں بھی کمی نہ کی اس موضوع پر اگرچہ بہت کچھ لکھا گیا لیکن دو عدد حوالے مزید ملاحظہ فرمائیں۔

غلام رسول مہر لکھتے ہیں کہ

”(انگریز) سپاہیوں نے (سید صاحب کو) دعوتِ طعام پر اصرار

کیا تو فرمایا، اس شرط پر منظور کرتا ہوں کہ جو کچھ میں کہوں پکایا جائے۔ انہوں نے مان لیا۔“ (سید احمد شہید صفحہ ۶۰)

محمد جعفر تھانیسری لکھتے ہیں:

”من جملہ بیعت کرنے والوں کے منہ و صاحب فرنگی کی عورت بھی تھی۔ جس نے بیعت کرنے کے بعد سات روز تک دونوں وقت آپ کی دعوت کی اور ایک مکان عظیم الشان معہ اسباب ضروری کے آپ کی نذر کیا۔“ (سوانح احمدی صفحہ ۱۲۶)

یہ تو ایک ادنیٰ سی جھلک ہے انگریز کی وہابیت نوازی کی ورنہ پوری تاریخ وہابیت اس طرح کے واقعات سے مملو ہے۔ ابھی چند سال قبل سعودی عرب کے ملک عبداللہ نے امریکہ میں دورہ کیا تو راقم الحروف نے نیٹ پر اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ملک عبداللہ کی جب امریکہ کے سابق صدر بش سے ملاقات ہوئی تو ملک عبداللہ نے فرط عقیدت و محبت میں بش کے ہونٹوں کا بوسہ لیا۔ یاد رہے یہ بش وہ ہے جس نے افغانستان، عراق کے ہزاروں، لاکھوں مسلمانوں کو قتل کروایا۔ جس کا سینہ بغض اسلام اور عداوت رسول سے بھرا ہوا ہے جس کا اظہار اُس نے ایک موقع پر ان الفاظ میں کیا کہ ہم نے صلیبی جنگوں کا بدلہ لے لیا ہے۔ آخر اتنے بڑے مسلمانوں کے قاتل اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بغض و عداوت رکھنے والے کافر سے اتنی محبت و عقیدت کیوں؟ پھر طرفہ یہ ہے کہ ادھر اُس کافر سے یہ اظہار محبت اور ادھر سنی مسلمان، جن کے سینے محبت و عشق رسول سے مملو ہیں اُن کے ساتھ اظہار نفرت و عداوت چہ معنی دارد؟ بات سادہ سی ہے کہ نجدیوں، وہابیوں کی چونکہ یہود و نصاریٰ کے ساتھ فکری مناسبت ہے اور سنیوں کے ساتھ فکری مخالفت ہے اس لیے یہود و نصاریٰ کے لیے اظہار محبت و عقیدت اور مسلمانوں کے لیے اظہار نفرت و

عداوت یہ حقیقت چودہ سو سال پہلے تاجدارِ کائنات ﷺ نے ان خوارج کی علامات کو بیان کر کے واضح فرمادیں۔ حدیث میں ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدْعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ.

(صحیح بخاری، کتاب: احادیث الانبیاء، رقم الحدیث: ۳۳۳۳، دارالکتب العربی بیروت) (صحیح مسلم، کتاب: الزکاة، باب: ذکر الخوارج وصفاتهم، رقم الحدیث: ۱۰۶۳) (سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۶۷۶۳، سنن نسائی: ۲۵۷۷)

ترجمہ: ”(علامات خوارج میں سے ایک علامت یہ ہے کہ) وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور کافروں، بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ (یعنی اُن سے تعرض نہیں کریں گے)“

محفل ذکر مصطفیٰ ﷺ اور نعت خوانی

اللہ رب العزت کی سنت ہے

پہلی دلیل:

اب سنئے کہ ان نجدیوں کے نزدیک تو نعت مصطفیٰ ﷺ حرام اور محفل ذکر مصطفیٰ بدعت بلکہ شرک ہے۔ لیکن قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ محفل ذکر مصطفیٰ ﷺ کا انعقاد کرنا، اللہ رب العزت کی سنت ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

أَمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿۵۶﴾ (الاحزاب: ۵۶)

ترجمہ: ”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اپنے نبی پر درود بھیجتے ہیں،

اے ایمان والو! تم بھی اُن پر درود بھیجو اور کثرت سے سلام بھیجو۔“

لفظ ”صلوٰۃ“ کے متعدد معانی اور مطالب ہیں۔ اُن معانی میں سے ایک جامع معنی حضرت ابوالعالیہ تابعی جو کہ جلیل القدر شاگرد ہیں حضرت عبداللہ بن عباس کے انہوں نے بیان فرمایا اور اس کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں نقل کیا۔ امام بخاری روایت کرتے ہیں:

قال ابوالعالیہ صلاة الله: ثناؤه عليه عند

البلائكة.

(صحیح بخاری، کتاب: التفسیر، باب (سورة الاحزاب): صفحہ ۹۹۳، دارالکتب العربی بیروت)

ترجمہ: ”حضرت ابوالعالیہ نے فرمایا کہ اللہ کے درود کا معنی یہ ہے کہ

اللہ رب العزت اپنے فرشتوں کے سامنے اپنے حبیب مکرم

ﷺ کی ثنا فرماتا ہے۔“

یعنی آسمان دنیا پر ایک محفل کا سماں ہوتا ہے جس میں سامعین حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل، حضرت عزرائیل، ملاء اعلیٰ اور جمیع قدسیانِ فلک ہوتے ہیں اور خطیب خود اللہ رب العزت کی ذات ہے۔ اور اللہ رب العزت، اپنے اُن ملائکہ کے سامنے اپنے حبیب کے اوصاف و کمالات اور محامد و محاسن بیان فرماتا ہے۔ اپنے حبیب کے رفعت ذکر اور علومِ مرتبت کو بیان فرماتا ہے۔ سواگر محفل ذکر مصطفیٰ ﷺ کا انعقاد حرام و ناجائز ہے تو کیا وہابیہ یہ فتویٰ اللہ رب العزت پر اور قدسیانِ فلک پر بھی لگانے کی جرأت کریں گے۔ بلکہ اس آیت میں غور فرمائیں کہ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ پر ”صلوٰۃ“ کے لیے کوئی وقت یا زمان و مکان مقرر نہیں فرمایا بلکہ بغیر قید کے مطلق فرمایا کہ اللہ اپنے نبی پر درود بھیجتا ہے۔ جس کا مفاد یہ ہے کہ اللہ رب العزت چونکہ خود زمان و مکان کی قیود اور وقت کی تعین و تحدید سے پاک ہے۔ لہذا اُس کا اپنے حبیب پر صلوٰۃ بھیجتا بھی کسی وقت،

کسی زمانے اور کسی جگہ کے ساتھ محدود و معین نہیں۔ اور درود کا معنی جب حدیث بخاری سے ”محفل ذکر مصطفیٰ ﷺ“ ثابت ہو گیا تو روز روشن کی طرح عیاں ہوا کہ عرش و کرسی اور آسمانوں پر ہمہ وقت محفل ذکر مصطفیٰ ﷺ کا انعقاد رہتا ہے۔ سو جو اللہ رب العزت کی اتنی عظیم سنت ہو اُس کو حرام و بدعت کہنا محرومی اور بدبختی نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ بات ذہن نشین فرمالیں کہ اللہ رب العزت کی سنت کا درجہ، حضور اقدس ﷺ کی سنت کے درجہ سے بلند ہے۔ چونکہ اللہ رب العزت خالق ہے۔ حضور اقدس ﷺ مخلوق ہیں۔ اور حضور کی سنت پر عمل کرنے کا ثواب کیا ہے؟ حدیث ملاحظہ فرمائیں:

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من تمسک بسنتی عند فساد امتی، فله اجر مائۃ شہید.

(مشکوۃ المصابیح، کتاب: الایمان، باب: الاعتصام بالکتاب والسنۃ، رقم الحدیث: ۱۷۶)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس نے فساد امت کے وقت میری سنت پر عمل کیا تو اس کے لیے سوشہیدوں کا ثواب ہے۔“

سو جب حضور نبی مکرم ﷺ کی سنت سے تمسک اور اُس کے احیاء کا ثواب سوشہیدوں کے برابر ہے تو اس دور میں جبکہ پوری دنیائے کفر تقیص مصطفیٰ ﷺ پر متفق اور متحد ہو تو اللہ رب العزت کی سنت ارفعہ پر عمل کرتے ہوئے اُس کے حبیب ﷺ کے ذکر کی محفل منعقد کرنا کس قدر باعث ثواب و اجر اور قربت الہی عزوجل کا موجب ہے؟

دوسری دلیل

محفل ذکر مصطفیٰ ﷺ کے استحسان و استحباب کی دوسری دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے جس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ۔ (البقرہ: ۱۵۲)

ترجمہ: ”پس تم میرا ذکر کرو تو میں تمہارا ذکر کروں گا۔“

اس کی تفسیر حدیث صحیح میں ہے:

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ”يقول الله عز وجل: انا عند ظن عبدي بي، و انا معه حين يذكرني، ان ذكرني في نفسه، ذكرته في نفسي، و ان ذكرني في ملأ، ذكرته في ملأ هم خير منهم۔ الخ

(صحیح بخاری، کتاب: التوحید، رقم الحدیث: ۷۴۰۵ دار الکتاب العربی بیروت) (صحیح مسلم، کتاب: الذکر، باب: الحث علی ذکر اللہ تعالیٰ، رقم الحدیث: ۶۸۰۵ دار الکتاب العربی بیروت) (مسند احمد، رقم الحدیث: ۱۱۲۵۲)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”میں اپنے بندے کے

گمان کے مطابق ہوں اور میں اُس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اور اگر وہ مجھے تنہا یاد کرے تو میں اُسے تنہا یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا ذکر مجمع (محفل) میں کرے تو میں اُس مجمع (محفل) سے بہتر مجمع میں اُسے یاد کرتا ہوں۔“

ایک اور حدیث میں یہ الفاظ ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 مَا اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ، یتلون
 کتاب اللہ، ویتدار سونہ بینہم، الا نزلت علیہم
 السکینۃ، وغشیتہم الرحمۃ وحفتہم الملائکۃ،
 و ذکرہم اللہ فیمن عندہ الخ

(صحیح مسلم، کتاب: الذکر، باب: فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن، رقم الحدیث: ۶۸۵۳ دار الکتاب العربی
 بیروت) (سنن ابن ماجہ، المقدمة، باب: فضل العلماء والحث علی طلب العلم، رقم الحدیث: ۲۲۵ دار السلام
 ریاض) (مسند احمد، رقم الحدیث: ۷۶۳۲)

ترجمہ: ”جو قوم اللہ عزوجل کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوتی
 ہے (تاکہ) کتاب اللہ کی تلاوت کریں اور ایک دوسرے کو
 اُس کا درس دیں تو اُن پر سکینہ اترتا ہے اور اُن کی رحمت
 ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے اپنے پروں میں اُن کو چھپا لیتے ہیں
 اور اللہ عزوجل اُن کا ذکر اُن فرشتوں میں فرماتا ہے جو اُس کے
 پاس ہیں۔“

دونوں احادیث میں واشگاف الفاظ میں بیان ہوا کہ جب بندے کوئی
 محفل، کوئی اجتماع اللہ رب العزت کے ذکر اور قرآن کی تلاوت کے لیے منعقد
 کرتے ہیں تو اللہ رب العزت اُن ذاکرین کے اعزاز و اکرام کے لیے ملائکہ میں
 ایک محفل اور اجتماع منعقد فرما کر اُن کا ذکر جمیل فرماتا ہے۔ سواگر عام ذاکرین کے
 لیے محفل ذکر کا انعقاد افلاک کی بلندیوں پر ہو سکتا ہے۔ تو وہ محبوب جو باعث تخلیق
 کائنات اور اللہ رب العزت کا مقصود اصلی ہیں۔ جن کی خاطر بزم کون و مکاں سبھی،
 جن کو اللہ رب العزت نے اپنے نور مطلق اور حسن مطلق کی تجلیات کا مشاہدہ کروایا۔

جن کے توسل سے اس کائنات میں ذکر الہی عزوجل کی محفلیں سبیں اُس محبوب کے
 ذکر کی محفل کا انعقاد اللہ رب العزت کی جانب سے آسمانوں پر کیوں نہ ہوتا ہوگا؟
 اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں
 خسروا عرش پہ پھرتا ہے پھریرا تیرا

عالم ارواح میں محفل ذکر مصطفیٰ ﷺ

تیسری دلیل

رب العزت نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کی عظمت و شوکت، محبوبیت و
 جاہت اور اصالت نبوت کے اظہار کے لیے عالم ارواح میں ایک عظیم الشان محفل
 منعقد فرمائی۔ جس میں ارواح انبیاء و رسل علیہم السلام کو مدعو فرمایا۔ اپنے حبیب ﷺ کو
 زینت محفل اور شمع بزم انبیاء بنا کر خود انبیاء علیہم السلام سے خطاب فرمایا۔ وہ مقدس خطاب
 کیا ہے؟ قرآن مجید کی یہ آیت ملاحظہ فرمائیں:

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ
 كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا
 مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ
 وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَأَقْرَرْنَا قَالَ
 فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿٨١﴾ فَمَنْ تَوَلَّى
 بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٨٢﴾ (ال عمران: ۸۱-۸۲)

ترجمہ: ”اور یاد کرو جب اللہ نے انبیاء سے پختہ وعدہ لیا کہ جو میں تم کو

کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں خود تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔“

اس آیت کریمہ میں عظمت مصطفوی ﷺ کے بحرِ ظلالِ طہم خیز ہیں۔ اللہ رب العزت نے عالم ارواح میں محفلِ سجا کر انبیاء علیہم السلام سے پختہ وعدہ لیا کہ اگر ان کے زمانہ نبوت میں میرا حبیب ﷺ جلوہ گر ہو جائے تو سب پر لازم ہے کہ وہ میرے حبیب پر ایمان لائیں۔ اُن کی نصرت اور مدد کریں اور اپنی اتباع اور پیروی کی بجائے میرے حبیب کی پیروی کا حکم دیں۔ جس کو حضور نبی مکرم ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:

والذی نفس محمد بیدہ، لو بدالکم موسیٰ
فاتبعتموه و ترکتمونی لضللتکم عن سوء
السبیل، ولو کان حیا و ادرك نبوتی لاتبعنی۔

(سنن دارمی، جلد ۱ صفحہ ۱۲۶، رقم الحدیث: ۴۳۵، مشکوٰۃ الصالح: ۱۹۴)

ترجمہ: ”اُس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ اگر تم میں موسیٰ (علیہ السلام) ظاہر ہو جائیں اور تم ان کی پیروی کرو اور مجھے چھوڑ دو تو راہِ راست سے گمراہ ہو جاؤ گے اور اگر موسیٰ (علیہ السلام) زندہ ہوتے اور میری نبوت کو پاتے تو ضرور وہ

میری اتباع کرتے۔“

اور پھر اس وعدہ کو اتنا موکد کیا کہ انبیاء سے گواہی لی اور پھر خود اپنی ذات کو اس میثاقِ نبوت محمدی ﷺ پر گواہ قرار دیا۔ اور آخر میں وعید بھی ذکر فرمادی کہ (بالفرض) اگر تم میں سے کسی ایک نے اس عہد و پیمان کو توڑا اور میرے حبیب ﷺ کی اتباع و پیروی اور نصرت و تائید سے روگردانی کی تو یاد رکھو کہ میرا حبیب چونکہ میرا مقصود اصلی ہے اور میں نے اپنے حبیب کو محبوبیتِ کبریٰ کا تاج پہنایا ہے، لہذا تمہارا نبی ہونا تو درکنار، تمہارا شمار نافرمانوں اور فاسقوں میں سے ہو جائے گا۔

قارئین! اگرچہ انبیاء علیہم السلام سے اس عہد و میثاق کے نقض کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا لیکن اندازہ فرمائیں کہ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کی علو مرتبت کے اظہار کے لیے کتنا سخت عہد لیا۔ اور عالم ارواح میں محفلِ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ کا منعقد ہونا اس بات کی واضح اور بین دلیل ہے کہ محفلِ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ کا انعقاد سنتِ الہیہ ہے۔

چوتھی دلیل

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿۱﴾ (الأنعام: ۴)

ترجمہ: ”اور اے محبوب ہم نے تمہاری رضا کے لیے تمہارے ذکر کو بلند فرما دیا ہے۔“

امام قاضی عیاض مالکی متوفی ۵۴۴ھ فرماتے ہیں کہ ”روئی ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ، ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: اتانی جبریل

عليه السلام، فقال: ان ربي وربك يقول: تدري كيف رفعت ذكرك؟ قلت: الله ورسوله اعلم. قال: اذا ذكرت ذكرت معي... قال ابن عطاء: جعلت تمام الايمان بذكري معك وقال ايضاً: جعلتك ذكراً من ذكري، فمن ذكرك ذكرني. وقال جعفر بن محمد الصادق: لا يذكرك احد بالرسالة الا ذكرني بالربوبية.

(الشفاء، صفحہ ۱۷، رقم الحدیث: ۹، دار ابن حزم بیروت)

ترجمہ: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”میرے پاس جبرائیل امین علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا: بے شک میرا رب اور آپ کا رب فرماتا کہ محبوب تم جانتے ہو کہ میں نے تمہارا ذکر کیسے بلند کیا؟ میں نے کہا: اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: جب میرا ذکر کیا جائے گا تو تمہارا ذکر میرے ساتھ کیا جائے گا۔“

امام ابن عطاء نے فرمایا: ”میں نے ایمان کا کمال اس میں رکھا ہے کہ آپ کا ذکر میرے ساتھ کیا جائے۔“

انہی نے فرمایا: (ارشاد ربانی کا معنی ہے) کہ محبوب میں نے آپ کو اپنے ذکر میں سے ایک ذکر بنا دیا ہے۔ پس جس نے آپ کا ذکر کیا اُس نے میرا ذکر کر لیا۔“

امام الائمه، امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے متعلق فرمایا: ”(گویا ارشاد ربانی ہے) کہ جو بھی آپ کی رسالت کا ذکر کرے گا اُس نے میری ربوبیت کا ذکر کر لیا۔“ یہی امام قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نقل فرماتے ہیں: ”قال قتادة: رفع الله ذكره في الدنيا والآخرة فليس خطيب ولا متشهد ولا صاحب صلاة الا يقول: اشهد ان لا اله الا الله و ان محمدا رسول الله.“ (الشفاء، صفحہ ۱۶، دار ابن حزم)

ترجمہ: ”حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو دنیا اور آخرت میں بلند فرمایا پس کوئی خطیب، اور کوئی تشہد پڑھنے والا اور کوئی نمازی ایسا نہیں جو یہ کلمہ نہ پڑھتا ہو۔ اشہد ان لا اله الا الله و ان محمدا رسول الله۔“

حدیث جبرائیل علیہ السلام میں تصریح ہے کہ جہاں اور جب اللہ رب العزت کا ذکر کیا جائے گا وہاں اور اُس وقت اُس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی ساتھ کیا جائے گا۔ اور کائنات کی ہر شے خواہ ملائکہ ہوں، جمادات ہوں، نباتات ہوں، حیوانات یا جن و انس ہوں اللہ رب العزت کے ذکر، اُس کی تسبیح و تحمید میں محو ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرِ صَفَّيْتُ كُلَّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿٣١﴾ (النور: ۳۱)

ترجمہ: ”کیا تو نہیں جانتا کہ بے شک اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں جو

آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں اور پرندے پر پھیلانے، ہر ایک کو اس کی نماز اور تسبیح کا علم ہے اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ کام کرتے ہیں۔“

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۖ
وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ
تُسَبِّحُهُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ۝ (نہی اسرائیل: ۴۴)

ترجمہ: ”اسی کی پاکی بولتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں اور کوئی چیز نہیں جو اُس کی حمد کے ساتھ پاکی بیان نہ کرے اور لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔ بے شک وہ حلم والا بخشنے والا ہے۔“

معلوم ہوا کہ کائنات کی ہر شے اپنے خالق جل مجدہ کی تسبیح، تقدیس، تحمید اور اس کے ذکر میں محو ہے اور اسی مالک ذوالجود والعلیٰ کا اعلان ہے ”اذا ذکرتم ذکرتم معی“ کہ محبوب تم مجھے اتنے عزیز ہو۔ اور تمہاری قدر و منزلت میری بارگاہ میں اتنی بلند ہے کہ میں تمہارے ذکر کو بھی اپنے ذکر سے جدا کرنا پسند نہیں فرماتا لہذا کائنات میں جب میرا ذکر ہوگا تو محبوب تمہارا ذکر میرے ساتھ ہوگا۔ تو گویا یہ کائنات ایک محفل و اجتماع جس میں ہمہ وقت ذکر خدا اور ذکر مصطفیٰ جاری و ساری ہے۔ وہابیہ اگر ایک مجدد و حصہ میں محفل ذکر مصطفیٰ ﷺ کو روکنے کی کوشش کریں تو کائنات کی کس کس جگہ سے محفل ذکر مصطفیٰ کو روکیں گے۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے

یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے گا

جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

جب مالک جل مجدہ کا منشاء اور مقصود ذکر مصطفیٰ ﷺ کی رفعت اور بلندی ہے تو کائنات کی کوئی قوت اور طاقت ذکر مصطفیٰ ﷺ کو مٹا سکتی ہے۔ ما شاء اللہ کان وما لم یشا لم یکن۔

قارئین! یہ تو ہے وہ صورت کہ اللہ رب العزت کے اسم جلال کے ساتھ اُس کے حبیب مکرم ﷺ کا ذکر ہوگا۔ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ پر اسی کرم تک بس نہیں کی بلکہ اس سے بھی اپنے حبیب مکرم ﷺ کی شان اقدس کو بڑھایا اور وہ اس طرح کہ اپنے حبیب ﷺ کے ذکر کو خود اپنا ذکر قرار دے دیا جس کو امام ابن عطاء نے ان الفاظ میں بیان کیا۔ ”جعلتك ذکر امن ذکری، فمن ذکرک ذکرنی“ سبحان اللہ! کیا شان کرم و عطا ہے کہ جس طرح حبیب کریم ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت، حبیب کی نافرمانی کو اپنی نافرمانی، حبیب کی رضا کو اپنی رضا، حبیب کی ناراضگی کو اپنی ناراضگی، حبیب کی ہجرت کو اپنی طرف ہجرت قرار دیا اسی طرح اپنے حبیب کے ذکر کو اپنا ذکر قرار دیا۔ سواب محفل ذکر مصطفیٰ ﷺ منعقد کرنا دراصل محفل ذکر خدا عز و جل کا انعقاد ہے۔ اور حضور اقدس ﷺ کے حسن و جمال کمالات و معجزات اور محامد و محاسن کو بیان کرنا دراصل شان خدا کو بیان کرنا ہے۔ سو جو محفل ذکر مصطفیٰ ﷺ سے منع کرے اور اُس پر پابندی لگائے اُسے جان لینا چاہیے کہ وہ صرف حضور کے ذکر پر پابندی نہیں لگا رہا بلکہ اس واسطے سے اُس نے خدا کے ذکر سے بھی روکا ہے اور اُس پر بھی پابندی لگائی ہے۔ اور جس نے اللہ رب العزت کے ذکر سے روکا اُس کی وعید قرآن سے سنئے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ۔

ترجمہ: ”اور اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہے کہ جو اللہ کی مساجد میں اُس کے ذکر سے منع کرے۔“

اور عقلی اعتبار سے غور کریں کہ اگر ایک کاریگر کی بنائی ہوئی مصنوعات کی تعریف اُس کے سامنے کریں اور اُس کی خوبیاں بیان کریں تو وہ کاریگر قطعاً اُس پر ناراض نہیں ہوگا کہ یہ تو میری مصنوعات کی تعریف کرتا ہے اور میری تعریف نہیں کرتا، بلکہ وہ اس پر خوش ہوگا کہ مصنوعات کی خوبصورتی دراصل اُسی کاریگر کا کمال ہے۔ سو حضور اقدس ﷺ کی ذات اقدس قدرت الہی عزوجل کا شاہکار اتم ہے۔ اور حضور اقدس ﷺ کی ذات اقدس کو اللہ رب العزت جمیع کمالات اور حسن و جمال کا پیکر اور جامع بنا دیا ہے۔

سمجھا نہیں ہنوز میرا عشق بے ثبات

کہ تو کائنات حسن ہے یا حسن کائنات

سو جو شخص حضور اقدس ﷺ کی رعنائی و زیبائی، تصرفات و اختیارات اور محاسن جمیلہ، مجموعوں اور محفلوں میں بیان کرے تو درحقیقت وہ اللہ رب العزت کی قدرت کاملہ اور اُس کی شان عطا و کرم کو بیان کر رہا ہے۔

پانچویں دلیل

محفل ذکر مصطفیٰ ﷺ کے استحسان و استحباب کی پانچویں دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ﴿٢٩﴾ (بنی اسرائیل: ۲۹)

ترجمہ: ”(اے محبوب) عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔“

قیامت کا دن بڑا ہولناک اور اندوہ ناک دن ہوگا اُس دن غضب الہی عزوجل کا ظہور تام ہوگا۔ آسمان گلاب کے پھول کی طرح سرخ ہوگا۔ سورج سوا نیزے پر ہوگا۔ زمین پر بڑی شدت کے زلزلے ہوں گے۔ اور تمام مخلوقات، اولین و آخرین میدانِ محشر میں جمع ہوں گے۔ قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ﴿١﴾ لَمَجْمُوعُونَ ﴿٢﴾ إِلَىٰ

مِيقَاتٍ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿٣﴾ (الواقعة: ۵۰-۴۹)

ترجمہ: ”حبیب تم فرماؤ بے شک اولین اور آخرین معلوم دن کے مقررہ وقت پر ضرور جمع ہوں گے۔“

ایک طرف رسل، انبیاء، ملائکہ، اولیاء اور جمیع امم کے مؤمنین ہوں گے۔ دوسری طرف، تمام کفار و مشرکین اور منافقین جن کے دلوں میں بغض و عداوت مصطفیٰ ﷺ ہے اور جو منکر نبوت و عظمت مصطفیٰ ﷺ ہیں اور جو رب کے حبیب کا ذکر سننا گوارا نہیں کرتے وہ سب جمع ہوں گے۔ یہ جمع تمام مخلوقات کا مجمع ہوگا۔ اللہ رب العزت تمام مخلوقات بالخصوص معاندین و منکرین کو اپنے حبیب مکرم ﷺ کی علو مرتبت اور عزت و کرامت دکھائے گا کہ اس محبوب ﷺ کی وجاہت اور عظمت اللہ رب العزت کی بارگاہ میں کتنی بلند ہے۔ ملائکہ کو حکم ہوگا کہ عرش کی دائیں جانب میرے حبیب کی مسندِ ناز رکھی جائے۔ امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: انا اول من تنشق عنہ الارض فاکسی حلة من حلل الجنة ثم اقوم عن یمین العرش لیس احد من الخلائق یقوم ذلک

المقام غیر ی۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی فضل النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۳۶۱۱)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میں سب سے پہلا ہوں جس سے زمین شق ہوگی پس مجھے جنت کے حلوں میں سے ایک حلہ پہنایا جائے گا پھر میں عرش کی دائیں جانب کھڑا ہوں گا اور تمام مخلوق میں سے کوئی میرے سوا وہاں کھڑا نہ ہوگا۔“

امام بغوی علیہ الرحمۃ کی روایت میں ہے کہ آپ کی مسند عرش معلیٰ پر بچھائی جائے گی اور آپ ﷺ اس پر جلوہ افروز ہوں گے۔
یجلسہ علی العرش۔ (تفسیر بغوی)

ترجمہ: ”اللہ رب العزت آپ ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا۔“

مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ پوری شان و تمکنت کے ساتھ اپنی مسند آرا پر رونق افروز ہوں گے۔ جمال محمدی ﷺ سے حجابات اٹھا دیئے جائیں گے۔ عرصات محشر حسن مصطفیٰ ﷺ کی ضیا پاشیوں سے منور و تاباں ہوگا۔ جب تمام مخلوق بالخصوص معاندین و منکرین، اور بغض و عناد رکھنے والے اور ذکر مصطفیٰ ﷺ کو مٹانے کی کوشش کرنے والے حضور اقدس ﷺ کی یہ خداداد منزلت، وجاہت، عظمت اور عزت دیکھیں گے کہ آج کا دن جو تھا خدا عز و جل کا دن ہے۔

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۸﴾ (غافر: ۱۸)

ترجمہ: ”آج کس کی بادشاہی ہے۔ ایک اکیلے اللہ کی جو غالب ہے۔“

جس دن سب مخلوق لرزاں و ترساں ہوگی۔ غضب الہی عز و جل کی شدت کی وجہ سے ملائکہ اور روح الامین کو بھی یارائے تکلم نہ ہوگا۔

يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا ۚ لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾ (النبا: ۳۸)

ترجمہ: ”جس دن روح اور ملائکہ صف باندھے کھڑے ہوں گے کوئی کلام نہیں کر سکے گا مگر وہ جس کو رحمن اذن عطا فرمائے گا اور وہ درست بات کہے گا۔“

جب سب انبیاء علیہم السلام جن میں خلیل و کلیم علیہما الصلوٰۃ والسلام بھی ہوں گے۔ ”نفسی نفسی“ پکاریں گے۔ اُس مجمع حشر میں اللہ رب العزت اپنے حبیب ﷺ کو سر عرش بٹھائے گا۔ اور جب تمام مخلوق حضور اقدس ﷺ کا یہ مقام و مرتبہ دیکھے گی تو سب مخلوق حضور اقدس ﷺ کی حمد و ثناء میں مصروف ہو جائے گی۔

امام طبرانی اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
فیومئذ یبعثہ اللہ مقاما محمدا یحمدہ اهل
الجمع کلہم۔

(المعجم الاوسط جلد ۸ صفحہ ۳۱۱، رقم الحدیث: ۸۷۲۵، مسند الفردوس جلد ۲ صفحہ ۳۷۷، رقم الحدیث: ۳۶۷۷)

ترجمہ: ”اس روز اللہ تعالیٰ، حضور نبی مکرم ﷺ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا اس روز تمام اہل محشر آپ ﷺ کی حمد و ثناء میں ہوں گے۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

ان یقیمک ربک مقاما محمدا مقام الشفاعۃ
یمدک الاولون والآخرون۔

(تویر المقیاس من تفسیر بن عباس صفحہ ۲۴۰)

ترجمہ: ”آپ ﷺ کے رب کا آپ کو مقام محمود پر کھڑا کرنا مقام

شفاعت ہے، جس جگہ اولین و آخرین آپ کے لیے ٹھونڈا ہوں گے۔“

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

يُحْمَدُ فِيهِ الْاَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ. (تفسیر الجلالین صفحہ ۲۹۰)

ترجمہ: ”جس جگہ اولین و آخرین آپ ﷺ کی حمد کریں گے۔“

امام بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

ارشاد فرمایا:

فَيَوْمَئِذٍ يَبْعَثُهُ اللَّهُ مَقَامًا مَحْمُودًا، يُحْمَدُهُ أَهْلُ

الْجَمْعِ كُلِّهِمْ.

(صحیح بخاری، کتاب: الزکاة، باب: من سال الناس، رقم الحدیث: ۴۵۱۳ دار الکتاب العربی بیروت)

ترجمہ: ”پس یہ وہ دن ہوگا جس میں اللہ ذوالجلل والعلیٰ اپنے حبیب مکرم

ﷺ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا اور تمام اہل محشر حضور اقدس

ﷺ کی حمد و ثناء کریں گے۔“

حافظ ابن کثیر متوفی ۷۴۴ھ نے مقام محمود کا معنی بیان کرتے ہوئے بڑی

نفیس اور اعلیٰ بات کہی۔

يُحْمَدُ فِيهِ الْخَلَائِقُ كُلُّهُمْ وَ خَالِقُهُمْ تَبَارَكَ وَ

تَعَالَى. (تفسیر ابن کثیر، جلد ۲ صفحہ ۱۳۸۰)

ترجمہ: ”روز قیامت آپ کو اُس مقام پر فائز کیا جائے گا جس پر تمام

مخلوقات اور خود خالق کائنات بھی آپ کی حمد و ثناء بیان فرمائے گا۔“

اللہ، اللہ اُس روز عظمت مصطفیٰ ﷺ نکھر کر سامنے آئے گی۔ یہاں دنیا

میں تو بہت سوں نے عظمت مصطفیٰ ﷺ کا انکار کیا لیکن اُس دن میں کسی کو مجال انکار

نہ ہوگی۔ ہر زبان ذکر مصطفیٰ ﷺ میں محو ہوگی ہر دل پر عظمت مصطفیٰ ﷺ کا نقش،

منقش ہوگا۔ اور پھر اُس بھرے مجمع میں اللہ رب العزت جو سب کا مذکور و مطلوب،

مقصود و معبود ہے۔ اپنے حبیب مکرم ﷺ کی حمد و ثناء فرمائے گا۔ سو یہ وہابیہ جو آج

ذکر مصطفیٰ ﷺ کی محافل سے روکتے ہیں اور پابندیاں لگاتے ہیں انہیں قیامت

میں جب اس قدر عظیم ذکر مصطفیٰ ﷺ کی محفل نظر آئے گی تو انہیں اپنے کرتوتوں پر

کتنی ندامت و پشیمانی ہوگی۔

آج لے اُن کی پناہ، آج مدد مانگ اُن سے

کل نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا

پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولا کی دھوم

مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

اور نعت خوانی موت بھی ہم سے چھڑا سکتی نہیں

قبر میں بھی مصطفیٰ کے گیت گاتے جائیں گے

خاک ہو جائیں عددو جل کر مگر ہم تو رضا

دم میں جب تک دم ہے ذکر اُن کا سناتے جائیں گے

محفل ذکر مصطفیٰ ﷺ سنت مصطفیٰ ﷺ

یہاں تک قارئین پر علی وجہ البصیرۃ واضح ہو چکا کہ علو ذکر مصطفیٰ ﷺ، اللہ

رب العزت کا مطلوب و مقصود اور محافل ذکر مصطفیٰ ﷺ کا انعقاد سنت ایزدی ہے۔

اب یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ خود حضور نبی مکرم ﷺ نے صحابہ کرام کے مجمع میں اپنی

خداداد عظمت اور منزلت کو اتنا اہم امر الہی عزوجل کے لیے بیان فرمایا۔ اللہ رب

العزت نے اپنے حبیب مکرّم ﷺ کو حکم دیا۔

وَأَمَّا بِعِزَّةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ (النبي: ۱۱)

ترجمہ: ”اور (اے محبوب) اپنے رب کی نعمت کو خوب بیان کرو۔“

یعنی محبوب جو ہم نے آپ پر احسان فرمائے، فضل و کرم، الطاف و عنایات فرمائی ہیں۔ اور جو آپ کو علوم و معارف اور اختیارات و تصرفات عطا کیے ہیں انہیں کھول کر بیان واضح کے ساتھ اپنے غلاموں میں بیان کر دتا کہ عظمت محمدی ﷺ کے وضوح میں کسی قسم کا ابہام و اجمال باقی نہ رہے اور پوری دنیا کے سامنے مقام مصطفیٰ ﷺ نکھر کر سامنے آئے۔ اس موضوع پر کثیر احادیث موجود ہیں لیکن طوالت کے خوف کی وجہ سے صرف چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

چھٹی دلیل

عن المطلب ابن ابی وداعة قال جاء العباس إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فكانه سمع شيئاً. فقام النبي صلى الله تعالى عليه وسلم على المنبر فقال: من أنا. قالوا: انت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم. فقال: أنا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب. ان الله خلق الخلق. فجعلني في خيرهم فرقة. ثم جعلهم فرقتين. فجعلني في خيرهم فرقة. ثم جعلهم قبائل. فجعلني في خيرهم قبيلة. ثم جعلهم بيوتاً. فجعلني في خيرهم بيتاً. وخيرهم نفساً.

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب: ما جاء في فضل النبي صلى الله عليه وسلم، رقم الحدیث: ۳۶۰۸، وفي کتاب الدعوات، رقم الحدیث: ۳۵۳۲) (مسند احمد، مسند بنی ہاشم، جلد ۲ صفحہ ۱۱، رقم الحدیث: ۱۸۱۶، دار الکتب العلمیہ) (دلائل النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۳۹، کنز العمال، رقم الحدیث: ۳۱۹۵۰)

ترجمہ: ”حضرت مطلب بن ابی وداعة سے روایت ہے کہ حضرت عباس، نبی مکرّم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے گویا کہ انہوں نے کچھ سنا۔ پس نبی مکرّم ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا۔ میں کون ہوں؟ سب نے عرض کی۔ آپ اللہ عز و جل کے رسول ہیں۔ آپ پر سلام ہو۔ فرمایا میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے ان کے بہترین گروہ میں رکھا۔ پھر جب اُن کو دو گروں میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین گروہ میں رکھا پھر جب اُن کو قبائل میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا پھر جب اُن کو گھروں میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین گھر میں رکھا اور اُس گھر میں سب سے بہتر میری ذات کو بنایا۔“

وہابیہ کا نظریہ یہ ہے کہ خطبات میں صرف حضور نبی مکرّم ﷺ کی سیرت و کردار اور آپ کی سنتوں کو بیان کیا جائے۔ باقی فضائل و مناقب، اور عظمت محمدی ﷺ کے بیان سے انہیں نفرت ہے۔ اس حدیث میں غور کریں کہ سرکار اقدس ﷺ نے اپنے خطاب میں کون سے احکام شرعیہ اور سیرت طیبہ کو بیان فرمایا ہے۔ یا اس خطاب میں کون سے وظائف و اعمال بیان کیے ہیں؟ لاریب ان موضوعات پر خطاب بھی سنت مصطفیٰ ﷺ ہے اور یہ موضوعات بھی ہماری سر آنکھوں پر ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ وہابیہ کو کیا یہ سنت نظر نہیں آتی؟ کہ حضور اقدس ﷺ نے مجمع صحابہ

میں اپنے فضائل و مناقب خود اپنی زبان اقدس سے بیان فرمائے۔ یہاں مجمع کی قید اس لیے لگائی کہ حضور اقدس ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو اگر دو چار افراد ہوتے تو منبر پر قیام کی ضرورت پیش نہ آتی۔ حضور اقدس ﷺ کا منبر پر جلوہ افروز ہو کر خطاب کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ مسجد نبوی میں صحابہ کرام کا جم غفیر موجود تھا۔ اُس محفل اور مجمع میں حضور اقدس ﷺ خود اپنی زبان اقدس سے اپنے فضائل بیان فرما رہے ہیں۔ سو وہابیہ کو چاہیے کہ وہ اس سنت پر بھی عمل کرتے ہوئے محافل و اجتماعات میں حضور اقدس ﷺ کے محامد و محاسن بیان کریں وگرنہ کتمان کی وہی سزا ہے جو اللہ رب العزت نے یہود و نصاریٰ کے متعلق بیان فرمائی۔ جس کا ذکر پچھلے صفحات میں موجود ہے۔

ساتویں دلیل

عن عقبۃ بن عامر، ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج یوماً، فصلی علی اہل احد صلاتہ علی المیت، ثم انصرف الی المنبر فقال: "انی فرط لکم و انا شہید علیکم، و انی واللہ لانظر الی حوضی الآن، و انی اعطیت مفاتیح خزائن الارض، و انی واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی، ولكن اخاف علیکم ان تنافسوا فیہا۔"

(صحیح بخاری، کتاب: الجنائز، باب: الصلوٰۃ علی الشہید، رقم الحدیث: ۱۳۴۴) (صحیح بخاری، اطراف الحدیث: ۶۵۹۶، ۳۰۳۲، ۴۰۸۵، ۶۳۲۶، ۶۵۹۰) (صحیح مسلم، کتاب: الفضائل، باب: اثبات حوض نبوی صلی اللہ علیہ وسلم و صفاتہ، رقم الحدیث: ۵۹۷۶، ۵۹۷۷) (شرح مشکل الآثار، رقم الحدیث: ۴۹۰۸، صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: ۱۳۱۹۸، المعجم الکبیر، جلد ۱۷ صفحہ ۷۷، سنن بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۴، شرح السنہ، رقم الحدیث: ۳۸۲۳، مسند ابو

یعنی، رقم الحدیث: ۱۷۴۸، مسند احمد، رقم الحدیث: ۱۷۴۸، جامع المسانید لابن جوزی، رقم الحدیث: ۵۳۷۹) ترجمہ: "حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ ایک دن تشریف لائے اور آپ نے اہل احد پر اس طرح نماز پڑھی جیسے میت پر پڑھتے ہیں پھر آپ منبر کی طرف مڑے اور فرمایا میں تمہارا پیش رو اور تم پر گواہ ہوں اور بے شک اللہ جل مجدہ کی قسم! میں اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے تمام زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی ہیں اور اللہ عز وجل کی قسم! مجھے تمہارے اوپر یہ خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن مجھے تم پر یہ خوف ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرو گے۔"

اس حدیث میں دلیل ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے اپنے علوم و معارف کی فراوانی اور اپنے خداداد تصرفات و اختیارات کی وسعت کو بیان کیا اور منبر پر جلوہ افروز ہو کر خطاب فرمایا۔ معلوم ہوا کہ اُس وقت بھی صحابہ کرام کثیر تعداد میں موجود تھے اور سرکار اقدس ﷺ نے اُس مجمع اور محفل میں منبر پر تشریف فرما ہو کر اپنی عظمت و شان کو بیان فرمایا۔

آٹھویں دلیل

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج حین زاغت الشمس، فصلی الظهر، فقام علی المنبر، فذكر الساعة، فذكر ان فیہا امورا عظما، ثم قال: "من احب

ان یسأل عن شیء فلیسأل. فلا تسألونی عن شیء الا اخبرتکم. مادمت فی مقامی هذا. فاکثر الناس فی البکاء. واکثر ان یقول: سلونی فقام عبد اللہ بن حذافۃ السہمی فقال: من ابی؟ قال: ابوک حذافۃ. ثم اکثر ان یقول: سلونی فبرک عمر علی رکبتيہ فقال: رضینا باللہ ربنا و بالاسلام دیننا و بمحمد نبینا فسکت. ثم قال: عرضت علی الجنة والنار أنفا فی عرض هذا الحائط فلم ار کالخیر والشر.

(صحیح بخاری، کتاب: مواقیب الصلوٰۃ، باب: وقت الظہر عند الزوال، رقم الحدیث: ۵۳۰، دار الکتب العربی بیروت) (صحیح بخاری، اطراف الحدیث: ۴۳۹، ۴۳۸، ۴۳۷، ۴۳۶، ۴۳۵، ۴۳۴، ۴۳۳، ۴۳۲، ۴۳۱، ۴۳۰، ۴۲۹، ۴۲۸، ۴۲۷، ۴۲۶، ۴۲۵، ۴۲۴، ۴۲۳، ۴۲۲، ۴۲۱، ۴۲۰، ۴۱۹، ۴۱۸، ۴۱۷، ۴۱۶، ۴۱۵، ۴۱۴، ۴۱۳، ۴۱۲، ۴۱۱، ۴۱۰، ۴۰۹، ۴۰۸، ۴۰۷، ۴۰۶، ۴۰۵، ۴۰۴، ۴۰۳، ۴۰۲، ۴۰۱، ۴۰۰، ۳۹۹، ۳۹۸، ۳۹۷، ۳۹۶، ۳۹۵، ۳۹۴، ۳۹۳، ۳۹۲، ۳۹۱، ۳۹۰، ۳۸۹، ۳۸۸، ۳۸۷، ۳۸۶، ۳۸۵، ۳۸۴، ۳۸۳، ۳۸۲، ۳۸۱، ۳۸۰، ۳۷۹، ۳۷۸، ۳۷۷، ۳۷۶، ۳۷۵، ۳۷۴، ۳۷۳، ۳۷۲، ۳۷۱، ۳۷۰، ۳۶۹، ۳۶۸، ۳۶۷، ۳۶۶، ۳۶۵، ۳۶۴، ۳۶۳، ۳۶۲، ۳۶۱، ۳۶۰، ۳۵۹، ۳۵۸، ۳۵۷، ۳۵۶، ۳۵۵، ۳۵۴، ۳۵۳، ۳۵۲، ۳۵۱، ۳۵۰، ۳۴۹، ۳۴۸، ۳۴۷، ۳۴۶، ۳۴۵، ۳۴۴، ۳۴۳، ۳۴۲، ۳۴۱، ۳۴۰، ۳۳۹، ۳۳۸، ۳۳۷، ۳۳۶، ۳۳۵، ۳۳۴، ۳۳۳، ۳۳۲، ۳۳۱، ۳۳۰، ۳۲۹، ۳۲۸، ۳۲۷، ۳۲۶، ۳۲۵، ۳۲۴، ۳۲۳، ۳۲۲، ۳۲۱، ۳۲۰، ۳۱۹، ۳۱۸، ۳۱۷، ۳۱۶، ۳۱۵، ۳۱۴، ۳۱۳، ۳۱۲، ۳۱۱، ۳۱۰، ۳۰۹، ۳۰۸، ۳۰۷، ۳۰۶، ۳۰۵، ۳۰۴، ۳۰۳، ۳۰۲، ۳۰۱، ۳۰۰، ۲۹۹، ۲۹۸، ۲۹۷، ۲۹۶، ۲۹۵، ۲۹۴، ۲۹۳، ۲۹۲، ۲۹۱، ۲۹۰، ۲۸۹، ۲۸۸، ۲۸۷، ۲۸۶، ۲۸۵، ۲۸۴، ۲۸۳، ۲۸۲، ۲۸۱، ۲۸۰، ۲۷۹، ۲۷۸، ۲۷۷، ۲۷۶، ۲۷۵، ۲۷۴، ۲۷۳، ۲۷۲، ۲۷۱، ۲۷۰، ۲۶۹، ۲۶۸، ۲۶۷، ۲۶۶، ۲۶۵، ۲۶۴، ۲۶۳، ۲۶۲، ۲۶۱، ۲۶۰، ۲۵۹، ۲۵۸، ۲۵۷، ۲۵۶، ۲۵۵، ۲۵۴، ۲۵۳، ۲۵۲، ۲۵۱، ۲۵۰، ۲۴۹، ۲۴۸، ۲۴۷، ۲۴۶، ۲۴۵، ۲۴۴، ۲۴۳، ۲۴۲، ۲۴۱، ۲۴۰، ۲۳۹، ۲۳۸، ۲۳۷، ۲۳۶، ۲۳۵، ۲۳۴، ۲۳۳، ۲۳۲، ۲۳۱، ۲۳۰، ۲۲۹، ۲۲۸، ۲۲۷، ۲۲۶، ۲۲۵، ۲۲۴، ۲۲۳، ۲۲۲، ۲۲۱، ۲۲۰، ۲۱۹، ۲۱۸، ۲۱۷، ۲۱۶، ۲۱۵، ۲۱۴، ۲۱۳، ۲۱۲، ۲۱۱، ۲۱۰، ۲۰۹، ۲۰۸، ۲۰۷، ۲۰۶، ۲۰۵، ۲۰۴، ۲۰۳، ۲۰۲، ۲۰۱، ۲۰۰، ۱۹۹، ۱۹۸، ۱۹۷، ۱۹۶، ۱۹۵، ۱۹۴، ۱۹۳، ۱۹۲، ۱۹۱، ۱۹۰، ۱۸۹، ۱۸۸، ۱۸۷، ۱۸۶، ۱۸۵، ۱۸۴، ۱۸۳، ۱۸۲، ۱۸۱، ۱۸۰، ۱۷۹، ۱۷۸، ۱۷۷، ۱۷۶، ۱۷۵، ۱۷۴، ۱۷۳، ۱۷۲، ۱۷۱، ۱۷۰، ۱۶۹، ۱۶۸، ۱۶۷، ۱۶۶، ۱۶۵، ۱۶۴، ۱۶۳، ۱۶۲، ۱۶۱، ۱۶۰، ۱۵۹، ۱۵۸، ۱۵۷، ۱۵۶، ۱۵۵، ۱۵۴، ۱۵۳، ۱۵۲، ۱۵۱، ۱۵۰، ۱۴۹، ۱۴۸، ۱۴۷، ۱۴۶، ۱۴۵، ۱۴۴، ۱۴۳، ۱۴۲، ۱۴۱، ۱۴۰، ۱۳۹، ۱۳۸، ۱۳۷، ۱۳۶، ۱۳۵، ۱۳۴، ۱۳۳، ۱۳۲، ۱۳۱، ۱۳۰، ۱۲۹، ۱۲۸، ۱۲۷، ۱۲۶، ۱۲۵، ۱۲۴، ۱۲۳، ۱۲۲، ۱۲۱، ۱۲۰، ۱۱۹، ۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۹، ۱۰۸، ۱۰۷، ۱۰۶، ۱۰۵، ۱۰۴، ۱۰۳، ۱۰۲، ۱۰۱، ۱۰۰، ۹۹، ۹۸، ۹۷، ۹۶، ۹۵، ۹۴، ۹۳، ۹۲، ۹۱، ۹۰، ۸۹، ۸۸، ۸۷، ۸۶، ۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲، ۸۱، ۸۰، ۷۹، ۷۸، ۷۷، ۷۶، ۷۵، ۷۴، ۷۳، ۷۲، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۲، ۶۱، ۶۰، ۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱، ۰، ۱۱۵۳)

ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ سورج کے ڈھلنے کے وقت تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھائی پس جب سلام پھیرا تو منبر پر جلوہ افروز ہوئے پھر قیامت کا اور بڑے بڑے واقعات جو قیامت سے پہلے رونما ہونے والے تھے اُن کا ذکر فرمایا پھر ارشاد فرمایا جو شخص کسی بھی شے کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہے۔ وہ سوال کرے پس خدا کی قسم! تم مجھ سے کسی بھی چیز کے متعلق سوال نہیں کرو گے مگر میں

تمہیں اپنے اس مقام پر کھڑے اُس کی خبر دوں گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے بہت زیادہ رونا شروع کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کثرت کے ساتھ فرمانے لگے مجھ سے پوچھو۔ حضرت عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے عرض کی: یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: تیرا باپ حذافہ ہے پھر بار بار فرماتے رہے کہ مجھ سے پوچھو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور عرض کی: ہم اللہ عزوجل کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں یہ سن کر نبی مکرم ﷺ خاموش ہو گئے اور فرمایا: ابھی ابھی جنت اور دوزخ اس دیوار کے سامنے مجھ پر پیش کی گئیں تو آج کی طرح میں نے خیر اور شر کو کبھی نہیں دیکھا۔“

بعض روایات میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے غیب پر مطلع ہونے پر منافقین نے اعتراض کیا تو حضور اقدس ﷺ نے مجمع صحابہ میں منبر پر جلوہ افروز ہو کر اپنی شان علمی کو بیان فرمایا۔ بحر علم مصطفیٰ ﷺ طلسم خیز تھا۔ اعلان فرما دیا کہ قیامت تک جس چیز کے متعلق مجھ سے سوال کرو گے خدا کی قسم! میں اسی مجلس اور محفل میں کھڑے اس کو بیان فرماؤں گا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ جب منافق حضور اقدس ﷺ کے علم عظیم کی وسعت کا انکار کریں اور اُس پر اعتراض کریں اور شیطان لعین کے علم کو علم مصطفیٰ ﷺ سے زائد مانیں تو مجالس و محافل کا انعقاد کر کے وسعت علم مصطفیٰ ﷺ کا بیان کرنا سنت مصطفیٰ ﷺ ہے۔

نویں دلیل

عن اسماء قالت اتيت عائشة وهي تصلي فقلت: ما شان الناس؟ فاشارت إلى السماء فاذا الناس قيام، فقلت سبحان الله. قلت: آية؟ فاشارت براسها: اى نعم. فقمت حتى تجلاني الغشي، فجعلت اصب على راسي الباء فحمد الله عزوجل النبي صلى الله عليه وسلم واثنى عليه. ثم قال: "ما من شيء لم اكن اريته الا رايته في مقامي، حتى الجنة والنار."

(صحیح بخاری، کتاب: العلم، باب: من اجاب الفتيا باشارة اليه والراس، رقم الحديث: ۸۶۲، دارالکتاب العربی بیروت) (صحیح بخاری، اطراف الحديث: ۱۸۳، ۹۲۲، ۱۰۵۳، ۷۲۸۷) (صحیح مسلم، کتاب: الکسوف و صلاۃ، باب: ما عرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صلاۃ الکسوف من امر الجنة والنار رقم الحديث: ۹۰۵) (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۹) (المعجم الکبیر رقم الحديث: ۳۱۶، سنن بیہقی جلد ۳ صفحہ ۳۳۸، شرح الزیة: ۱۱۳۸، مسند ابی یوسف جلد ۲ صفحہ ۳۷۰، صحیح ابن حبان: ۳۱۱۳، السنن الکبریٰ للنسائی: ۲۱۸۹، مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۳۳۶)

ترجمہ: "حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اس حال میں کہ وہ نماز پڑھ رہی تھیں میں نے کہا لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ پس آپ نے آسمان کی طرف اشارہ کیا (یعنی سورج گہن تھا) اُس وقت سب لوگ نماز کے لیے کھڑے تھے۔ حضرت عائشہ نے کہا۔ سبحان اللہ! میں نے پوچھا یہ کوئی نشانی ہے؟ تو انہوں نے سر کے اشارہ سے جواب دیا کہ ہاں! پھر میں بھی کھڑی ہو گئی، حتیٰ کہ مجھ پر غشی چھانے

لگی تو میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی، پھر نبی مکرم ﷺ نے اللہ عزوجل کی حمد و ثناء کی اور فرمایا جس چیز کو بھی میں نے نہیں دیکھا تھا، اس چیز کو میں نے اس جگہ کھڑے دیکھ لیا یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو بھی۔"

اس حدیث میں بھی محفل ذکر مصطفیٰ ﷺ کے استحباب و استحسان پر واضح دلیل ہے کیونکہ حضور اقدس ﷺ نے مجمع صحابہ میں اپنی شان علمی اور وسعت رویت و بصارت کو بیان فرمایا۔

دسویں دلیل

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: خطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد خطبات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ الحمد لله الذی ارسلنی رحمۃ للعالمین و کافۃ للناس بشیرا و نذیرا و انزل علی الفرقان فیہ تبیان کل شیء و جعل امتی خیر امة اخرجت للناس و جعل امتی وسطا و جعل امتی هم الاولون والآخرون و شرح لی صدری و جعلنی فاتحا و خاتما۔

(مسند ابی ہریرہ، جلد ۱ صفحہ ۳۱، رقم الحديث: ۵۵، مجمع الزوائد، جلد ۱ صفحہ ۲۹)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شب معراج انبیاء علیہم السلام کے خطبوں کے بعد حضور اقدس ﷺ نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے کہا۔ تمام تعریفیں اُس اللہ (ذوالجود والعلی) کے لیے جس

نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت اور تمام لوگوں کے لیے
بشیر و نذیر بنا کر بھیجا اور مجھ پر وہ فرقان نازل فرمایا جس میں ہر
چیز کا روشن بیان ہے اور میری امت کو بہترین امت بنایا جو
لوگوں کی بھلائی کے لیے ظاہر ہوئی اور میری امت کو امت وسط
(معتدل) امت بنایا اور میری امت کو اول (قیامت میں)
اور آخر (دنیا میں) بنایا اور میرا سینہ کھول دیا اور مجھے نبوت کی
ابتدا کرنے والا اور نبوت کو ختم کرنے والا بنایا۔“

قارئین! یہ عظمت محمدی ﷺ کا وہ جامع خطبہ ہے جو حضور اقدس ﷺ
نے انبیاء و رسل ﷺ کے مقدس مجمع میں اپنی زبان اقدس سے بیان فرمایا۔ اور اس
محفل کا انتظام و انصرام خود اللہ رب العزت نے فرمایا تاکہ شب معراج انبیاء ﷺ
اُس کے حبیب مکرم کا استقبال بھی کریں اور اس کے حبیب ﷺ کی شان و عظمت
تمام انبیاء ﷺ پر واضح ہو اس طرح کہ تمام انبیاء ﷺ اُسے سن کر رب عزوجل کے
حبیب مکرم ﷺ کی امامت کل، سیادت کل اور افضلیت مطلقہ کا اقرار و اعتراف بھی
کر لیں۔ وہابیہ اہل سنت کی محافل پر تو بڑے شد و مد سے فتاوے شرک و بدعت
لگاتے ہیں تو کیا اس مقدس محفل ذکر مصطفیٰ ﷺ پر بھی فتویٰ لگانے کی جرأت کریں
گے؟ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

گیارہویں دلیل

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: جلس ناس
من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ينتظرونہ قال: فخرج حتی اذا دنا منهم سمعهم

یتذاکرون فسمع حدیثہم، فقال بعضهم: عجبا
ان اللہ عزوجل اتخذ من خلقه خلیلا، اتخذ
ابراہیم خلیلا، و قال آخر: ماذا باعجب من
کلام موسیٰ کلمہ تکلیما، و قال آخر: ماذا باعجب
من کلام موسیٰ فعیسیٰ کلمۃ اللہ و روحہ، و قال
آخر: آدم اصطفاه اللہ، فخرج علیہم، فسلم و
قال: قد سمعت کلامکم و عجبتکم ان ابراہیم
خلیل اللہ، و هو کذلک، موسیٰ نجی اللہ، و هو کذلک
و عیسیٰ روحہ، و کلمتہ، و هو کذلک، و آدم
اصطفاه اللہ و هو کذلک، الا و انا حبیب اللہ و لا
فخر، و انا حامل لواء الحمد یوم القیامۃ و لا فخر، و
انا اول من یحرق حلق الجنة فیفتح اللہ لی
فیدخلنیہا، و معی فقراء المؤمنین و لا فخر، و انا
اکرم الاولین و الاخرین و لا فخر۔

(سنن الترمذی، کتاب: المناقب، باب: ما جاء فی فضل النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۳۶۱۶ دار المعرفہ) (مسند
دارمی، باب: ما اعطی النبی ﷺ من الفضل، رقم الحدیث: ۴۷)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے
فرمایا رسول اللہ ﷺ کے اصحاب بیٹھے ہوئے آپ کا انتظار کر
رہے تھے۔ فرمایا پھر حضور نبی مکرم ﷺ حجرہ مبارکہ سے نکلے
یہاں تک کہ جب آپ اُن سے قریب ہوئے تو آپ نے اُن کو
مذکرہ کرتے ہوئے سنا۔ آپ اُن کی باتیں سنتے رہے۔ پس

کسی نے کہا، کتنی عجیب بات ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنی مخلوق میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا۔ دوسرے نے کہا اس سے بھی زیادہ تعجب خیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ ایک اور نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے کلمہ اور اُس کی طرف سے روح ہیں۔ کسی نے کہا آدم علیہ السلام کو اللہ عزوجل نے جن لیا پس نبی مکرم ﷺ اُن کے سامنے تشریف لائے اور سلام فرمایا اور ارشاد فرمایا۔ تحقیق میں نے تمہارا کلام اور تمہارا اظہار تعجب سنا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں تو بے شک اُن کی یہی شان ہے اور موسیٰ علیہ السلام اللہ عزوجل کے نچی ہیں بے شک اُن کی یہی شان ہے اور عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے روح اور اُس کا کلمہ ہیں اور اُن کی یہی شان ہے اور آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے ہیں بے شک اُن کی یہی شان ہے۔ خبردار میں اللہ عزوجل کا حبیب ہوں اور یہ بات بطور فخر نہیں کہہ رہا (بلکہ اظہار حقیقت کے لیے بیان کر رہا ہوں) اور میں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھانے والا ہوں اور فخر نہیں اور میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور فخر نہیں اور میں سب سے پہلے جنت کے کنڈے پر دستک دوں گا پس اللہ تعالیٰ میرے لیے دروازہ کھولے گا اور مجھے (اعزاز و اکرام کے ساتھ) اُس میں داخل فرمائے گا اور میرے ساتھ فقیر مومن ہوں گے اور فخر نہیں اور میں اولین و آخرین میں سب سے زیادہ عزت پانے والا

ہوں اور فخر نہیں۔“

بارہویں دلیل

محافل اور اجتماعات میں حضور نبی مکرم ﷺ کی شوکت و سطوت اور وجاہت و منزلت کو بیان کرنا اور آپ کی حمد و ثناء کرنا صرف حضور اقدس ﷺ کی ہی سنت نہیں بلکہ صحابہ کرام بھی محافل و اجتماعات میں بڑے اہتمام اور تزک و احتشام سے سرکار اقدس ﷺ کی مدحت و ثناء پر مشتمل قصیدے پڑھتے، جسے دیگر صحابہ کرام سماعت کرتے اور حضور اقدس ﷺ اس پر خوشی و مسرت کا اظہار فرماتے اور اُس پر دعاؤں اور انعام و اکرام سے نوازتے۔ گویا کہ حضور اقدس ﷺ کے ذکر کی محفل کا انعقاد کرنا صرف سرکار کی سنت ہی نہیں صحابہ کی بھی سنت ہے اور اس پر صحابہ کرام کا اجماع و اتفاق ہے۔ اور جو محفل ذکر مصطفیٰ ﷺ پر پابندی لگائے وہ جس طرح سنت مصطفیٰ ﷺ کی مخالفت کر رہا ہے اُسی طرح وہ صحابہ کرام کے اجماع کا بھی مخالف ہے۔ اور سینے قرآن نے ایسے محروم و حرماں نصیب کے متعلق کیا فیصلہ صادر فرمایا؟ ارشادِ بانی ہے:

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ
وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ
جَهَنَّمَ ۚ وَسَاءَ مَصِيرًا ﴿١١٥﴾ (النساء: ۱۱۵)

ترجمہ: ”جو رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ ہدایت اُس پر واضح ہو چکی اور مومنین کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اُسے اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرا ہے اور اُسے جہنم میں ڈالیں گے اور وہ کتنا برا ٹھکانہ ہے۔“

امام ترمذی، امام احمد بن حنبل اور امام حاکم نے روایت کیا۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يضع لحيان منبرا في المسجد. يقوم عليه قائما. يفاخر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم او قال: ينافح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ويقول رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان الله يؤيد حسان بروح القدس ما يفاخر او ينافح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم.

(سنن الترمذی، کتاب: الادب عن رسول اللہ ﷺ، باب: ما جاء في انشاء الشعر، رقم الحدیث: ۲۸۳۶) (مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۷۲، رقم الحدیث: ۲۳۳۸۱، المستدرک جلد ۳ صفحہ ۵۵۴، رقم الحدیث: ۶۰۵۸، شرح معانی الآثار جلد ۴ صفحہ ۲۹۸، مسند ابویعلیٰ جلد ۸ صفحہ ۱۸۹، رقم الحدیث: ۴۳۶، مجمع الکبیر رقم الحدیث: ۳۵۸۰)

ترجمہ: ”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ مسجد نبوی میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے منبر رکھتے تھے جس پر وہ کھڑے ہو کر حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف سے (مشرکین کے مقابلہ میں) فخر یا دفاع کرتے تھے۔ حضور نبی مکرم ﷺ فرماتے: بے شک اللہ تعالیٰ روح القدس کے ذریعے حسان کی مدد فرماتا رہے گا۔ جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے فخر یا دفاع کرتا رہے گا۔“

اس حدیث کو روایت کرنے والی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

ہیں اور آپ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا اسی نعت خوانی کی وجہ سے کس طرح اکرام فرماتی ہیں۔ حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

عن عروۃ رضی اللہ عنہ قال: كانت عائشة رضي الله عنها تكرر ان يسب عندها حسان و تقول: فانه قال:

فان ابی و والدہ و عرضی
لعرض محمد منكم وقاء

(متفق علیہ)

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب: حدیث الاکف، رقم الحدیث: ۳۹۱۰) (صحیح مسلم، کتاب: التوبة، باب: فی حدیث الاکف وقبول توبۃ القاذف، رقم الحدیث: ۲۷۷۰) (سنن نسائی الکبریٰ رقم الحدیث: ۸۹۳۱، مسند احمد: جلد ۶ صفحہ ۱۹۷، مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث: ۴۳۳، مستدرک: ۶۰۶۰)

ترجمہ: ”حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کو ناپسند کرتی تھیں کہ ان کے سامنے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا جائے۔ فرماتی تھیں انہوں نے (حضور نبی اکرم ﷺ کی شان میں) یہ نعت پڑھی ہے:

”بلاشبہ میرا باپ، میرے اجداد میری عزت، محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت و ناموس کے دفاع کے لیے تمہارے خلاف ڈھال ہے۔“

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی زائد ہیں جو حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے شانِ مصطفویٰ ﷺ میں عرض کیے:

هجوۃ محمد فاجبت عنه
و عند الله في ذاك الجزاء

هجوت محمد ابرا حنیفا
رسول الله شیمته الوفاء

(صحیح بخاری، کتاب: المناقب، رقم الحدیث: ۳۳۸، صحیح مسلم، کتاب: الادب، رقم الحدیث: ۵۷۹۸، صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: ۵۷۸۷، مسند ابویعلیٰ، ۴۳۷۷، مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۶۰۲۱، المستدرک: ۶۰۶۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱۰ صفحہ ۲۳۸، المعجم الکبیر، رقم الحدیث: ۳۵۸۲، شرح السنہ، ۳۴۰۸)

ترجمہ: ”تم نے محمد مصطفیٰ ﷺ کی بھوکی، تو میں نے آپ ﷺ کی طرف سے جواب دیا اور اس کی اصل جزا اللہ عزوجل کے پاس ہے۔“

تم نے محمد مصطفیٰ ﷺ کی بھوکی، جونیک اور ادیانِ باطلہ سے اعراض کرنے والے ہیں، وہ اللہ عزوجل کے (سچے) رسول ہیں اور ان کی خصلت وفا کرنا ہے۔“

تیسرھویں دلیل

عن خریم بن اوس رضی اللہ عنہ قال: کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال له العباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما: یا رسول اللہ، انی ارید ان امدحک؛ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم هات لا یفرض الله فاک فانشا العباس رضی اللہ عنہ یقول:

و انت لها ولدت اشرفت
الارض وضأت بنورک الافق

فنحن فی الضیاء و فی
النور و سبل الرشاد نخترق

(المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۴ صفحہ ۲۱۳، رقم الحدیث: ۳۱۶۸، المستدرک: ۵۳۱۷، حلیۃ الاولیاء، جلد ۱ صفحہ ۳۶۳، سیر اعلام النبلاء، جلد ۲ صفحہ ۱۰۲، الاستیعاب جلد ۲ صفحہ ۴۴۸)

ترجمہ: ”حضرت خریم بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم صحابہ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں موجود تھے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا، یا رسول اللہ! میں آپ کی مدح و نعت پڑھنا چاہتا ہوں تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے سناؤ اللہ تعالیٰ تمہارے دانت صحیح و سالم رکھے (یعنی تم اسی طرح کا عمدہ کلام پڑھتے رہو) تو حضرت عباس نے یہ پڑھنا شروع کیا:

”اور آپ وہ ذات ہیں کہ جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ کے نور سے ساری زمین چمک اٹھی اور آپ کے نور سے افق عالم روشن ہو گیا پس ہم ہیں اور ہدایت کے راستے ہیں اور ہم آپ کی عطا کردہ روشنی اور آپ ہی کے نور میں ان پر گامزن ہیں۔“

چودھویں دلیل

امام حاکم، امام بیہقی، اور امام طبرانی نے روایت کیا:
عن موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ قال: انشد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کعب بن زہیر بانث سعاد فی مسجدہ بالمدينة، فلما بلغ قوله:

ان الرسول لنور يستضاء به

و صارم من سيوف الله مسلول

اشار رسول الله صلى الله عليه وسلم بكمه الى

الخلق ليسمعوا منه... الحديث

(المسند رك جلد ۳ صفحہ ۶۷۰، رقم الحدیث: ۶۳۷۷، السنن الکبریٰ للبخاری جلد ۱۰ صفحہ ۲۳۳، رقم الحدیث: ۱۰۷۷، المعجم

الکبیر جلد ۱۹ صفحہ ۱۷۷، السیرۃ النبویۃ لابن ہشام جلد ۵ صفحہ ۱۹۱، البدایہ والنہایہ لابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۳۷۳)

ترجمہ: ”حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کعب بن زہیر

نے اپنے مشہور قصیدے ”بانت سعاد“ میں حضور نبی اکرم ﷺ

کی مسجد نبوی میں مدح کی اور جب اپنے اس قول پر پہنچا:

”بے شک (یہ) رسول مکرم ﷺ وہ نور ہیں جس سے روشنی

حاصل کی جاتی ہے اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی تیز دھار تلواروں

میں سے ایک عظیم تیغ آبدار ہیں۔“

حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے دست اقدس سے لوگوں کی

طرف اشارہ کیا کہ وہ انہیں (یعنی کعب بن زہیر) کو (غور

سے) سنیں۔“

خلاصہ کلام

قرآن و حدیث کے ان واضح دلائل سے مبرہن ہوا کہ حضور نبی مکرم ﷺ

کی مدحت و ثناء اور ذکر جمیل کے لیے محافل کا انعقاد، سنت الہی عزوجل، سنت مصطفیٰ

کریم ﷺ اور سنت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہے اور اس کے حرام یا شرک

موندنے کی کوئی گنجائش قرآن و حدیث میں نہیں۔ اگرچہ اس موضوع پر احادیث کے

تبع اور اقوال ائمہ اعلام سے بہت سے دلائل پیش کیے جاسکتے ہیں۔ لیکن جس نے

نظر تعصب سے مطالعہ کرنا ہے اُس کے لیے دفاتر کے دفاتر نا کافی ہیں اور جو طالبان

راہ حق ہیں ان کے لیے اسی قدر دلائل کافی و وافی ہیں۔ نیز راقم الحروف نے ابھی

چونکہ وہابیہ کی بہت ساری گستاخیوں پر تبصرہ و تنقید کرنی ہے لہذا خوف طوالت کی وجہ

سے انہیں دلائل پر اکتفا کرتا ہوں۔ اللہ رب العزت حق سمجھنے اور اُس کے مطابق

اعتقاد رکھنے اور عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

آمین بجاہ الحبیب الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔



نجدیوں کی بے باکی کا دوسرا واقعہ

حرمین شریفین کی حاضری کے دوران ایک بڑا دلخراش واقعہ دیکھنے میں آیا۔ راقم الحروف کو ان وہابیہ کی جرأت پر بڑا تعجب ہوا۔ تصور اور وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ وہابیہ بغض رسول میں اس قدر پستی میں بھی جاسکتے ہیں۔ اور وہ واقعہ یہ ہے کہ مواجہہ شریف کی سنہری جالی کی جس جہت میں حضور نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ عالی میں صلاۃ و سلام عرض کیا جاتا ہے۔ اُس سنہری جالی میں ترکوں نے بہت دلکش انداز میں یا اللہ، یا محمد لکھوایا تھا۔ جب سے حرمین شریفین پر یہ نجدی مسلط ہوئے انہوں نے پہلا کام یہ کیا کہ ”یا محمد“ کی ”یا کوکاٹ دیا۔ لیکن چند سال پہلے انہوں نے مکمل ”محمد“ ختم کروا کے، یا اللہ، یا مجید لکھوایا۔ یعنی حضور اقدس ﷺ کے اسم گرامی کو اسم جلالت سے علیحدہ اور منقطع کر دیا۔ اور اللہ رب العزت کے دوسرے اسماء حسنیٰ میں سے صرف ”مجید“ کی تخصیص اس لیے ہے کہ ”مجید“ اور ”محمد“ میں بظاہر فرق محسوس نہیں ہوتا۔ اور وہ اس طرح لکھا ہوا ہے کہ بغور دیکھنے سے پتا چلتا ہے کہ یہ ”محمد“ نہیں بلکہ ”مجید“ ہے۔ اس لیے بہت سے لوگ جو سرسری نظر سے دیکھتے ہیں وہ تو ”محمد“ ہی تصور کرتے ہیں۔ لیکن بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ”محمد“ نہیں ”مجید“ ہے۔ اس واقعہ کو دیکھ کر بے ساختہ زبان سے یہ گیت نکلتی تھی:

قَدْ بَدَلَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي

صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ (ال عمران: ۱۱۸)

ترجمہ: ”تحقیق بغض اُن کے مونہوں سے (یعنی کرتوتوں سے) ظاہر ہو گیا اور جودل میں چھپا ہے وہ اس سے بڑا ہے۔“

تبصرہ

قارئین کرام! اللہ رب العزت کا اسم مقدس و متبرک ”یا مجید“ سر آنکھوں پر ہے کلام اس کلمہ کے لکھوانے میں نہیں کلام حضور اقدس ﷺ کے اسم گرامی کو اسم جلالت سے جدا اور علیحدہ کرنے میں ہے۔ وہابیہ کی اس جرأت سے ہر انصاف پسند اور ذی شعور یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ ان نجدیوں کو حضور اقدس ﷺ سے محبت نہیں بلکہ ان کے دل، حضور اقدس ﷺ کے بغض اور آپ کی بے ادبی اور گستاخی سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان کا بس چلے تو یہ کائنات میں جس جگہ بھی اللہ رب العزت کے اسم جلالت کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کا اسم گرامی لکھا ہو اُسے محو کر دیں۔ لیکن وہابیوں، نجدیوں کو جان لینا چاہیے کہ انہوں نے اپنے اس فعل شنیع سے احکم الحاکمین اور ملک مالک الملک سے جنگ مول لے لی ہے۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا انجام تباہی و ہلاکت ہوگا۔ اب ذرا چند دلائل اس پر ملاحظہ فرمائیں کہ اللہ رب العزت نے کہاں کہاں اپنے حبیب مکرم ﷺ کے اسم گرامی کو اپنے نام کے ساتھ رکھا ہے۔

کلمہ توحید میں اسم ”محمد ﷺ“

قبل ازیں آیت کریمہ ”وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ“ کے تحت حدیث بیان ہوئی جسے قارئین کی ذوق طبع کی جلا کے لیے دوبارہ پیش کیا جاتا ہے۔

عن ابی سعید الخدردی رضی اللہ عنہ ان رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: اتانی جبریل

فقال: ان ربی و ربك یقول لك: کیف رفعت

ذکرک؟ قال: الله اعلم. قال: اذا ذكرت ذکرت

معی. رواه ابن حبان و ابو یعلیٰ و اسنادہ حسن۔

(صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: ۳۳۸۲، مسند ابویعلیٰ، رقم الحدیث: ۱۳۸۶، مسند بیہقی: ۷۱۷۶، جامع البیان جلد ۱۲ صفحہ ۲۳۵، تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۵۲۵، مواد العظام للبیہقی جلد ۱ صفحہ ۳۳۹، مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۲۵۳، فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۷۱۲)

ترجمہ: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور عرض کیا: تحقیق میرے اور آپ کے رب عزوجل نے آپ کے لیے پیغام بھیجا ہے کہ میں نے آپ کا ذکر کیسے بلند کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے حبیب!) جب بھی میرا ذکر ہوگا تو میرے ساتھ آپ کا بھی ذکر ہوگا۔“

اللہ رب العزت نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علو ذکر کا وعدہ اس طرح پورا کیا کہ کلمہ توحید جو دین، ایمان اور اسلام کی اساس، بنیاد اور اصل ہے جس پر تمام طاعات و عبادات اور اعمال صالحہ کی قبولیت کا مدار ہے جس کی دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کے بغیر کوئی مومن، مسلمان نہیں ہو سکتا اور جس کے انکار و اعراض اور تکذیب و تردید سے بندہ خلود فی النار کا مستحق بنتا ہے اُس کلمہ میں اللہ رب العزت نے اپنے اسم جلال کے ساتھ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کو رکھا ہے۔ عالم الغیب والشہادۃ کو معلوم تھا کہ ایسے ناہنجار اور حرماں نصیب پیدا ہوں گے جو اس کے حبیب کے نام کو اس کے نام سے جدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ لہذا ایمان کا انحصار ہی اس بات پر رکھا کہ اللہ رب العزت کی الوہیت و وحدانیت کے ساتھ ساتھ

اُس حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کا اقرار و اعتراف کرو۔ میرا سوال ہے اُن وہابیہ سے جنہوں نے سنہری جالی سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کو اللہ جل مجدہ کی اسم جلال سے جدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ کلمہ طیبہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کو اللہ رب العزت کے اسم جلال سے جدا کر کے جنت میں جا کر دکھائیں؟ چند احادیث اس کلمہ کی فضیلت پر ملاحظہ فرمائیں۔ جن میں واشگاف

الفاظ میں اِس کلمہ توحید کو کلید جنت اور اس کے انکار کو کلید نار قرار دیا گیا ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم: بنی الاسلام علی خمس:

شہادۃ ان لا الہ الا اللہ، و ان محمدا رسول اللہ و

اقام الصلوٰۃ و ایتاء الزکاۃ و الحج و صوم رمضان۔

(صحیح بخاری، کتاب: الایمان، باب: دعاؤکم ایما کم، رقم الحدیث: ۸، دارالکتب العربی بیروت) (صحیح مسلم، کتاب: الایمان، باب: ارکان الاسلام، و دعاۃ العظام، رقم الحدیث: ۱۱۳، دارالکتب العربی بیروت) (سنن الترمذی، کتاب: الایمان، باب: ما جاء بنی الاسلام علی خمس، رقم الحدیث: ۳۶۰۹، دار المعرفہ بیروت) (ابن مندہ: ۱۳۹، صحیح ابن خزیمہ: ۳۰۹، مسند ابویعلیٰ: ۵۷۸۸، سنن بیہقی جلد ۴ صفحہ ۸۱، مسند الحمیدی: ۷۰۳، المعجم الکبیر: ۱۳۲۰۳، صحیح ابن حبان: ۱۳۸۶، مسند احمد: ۱۶۰۱۵)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے:

۱۔ اس کی شہادت دینا کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کا

مستحق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔

۲۔ نماز قائم کرنا۔

۳۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔

۴- حج کرنا۔

۵- اور رمضان کے روزے رکھنا۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: امرت ان اقاتل الناس حتی یشہدوا ان لا الہ الا اللہ و انی محمد رسول اللہ، و اقیسوا الصلوۃ، و یؤتو الزکوۃ، فاذا فعلوا ذلك عصوا منی دماءہم و اموالہم الا بحق الاسلام، و حسابہم علی اللہ۔

(صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب: ۱۷، رقم الحدیث: ۲۵) (صحیح مسلم، کتاب: الایمان، باب: ۸، رقم الحدیث: ۱۲۹) (سنن نسائی، کتاب: تحریم الدم، باب: تحریم الدم، رقم الحدیث: ۳۹۷۲) (مسند ابویعلیٰ: ۲۲۸۲، سنن بیہقی جلد ۳ صفحہ ۱۹۲، المعجم الکبیر: ۱۷۳۶، المعجم الاوسط: ۳۲۹۸، مصنف عبدالرزاق: ۱۰۰۲۱، مسند احمد: ۱۳۱۳۱، صحیح ابن حبان: ۵۸۹۵)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے لوگوں سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے حتیٰ کہ وہ یہ شہادت دیں کہ اللہ (جل جلالہ) کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں ہے اور بے شک محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں، پس جب وہ یہ کام کر لیں گے تو وہ مجھ سے اپنی جانوں اور مالوں کو محفوظ کر لیں گے، سوا اسلام کے حق کے اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔“

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ”اتدرون ما الایمان

باللہ وحده؟ قالوا: اللہ و رسولہ اعلم، قال: شہادۃ

ان لا الہ الا اللہ، و ان محمد رسول اللہ... الخ

(صحیح بخاری، کتاب: الایمان، باب: اداء النہس من الایمان، رقم الحدیث: ۵۳) (صحیح بخاری، اطراف الحدیث: ۸۷، ۵۲۳، ۱۳۹۸، ۳۰۹۵، ۳۵۱۰، ۳۳۶۹، ۶۱۷۶، ۷۲۶۶، ۷۵۵۶) (صحیح مسلم، کتاب: الایمان، باب: الامر بالایمان باللہ تعالیٰ و رسولہ ﷺ، رقم الحدیث: ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷) (سنن ابوداؤد، کتاب: الاثریۃ، باب: فی الاداعیۃ، رقم الحدیث: ۳۶۹۲) (سنن الترمذی، کتاب: الایمان، باب: ما جاء فی اضافۃ القرآن فی الایمان، رقم الحدیث: ۲۶۱۱) (سنن نسائی، کتاب: الایمان، باب: اداء النہس، رقم الحدیث: ۵۰۳۶)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (وفد عبد القیس سے) فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ ایک اللہ پر ایمان لانے کا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی۔ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ عز وجل کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔“

عن عبادۃ بن الصامت قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یقول: من شہد ان لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حرم اللہ علیہ النار۔

(صحیح مسلم، کتاب: الایمان، باب: ۱۰، رقم الحدیث: ۱۳۲) (سنن الترمذی، کتاب: الایمان، باب: فہن بیوت وھو یشہد ان لا الہ الا اللہ، رقم الحدیث: ۲۶۳۸) (مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۳۱۸، صحیح ابن حبان: ۲۰۲)

ترجمہ: ”حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے گواہی دی کہ اللہ عز وجل کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور بے شک حضرت

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُس پر آگ کو حرام فرما دیتا ہے۔“

❖ عن عبادة الصامت، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من شهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له، و ان محمدا عبده و رسوله، و ان عيسى عبد الله و رسوله و كلمته، القاها الى مريم و روح منه، و ان الجنة والنار حق، ادخله الله من اي ابواب الجنة الثمانية شاء."

(صحیح بخاری، کتاب: احادیث الانبیاء، باب: ۳۸، رقم الحدیث: ۳۳۳۵، دارالکتب العربی بیروت) (صحیح مسلم، کتاب: الایمان، باب: الدلیل علی ان من مات علی التوحید دخل الجنة قطعا، رقم الحدیث: ۱۳۰، دارالکتب العربی بیروت) (مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۳۱۳، صحیح ابن حبان: ۲۰۷)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

”جس نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں وہ وحدہ لا شریک ہے اور بے شک محمد اُس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور عیسیٰ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں اور اُس کا کلمہ ہیں جو اُس نے مریم کی طرف القاء فرمایا اور اُس کی طرف سے روح ہیں اور یہ گواہی دی کہ جنت اور جہنم حق ہے۔ اللہ اُس کو جنت کے آٹھوں دروازوں سے جہاں سے چاہے گا، اُسے داخل فرمائے گا۔“

❖ عن البراء ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال:

المومن اذا شهد ان لا اله الا الله، و عرف محمدا رسول الله صلى الله عليه وسلم في قبره، فذلك قول الله جل و علا: (يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا و في الآخرة: (ابراهيم: ۲۷))

(صحیح بخاری، کتاب: الجنائز، باب: ما جاء في عذاب القبر، رقم الحدیث: ۱۳۶۹، و فی کتاب: التفسیر، باب: (ثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت)، رقم الحدیث: ۳۶۹۹) (صحیح مسلم، کتاب: الجنۃ و نعمھا، باب: عرض مقعد الميت من الجنة او النار علیہ، رقم الحدیث: ۷۱۳۸) (سنن ابوداؤد، کتاب: السنۃ، باب: عذاب القبر، رقم الحدیث: ۳۷۵۰) (سنن الترمذی، کتاب: تفسیر القرآن، باب: سورة ابراهيم، رقم الحدیث: ۳۱۲۰) (سنن نسائی، کتاب: الجنائز، باب: عذاب القبر، رقم الحدیث: ۲۰۵۶) (سنن ابن ماجہ، کتاب: الزہد، باب: ذکر القبر والہی، رقم الحدیث: ۳۲۶۷) (صحیح ابن حبان، کتاب: الایمان، رقم الحدیث: ۲۰۶)

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ مومن جب گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور (حضرت) محمد کو اللہ کا رسول اپنی قبر میں پہنچان لیتا ہے تو یہی اللہ ذوالجبر و العلی کے فرمان کا مطلب ہے کہ ”اللہ ثابت قدم رکھتا ہے ایمان والوں کو پختہ بات پر دنیا میں اور آخرت میں۔“

قارئین! یہ چھ عدد احادیث اس باب میں صریح میں کہ دنیا، قبر اور قیامت میں نجات، سرخروئی اور کامیابی کا انحصار و مدار اس کلمہ توحید پر ہے جس میں حضور نبی اکرم ﷺ کا اسم گرامی، اللہ رب العزت کے اسم جلال کے ساتھ مقترن ہے۔ اور یہ ضروریات دین اور لوازمات ایمان سے ہے۔ لہذا وہابیہ کا اسم گرامی کو کاٹنے کی جرات کرنا یقیناً اُن کے لیے دنیا و آخرت کی بربادی اور خسارے کا موجب ہے۔

اس تحریر کے دوران ایک ثقہ مستند سنی عالم نے خبر دی کہ وہابیہ نے ایک کتاب شائع کی ہے جس میں ”بن باز“ اور دوسرے نجدیوں کے فتاویٰ جات ہیں جن میں ایک فتویٰ اُس کتاب میں یہ بھی موجود ہے جو ایک سوال کے جواب میں دیا گیا۔ سوال یہ تھا کہ کیا اللہ رب العزت کے اسم جلال کے ساتھ حضور نبی مکرم ﷺ کا اسم گرامی لیا جاسکتا ہے؟ تو جواب میں مفتیان نجد اور اتباع محمد بن عبد الوہاب نے یہ فتویٰ دیا کہ ”یہ شرک ہے“ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ کلمہ، کلمہ توحید نہیں بلکہ ان وہابیہ کے نزدیک، کلمہ شرک ہے۔ اور جس نے اُس کلمہ کا تلفظ کیا وہ مشرک ہے۔ قارئین انصاف و دیانت داری سے بتائیں کہ وہابیہ کے اس فتویٰ شرک سے حضور نبی مکرم ﷺ سے لے کر آج تک پوری امت میں کون شرک سے محفوظ رہا؟ بلکہ دھرم نجدیہ میں یہ فتویٰ شرک خود ذات باری تعالیٰ پر بھی منطبق ہوگا جس ذات نے پورے قرآن میں بیسیوں مقامات پر اپنے اسم اللہ جلال کے ساتھ اپنے رسول کا ذکر فرمایا ہے۔ چند آیات ملاحظہ فرمائیں۔

قرآن میں اللہ رب العزت کے اسم جلال کے ساتھ ذکر رسول

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ (ال عمران: ۳۲)

ترجمہ: ”اور اطاعت کرو اللہ اور رسول کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔“

﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ

اللَّهُ عَلَيْهِمْ﴾ (النساء: ۶۹)

ترجمہ: ”اور جو اطاعت کرے اللہ اور رسول کی پس یہی وہ لوگ ہیں جو

اُن کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا۔“

﴿اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ﴾ (ال انفال: ۲۴)

ترجمہ: ”حاضر ہو جاؤ اللہ اور رسول کی بارگاہ میں جب وہ تمہیں بلائے۔“

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ﴾ (ال انفال: ۲۷)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! خیانت نہ کرو اللہ اور رسول سے۔“

﴿فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِمَحْذَرٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ (البقرہ: ۲۷۹)

ترجمہ: ”پس اگر تم نہ کر کے (سو دکھانے سے) تو اللہ اور اُس کے رسول

کی طرف سے جنگ کا اعلان سن لو۔“

﴿وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَ مَا يَدْخُلُهُ كِتَابًا﴾

(النساء: ۱۳)

ترجمہ: ”اور جو نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول کی اور حدود سے

تجاوز کرے اللہ اُس کو جہنم کی آگ میں داخل کرے گا۔“

﴿وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ

يُدْرِكُهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ﴾ (النساء: ۱۰۰)

ترجمہ: ”اور جو اپنے گھر سے نکلے اللہ اور اُس کے رسول کی طرف

ہجرت کے لیے، پھر اُسے موت آئے تو تحقیق اُس کا اجر اللہ

(کے ذمہ کرم) پر لازم ہو گیا۔“

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ (النساء: ۱۳۶)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر۔“

﴿إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي

الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا﴾ (المائدہ: ۳۳)

ترجمہ: ”اُن لوگوں کی سزا یہی ہے جنہوں نے جنگ کی اللہ اور اُس

کے رسول سے اور زمین میں فساد کیا کہ اُن کو قتل کر دیا جائے۔“

﴿۱۶﴾ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا. (المائدہ: ۵۵)

ترجمہ: ”تمہارا ولی، اللہ اور اُس کا رسول اور ایمان والے ہیں۔“

﴿۱۷﴾ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا فَاِنَّ حِزْبَ

اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ﴿۱۷﴾ (المائدہ: ۵۶)

ترجمہ: ”اور جو دوستی رکھے اللہ اور اُس کے رسول سے اور ایمان والوں

سے، پس بے شک اللہ کا گروہ ہی غالب ہے۔“

﴿۱۸﴾ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿۱۸﴾

(الانفال: ۱۳)

ترجمہ: ”اور جو مخالفت کرے اللہ اور اُس کے رسول کی، پس بے شک

اللہ بہت سخت پکڑ والا ہے۔“

﴿۱۹﴾ بَرَاءَةٌ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ اِلَى الَّذِينَ عٰهَدْتُمْ مِنَ

الْمُشْرِكِينَ ﴿۱۹﴾ (التوبہ: ۱)

ترجمہ: ”بیزاری ہے اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے اُن کی طرف

جن مشرکین سے تم نے وعدہ کیا۔“

﴿۲۰﴾ وَلَا يُحْرِمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ. (التوبہ: ۲۹)

ترجمہ: ”اور وہ حرام نہیں ٹھہراتے اُس کو جس کو حرام کیا اللہ اور اُس کے

رسول ہیں۔“

﴿۲۱﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوا مَا اَتٰهُمْ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ. (التوبہ: ۵۹)

ترجمہ: ”اور کاش وہ اس پر راضی ہوتے جو عطا کیا اللہ اور اُس کے

رسول نے۔“

﴿۲۲﴾ وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَحَقُّ اَنْ يُرْضَوْا. (التوبہ: ۶۲)

ترجمہ: ”اور اللہ اور اُس کا رسول اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ

اُسے راضی کیا جائے۔“

﴿۲۳﴾ وَمَا نَقَمُوا اِلَّا اَنْ اٰغْنٰهُمْ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ مِنْ

فَضْلِهِ. (التوبہ: ۷۴)

ترجمہ: ”اور انہیں یہی برا لگا کہ انہیں غنی کر دیا اللہ اور اُس کے رسول

نے اپنے فضل سے۔“

﴿۲۴﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ. وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾ (التوبہ: ۸۰)

ترجمہ: ”یہ (سزا) اس سبب سے کہ بے شک انہوں نے کفر کیا اللہ اور

اس کے رسول کا اور اللہ ہدایت نہیں دیتا نافرمان قوم کو۔“

﴿۲۵﴾ وَلَمَّا رَاَ الْهُودِيُّونَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا

اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ. (الاحزاب: ۲۲)

ترجمہ: ”اور جب مومنین نے لشکروں کو دیکھا تو کہا یہ وہ ہے جس کا ہم

سے وعدہ فرمایا اللہ اور اُس کے رسول نے اور سچ فرمایا اللہ اور

اُس کے رسول نے۔“

﴿۲۶﴾ وَاِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذَارِ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ

اَعَدَّ لِلْمُحْسِنِيْنَ مِنْكُمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۶﴾ (الاحزاب: ۲۹)

ترجمہ: ”اور اگر تم چاہتی ہو اللہ کو اور اُس کے رسول کو اور آخرت کے

گھر کو تو بے شک اللہ نے جو تم میں سے نیک ہیں اُن کے لیے

بہت بڑا جرتیار کر کے رکھا ہے۔“

❶ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ

أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ (الاحزاب: ۳۶)

ترجمہ: اور کسی مؤمن مرد اور مؤمن عورت کے لیے جائز نہیں کہ اللہ اور اُس کا رسول جب کسی معاملہ کا فیصلہ فرمائیں تو اُن کو اپنے معاملہ میں اختیار ہو۔“

❷ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا ۝

(الاحزاب: ۳۶)

ترجمہ: ”اور جو نافرمانی کرے اللہ اور اُس کے رسول کی پس تحقیق وہ بہت دور کی گمراہی میں مبتلا ہو گیا۔“

❸ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ (الاحزاب: ۵۷)

ترجمہ: ”بے شک جو لوگ اذیت پہنچاتے ہیں اللہ اور اُس کے رسول کو، ان پر اللہ نے دنیا اور آخرت میں لعنت کی۔“

❹ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدِمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۖ (الحجرات: ۱)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔“

❺ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۖ (الحشر: ۴)

ترجمہ: ”یہ اس وجہ سے کہ بے شک انہوں نے مخالفت کی اللہ اور اُس کے رسول کی۔“

احادیث میں اللہ رب العزت کے اسم جلالت کے ساتھ ذکر رسول

قرآن مجید کی طرح احادیث میں بھی کئی مقامات میں حضور نبی مکرم ﷺ نے اللہ جل مجدہ کے ذکر کے ساتھ اپنا ذکر فرمایا ہے۔ حضور اقدس ﷺ توحید کے مبلغ اعظم ہیں اور اس تمام کائنات میں اعرف باللہ اور اعلم باللہ ہیں۔ اگر اس میں کوئی قباحت ہوتی تو یقیناً حضور اقدس ﷺ اس طرح بیان نہ فرماتے، جس سے قطعی اور یقینی طور پر معلوم ہوا کہ جس توحید کی تبلیغ وہابیہ اور نجدی کرتے ہیں اُس کا اُس توحید سے دور کا بھی تعلق نہیں جس تبلیغ کے لیے اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو مبعوث فرمایا۔

اس پر چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

❶ عن جابر بن عبد الله رضى الله عنهما: انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول عام الفتح، وهو بمكة: "ان الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام۔

(صحیح بخاری، کتاب: البیوع، باب: الميتة والاصنام، رقم الحدیث: ۲۲۳۶، صحیح بخاری، اطراف الحدیث: ۴۲۹۶، ۴۲۹۷) (صحیح مسلم، کتاب: المساقاة، باب: تحريم بيع الخمر والميتة والخنزير، رقم الحدیث: ۴۰۲۴) (سنن ابوداؤد، کتاب: البیوع، باب: فی ثمن الخمر والميتة، رقم الحدیث: ۴۳۶۸) (سنن الترمذی، کتاب: البیوع، باب: ما جاء فی بيع جلود الميتة والاصنام، رقم الحدیث: ۱۲۹۷) (سنن نسائی، کتاب: الفروع، باب: البیوع عن الاتفاق بشعور الميتة، رقم الحدیث: ۴۲۶۷) (سنن ابن ماجہ، کتاب: التجارات، باب: ما لا یحل بیعہ، رقم الحدیث: ۲۱۶۷)

ترجمہ: ”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے فتح مکہ کے

سال، مکہ میں فرمایا: ”بے شک اللہ اور اُس کے رسول نے شراب، مردار، خنزیر، اور بتوں کی بیچ کو حرام کر دیا ہے۔“

مذہب وہابیہ میں یہ حدیث دو وجہ سے شرک پر مشتمل ہے ایک تو یہ کہ حضور اقدس ﷺ نے اپنا ذکر اللہ رب العزت کے اسم جلال کے ساتھ فرمایا اور دوسری وجہ یہ کہ سرکار اقدس ﷺ نے ان مذکورہ اشیاء کی حرمت میں اسناد اللہ رب العزت کی طرف بھی فرمائی اور اپنی طرف بھی۔ اور یہ وہابیہ کا بہت مشہور عقیدہ ہے کہ جو یہ کہے کہ فلاں چیز کو رسول اللہ نے حرام ٹھہرایا وہ پکا کافر اور مشرک ہے۔ سو قارئین نظر انصاف سے دیکھیں کہ ان وہابیہ سے یہ شکایت بے جا ہے کہ یہ اہل سنت یہ شرک کے فتوے کیوں لگاتے ہیں کہ جن کے مذہب میں العیاذ باللہ تعالیٰ ثم العیاذ باللہ تعالیٰ حضور اقدس ﷺ نے بھی شرک کا ارتکاب کیا ہو، اعاذنا اللہ من سوء الشقاۃ۔ بغض رسول نے وہابیہ کو کتنی پستی تک پہنچا دیا۔

❖ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ”ان اللہ ورسولہ ینہیانکم عن لحوم الحمر الاہلیۃ۔“

(صحیح بخاری، کتاب: المغازی، باب: غزوۃ خیبر، رقم الحدیث: ۴۱۹۹) (صحیح مسلم، کتاب: الصيد والذباغ، باب: تحريم اكل لحم الایة، رقم الحدیث: ۵۰۲۱)

ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ اور اس کا رسول تمہیں پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرماتے ہیں۔“

❖ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک موقع پر سرکارِ دو عالم ﷺ نے انصار صحابہ سے فرمایا:

ان اللہ ورسولہ یصدقانکم و یعذرانکم۔

(صحیح مسلم، کتاب: الجہاد والسیر، باب: فتح مکہ، رقم الحدیث: ۱۷۸۰، دارالکتب العربیہ، بیروت)

ترجمہ: ”بے شک اللہ اور اُس کا رسول تمہاری تصدیق فرماتے ہیں اور تمہارے عذر کو قبول فرماتے ہیں۔“

اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو اس امت میں سب سے بڑے موحد اور معرفتِ توحید کے حامل تھے وہ ہر مسئلہ میں جس کا علم نہ ہوتا اس کے علم کو اللہ جل مجدہ اور اُس کے رسول ﷺ کی طرف مفوض کرتے ہوئے عرض کرتے ”اللہ ورسولہ اعلم“ اور یہ جملہ کتب احادیث میں اس قدر کثرت کے ساتھ موجود ہے کہ جس کا احصاء و احاطہ ناممکن و محال ہے۔ معلوم ہوا کہ صحابیوں کی توحید اور وہابیوں کی توحید میں زمین و آسمان سے زیادہ فرق ہے اب جس کا دل چاہے وہ صحابیوں کی توحید اپنالے اور جس کا دل چاہے وہ وہابیوں کی توحید اپنالے۔

فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر۔

اذان میں اللہ رب العزت کے اسم جلال کے ساتھ ذکر رسول

کلمہ توحید کی طرح اذان میں بھی اللہ رب العزت نے اپنے ذکر کے ساتھ اپنے حبیبِ مکرم ﷺ کا ذکر رکھا ہے، اور اذانِ دن میں پانچ وقت دی جاتی ہے اور خطہ زمین کے ہر ملک، ہر علاقے میں دی جاتی ہے، اور اس سورج کا نظام ایسا ہے کہ یہ کسی جگہ ایک وقت میں طلوع ہوتا ہے تو اسی وقت میں کسی دوسری جگہ غروب ہوتا ہے اور بعینہ اسی وقت میں کسی جگہ عین نصف النہار پر ہوتا ہے۔ سو جہاں طلوع ہوا وہاں فجر کی اذانیں شروع ہوئیں، جہاں غروب ہوا وہاں مغرب کی اذانیں شروع ہوئیں، جہاں نصف النہار میں ہے وہاں ظہر کی اذانیں شروع ہوئیں، جہاں سورج

غروب ہو کر شفق بھی غائب ہو گئی وہاں عشاء کی اذانیں شروع ہوئیں جہاں سورج ایک مثل، یا دوشل سائے سے بڑھ گیا وہاں عصر کی اذانیں شروع ہوئیں۔ سو کوئی گھڑی اور لمحہ ایسا نہیں کہ جس گھڑی اور لمحہ میں اس روئے زمین پر اذانوں کا سلسلہ جاری نہ ہو۔ اور اذان میں "اشھد ان لا الہ الا اللہ" کے ساتھ "اشھد ان محمدا رسول اللہ" کے کلمات ہیں جن سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ خلاق عالم کا منشاء اور مطلوب ہی یہ ہے کہ کائنات میں ہر گھڑی اُس کے ذکر کے ساتھ اُس کے حبیب مکرم ﷺ کا ذکر ہوتا رہے۔ جس پر یہ حدیث واضح دلیل ہے جس کا تفصیلی تذکرہ سابقہ صفحات میں موجود ہے۔ اذا ذکرک، اذا ذکرک، اذا ذکرک معی۔

یہ بات بھی ذہن نشین فرمائیں کہ اذان کے کلمات کا انتخاب خود اللہ رب العزت کی جانب سے ہوا چنانچہ حدیث پاک میں ہے:

عن عبد اللہ بن زید انه اری فی المنام فقال:
رایت رجلا علیہ ثوبان اخضران، یحمل ناقوسا،
فقلت له: یا عبد اللہ! تبیع الناقوس؟ قال: وما
تصنع به؟ قلت: انادی به الی الصلوة، قال: افلا
ادلک علی خیر من ذلک؟ قلت وما هو؟ قال
تقول: اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر،
اشھد ان لا الہ الا اللہ، اشھد ان لا الہ الا اللہ،
اشھد ان محمدا رسول اللہ، اشھد ان محمدا
رسول اللہ، حی علی الصلوة، حی علی الصلوة، حی
علی الفلاح، حی علی الفلاح، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا
الہ الا اللہ۔ قال فخرج عبد اللہ بن زید، حتی ائی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ بما اری۔
قال: یا رسول اللہ! رایت رجلا علیہ ثوبان اخضر
ان یحمل ناقوسا، فقص علیہ الخبر، فقال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان صاحبکم قد رای
رویاء۔ (وفی رواية: ان هذه لرویا حق) فاخرج مع
بلال الی المسجد فلقھا علیہ، ولیناد بلال، فانه
اندی صوتا منك۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب: الاذان والانتہایما، رقم الحدیث: ۵۰۶) (سنن ابوداؤد، کتاب: الصلاۃ، باب: کیف

الاذان، رقم الحدیث: ۱۰۰۹) (سنن الترمذی، کتاب: الصلوة، باب: ما جاء فی بدء الاذان، رقم الحدیث: ۱۸۹) ۸۰

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا اور فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک مرد کو دیکھا جس پر دو سبز کپڑے تھے، اُس نے ناقوس اٹھایا ہوا تھا، تو میں نے اس سے کہا۔ اے اللہ کے بندے! کیا یہ ناقوس تو مجھے فروخت کرے گا؟ اُس نے کہا تو اسے کیا کرے گا؟ میں نے جواب دیا کہ میں اس کے ساتھ نماز کے لیے ندا کروں گا۔ تو اس نے کہا کیا میں تجھے اس سے بہتر طریقہ نہ بتاؤں؟ میں نے کہا: وہ کیا ہے؟ اس نے کہا: تم یہ کلمات کہو۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اشھد ان لا الہ الا اللہ، اشھد ان لا الہ الا اللہ، اشھد ان محمدا رسول اللہ، اشھد ان محمدا رسول اللہ، حی علی الصلوة، حی علی الصلوة، حی علی الفلاح، حی علی الفلاح، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا

الہ الا اللہ۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو خواب دیکھا تھا وہ بیان کر دیا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے ایک مرد کو دیکھا کہ جس پر دو سبز کپڑے تھے اُس نے ناقوس اٹھایا ہوا تھا، پچھر سارا واقعہ بیان کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے ساتھی نے خواب دیکھا ہے (اور ایک روایت میں یہ لفظ ہیں۔ بے شک یہ سچا خواب ہے یعنی من جانب اللہ ہے) پس تو بلال کے ساتھ مسجد میں جا اور اُسے یہ تعلیم کر۔ اور بلال اس کے ساتھ اذان دے کیونکہ اُس کی آواز تیری آواز سے بلند ہے۔“

نماز میں اللہ جل مجدہ کے ذکر کے ساتھ ذکر مصطفیٰ ﷺ

نماز تمام عبادات میں سب سے اعلیٰ اور موکد ترین عبادت ہے اور توحید کا سب سے بلند ذینہ ہے جس میں بندہ خاکی اپنے معبود کی رضا کے لیے اپنی جین نیاز، فرش زمیں پہ رکھ دیتا ہے۔ اس نماز میں کسی بھی انسان سے کلام، سلام اور خطاب حرام ہے۔ لیکن محبوب کریم ﷺ کی اللہ رب العزت کی بارگاہ میں منزلت اور محبوبیت کا عالم یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے عین حالت نماز میں اپنے ذکر سے اپنے حبیب مکرم ﷺ کے ذکر کو منقطع کرنا اور جدا کرنا پسند نہ فرمایا۔ نماز میں اپنی توحید کی شہادت کے ساتھ اپنے حبیب کی عبدیت اور رسالت کی گواہی بھی رکھی اور اپنے حبیب مکرم ﷺ پر صلاۃ و سلام پڑھنا بھی لازم فرمایا۔ اور نماز کا کمال اور قبولیت کو اسی پر موقوف رکھا۔ لہذا اگر کوئی جوش توحید میں آکر عین حالت نماز میں اس کے حبیب، پہ درود و سلام نہ پڑھے تو اللہ رب العزت اُس کی عبادت کو اور اُس

کے ذکر کو اپنی بارگاہ میں قبول نہیں فرماتا۔ وہابی حضرات خود ہی غور فرمائیں کہ جب عین حالت نماز میں جو بندگی کا سب سے اونچا مقام ہے اللہ رب العزت اپنے حبیب کے ذکر کو اپنے ذکر سے جدا کرنا پسند نہیں فرماتا تو جالی مبارک سے اپنے حبیب مکرم ﷺ کے ذکر کو جدا کرنا کیسے پسند فرمایا ہوگا؟

نماز میں حضور اقدس ﷺ کے ذکر عالی کا ذکر الہی عزوجل کے ساتھ اقرار اگرچہ پوری امت میں معروف و مشہور ہے۔ اور کسی ایک کو اس سے مجال انکار نہیں لیکن ایک حدیث اس پر یقین کے استحکام و رسوخ کے لیے ملاحظہ فرمائیں۔

عن شقیق بن سلمة قال: قال عبد الله: كذا اذا صلينا خلف النبي صلى الله عليه وسلم قلنا: السلام على جبريل و ميكائيل، السلام على فلان و فلان، فالتفت الينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال صلى الله عليه وسلم: "ان الله هو السلام، فاذا صلى احدكم فليقل: التحيات لله، والصلوات والطيبات، السلام عليك ايها النبي و رحمة الله و بركاته، السلام علينا و على عباد الله الصالحين. فانكم اذا قلتموها، اصابك كل عبد لله صالح في السماء و الارض. اشهد ان لا اله الا الله، و اشهد ان محمدا عبده و رسوله.

(صحیح بخاری، کتاب: الاذان، باب: التشهد فی الاخرة، رقم الحدیث: ۸۳۱، صحیح بخاری، اطراف الحدیث: ۸۳۵، ۱۲۰۲، ۱۲۳۰، ۶۲۶۵، ۶۳۲۸، ۷۳۸۱) (صحیح مسلم، کتاب: الصلوة، باب: التشهد فی الصلوة، رقم الحدیث: ۸۹۸، دار الکتاب العربی بیروت) (سنن ابوداؤد، کتاب: الصلوة، باب: التشهد، رقم الحدیث: ۱۹۶۸)

(سنن نسائی، کتاب: الطہیق، باب: کیف التہجد الاول، رقم الحدیث: ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴،

ترجمہ: ”شقیق بن سلمہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم جب نبی مکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھتے تو کہتے، جبرائیل اور میکائیل پر سلام ہو، فلاں اور فلاں پر سلام ہو، تو رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، بے شک اللہ خود سلام ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو یہ عرض کرے: تمام قولی عبادات، بدنی اور مالی عبادات اللہ کے لیے ہیں، اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہوں۔ ہم پر سلام ہو اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر سلام ہو۔ پس جب تم یہ کہو گے تو زمین و آسمان کے ہر نیک بندے پر سلامتی پہنچ جائے گی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور بے شک محمد اُس کے بندے اور رسول ہیں۔“

ایک حدیث نماز میں درود پاک پڑھنے کے متعلق بھی ملاحظہ فرمائیں:
عن كعب بن عجرة، قال: خرج علينا رسول الله
صلى الله عليه وسلم، فقلنا: قد عرفنا كيف
نسلم عليك. فكيف نصلي عليك؟ قال: قولوا:
اللهم صل على محمد وعلى آل محمد، كما صليت
على آل إبراهيم انك حميد مجيد، اللهم بارك على

محمد و علی آل محمد، کہا بارگت علی ال ابراہیم۔
انک حمید مجید۔

(صحیح بخاری، کتاب: الدعوات، باب: الصلوٰۃ علی النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۶۳۵۷) (صحیح مسلم، کتاب: الصلوٰۃ، باب: الصلوٰۃ علی النبی ﷺ بعد التشہد، رقم الحدیث: ۹۰۷، ۹۰۸) (سنن ابوداؤد، کتاب: الصلوٰۃ، باب: الصلوٰۃ علی النبی ﷺ بعد التشہد، رقم الحدیث: ۹۷۶، ۹۷۷) (سنن الترمذی، کتاب: الصلوٰۃ، باب: ما جاء فی صفۃ الصلوٰۃ علی النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۳۸۳) (سنن النسائی، کتاب: السبوح، باب: نوع آخر، رقم الحدیث: ۱۲۸۷، ۱۲۸۸) (سنن ابن ماجہ، کتاب: اقامۃ الصلوٰۃ، باب: الصلوٰۃ علی النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۹۰۴) (مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۲۴۱، سنن دارمی جلد ۳ صفحہ ۳۰۹، صحیح ابن حبان: ۹۱۲)

ترجمہ: ”حضرت کعب بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے عرض کی: ہم آپ پر سلام پڑھنا تو جانتے ہیں، ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ فرمایا: تم اس طرح عرض کرو:

اللهم صل على محمد وعلى آل محمد، كما صليت
على آل إبراهيم انك حميد مجيد، اللهم بارك على
محمد وعلى آل محمد كما باركت على آل إبراهيم
انك حميد مجيد.

کائنات سماوی میں علو ذکر مصطفیٰ ﷺ

قارئین! ذکر مصطفیٰ ﷺ کے ڈنکے صرف فرش زمین پر نہیں بلکہ عرش، کرسی اور سماوی کائنات میں بھی اللہ رب العزت کے اسم جلال کے ساتھ ذکر مصطفیٰ ﷺ رقم ہے۔ جس پر یہ حدیث بہت واضح دلیل ہے۔

عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لما اقتترف آدم الخطیئة قال: یا رب، اسالك بحق محمد لما غفرت لی فقال الله: یا آدم، و کیف عرفت محمدا ولم اخلقه؟ قال: یا رب، لانك لما خلقتنی بیدك، و نفخت فی من روحك، رفعت راسی فرایت علی قوائم العرش مكتوبا: لا اله الا الله، محمد رسول الله، فعلمت انك لم تضيف الی اسمك الا احب الخلق الیک، فقال الله: صدقت یا آدم، انه لاحب الخلق الی، ادعنی بحقه فقد غفرت لك، ولولا محمد ما خلقتك. رواه الحاکم والبیہقی وابن عساکر، وقال الحاکم: هذا حدیث صحیح الاسناد.

و ذکر ابن تیمیہ: عن میسرۃ رضی اللہ عنہ قال: قلت: یا رسول اللہ، مئی کنت نبیا؟ قال: لما خلق الله الارض، واستوی الی السماء فسواهن سبع سموات، و خلق العرش، کتب علی ساق العرش: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء. و خلق الله الجنة التي اسکنها آدم و حواء، فکتب اسمی علی الابواب والاوراق والقباب والخیام و آدم بین الروح والجسد.

مسند رک، جلد ۲ صفحہ ۶۷۲، رقم الحدیث: ۳۲۲۸، دلائل النبوة، للبیہقی جلد ۵ صفحہ ۳۸۹، الشفا جلد ۱ صفحہ ۲۲، وابن عساکر فی تاریخ مدینہ دمشق جلد ۷ صفحہ ۳۳۸، مجموع الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۱۵۰، قاعدة جلیلیہ فی رسل والوسیلہ: ۸۳، البدایہ والنہایہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۱، الخصائص الکبری جلد ۱ صفحہ ۶

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی، تو انہوں نے (بارگاہ الہی میں) عرض کیا: اے پروردگار! میں تجھ سے محمد ﷺ کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما، اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تو نے محمد ﷺ کو کس طرح پہچان لیا۔ حالانکہ ابھی تک تو میں نے انہیں (ظاہراً) پیدا بھی نہیں کیا؟ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: اے پروردگار! جب تو نے اپنے دست قدرت سے مجھے تخلیق کیا اور اپنی روح میرے اندر پھونکی، میں نے اپنا سر اٹھایا تو عرش کے ہرستون پر ”لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ“ لکھا ہوا دیکھا تو میں نے جان لیا کہ تیرے نام کے ساتھ اسی کا نام ہو سکتا ہے جو تمام مخلوق میں سب سے زیادہ تجھے محبوب ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تو نے سچ کہا ہے کہ مجھے ساری مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب وہی ہیں، اب جبکہ تم نے ان کے وسیلے سے مجھ سے دعا کی ہے تو میں نے تجھے معاف فرما دیا اور اگر محمد (ﷺ) نہ ہوتے تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔“

اس حدیث کو امام حاکم، بیہقی اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔ اور امام حاکم نے فرمایا کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

علامہ ابن تیمیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا: (یا رسول اللہ!) آپ کو نبوت کب ملی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(میں اس وقت بھی نبی تھا) جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا اور پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے اسے سات آسمانوں میں تقسیم کر دیا اور اس کی پیشانی پر لکھا: محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء۔

”محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔“

پھر اللہ تعالیٰ نے جنت کو تخلیق کیا کہ جہاں اس نے حضرت آدم و حوا (ﷺ) کو بسایا تھا، تو جنت کے دروازوں، درختوں کے پتوں، خیموں اور محلات پر میرا نام لکھا اس وقت تک حضرت آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیانی مرحلہ میں تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا فرمایا تو انہوں نے عرش پر میرا نام لکھا ہوا دیکھا، تب اللہ تعالیٰ نے انہیں خبر دی کہ (اے آدم!) محمد (ﷺ) تیری اولاد کے سردار ہیں۔ اس لیے جب شیطان نے انہیں بہکایا تو انہوں نے توبہ کی اور معافی کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میرے نام کا وسیلہ اختیار کیا۔“

قارئین کرام! ان وہابیوں نے جالی مبارک سے تو اسم مبارک منانے کی سعی نامشکور تو کی ہے لیکن اذانوں، نمازوں، خطبوں، قرآنی آیات، عرش معلیٰ، لوح و قلم، کرسی اور جنت کی ہر ہر جگہ اور اہل ایمان کے دلوں میں نقش اسم ”محمد“ (ﷺ) کو کس طرح مٹائیں گے؟ حقیقت یہ ہے کہ جس نے اسم ”محمد“ منانے کی کوشش کی وہ آپ مٹ کر تباہ و برباد ہو گیا اور اسم ”محمد“ کی علو اور بلندی میں فرق نہ آیا۔ اس لیے کہ اللہ رب العزت کا سچا اور لاریب وعدہ ہے۔

”ورفعنا لك ذکرك۔“

”ان شانتك هوا الا بتر۔“

اس سلسلے میں آخری اقتباس ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ کی ”شرح الشفاء“ سے ملاحظہ فرمائیں۔

ان اسمہ سبحانہ و تعالیٰ مع اسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرسوم علی کل شیء من الاشیاء بحکم قوله تعالیٰ (ورفعنا لك ذکرك) ای جعلنا ذکرنا معك فی کل شیء من ملك و فلك و بناء و سماء و فرش و عرش و حجر و مد و شجر و ثمر و نحو ذلک ولكن اکثر الخلق لا یبصرون تصویرهم و نظیرهم قوله سبحانہ و تعالیٰ (و ان من شیء الا یسبح بحمده) ولكن لا تفقهون تسبیحهم) (شرح الشفاء، جلد ۱ صفحہ ۳۸۳، دار الکتاب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: ”بے شک اللہ رب العزت کا اسم جلالت، رسول اللہ ﷺ کے اسم گرامی کے ساتھ کائنات کی ہر شے پر لکھا ہوا ہے۔ دلیل اللہ رب العزت کا یہ فرمان ہے (ورفعنا لك ذکرك) یعنی اے محبوب! ہم نے اپنے ذکر کو کائنات کی ہر چیز میں آپ کے ساتھ کر دیا ہے۔ خواہ وہ فرشتے ہوں، افلاک ہوں، عمارتیں اور آسمان ہو، فرش اور عرش ہو، پتھر، درخت اور پھل وغیرہ ہوں۔ لیکن اکثر لوگ اس کو نہیں دیکھ پاتے اور اس کی نظیر یہ آیت ہے۔ جس میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا۔ (کہ ہر چیز اُس کی حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح کرتی ہے اور لیکن تم اس کی تسبیح کو نہیں جانتے)“

وہابیہ کی بے باکی کا تیسرا واقعہ

نجدیوں کی بے باکی، گستاخی، جرأت اور اہانت بارگاہ مصطفوی ﷺ کا تیسرا ایک دلخراش واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

انبیاء کرام ﷺ اور بالخصوص تاجدار کائنات ﷺ کی بارگاہ عالی کے ادب، تعظیم و توقیر پر پوری امت کا اجماع و اتفاق ہے۔ حضور نبی مکرم ﷺ کی تعظیم اور آپ کے ادب پر قرآن و حدیث کے بے شمار دلائل ہیں۔ اور ہمیشہ سے امت بارگاہ مصطفوی ﷺ کی ادنیٰ سی اسأت، بے ادبی اور گستاخی کو موجب کفر و ارتداد اور استحقاق غلود فی النار سمجھتی رہی ہے لکن وہابیہ کے نزدیک حرمت رسول اور تعظیم رسول ﷺ کا عقیدہ شرک اور کفر ہے۔

چنانچہ حاضری مدینہ طیبہ زادھا اللہ تعالیٰ تشریفا و تکریم کی ایک مقدس رات کے متبرک لمحات میں راقم الحروف کو مواجہہ شریف کے سامنے حضور نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ عالی وقار میں صلاۃ و سلام پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آنکھیں نمناک تھیں، دل حضور اقدس ﷺ کی حضوری میں مستغرق تھا کہ اچانک ایک نجدی جو وہاں مقرر تھا مختلف سنیوں پر تنقید و اعتراض کے بعد راقم الحروف کے سامنے آیا اور میری ادب و نیاز اور یکسوئی کی کیفیت کو دیکھ کر کہنے لگا:

لا یجوز تعظیم رسول اللہ، تعظیم فقط للہ۔

(رسول اللہ ﷺ کی تعظیم جائز نہیں، تعظیم فقط اللہ کے لیے ہے۔)

اس نجدی کی زبان سے یہ سننا تھا کہ راقم کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور راقم اگرچہ اس خیال سے حاضری بارگاہ دیتا کہ کسی سے بحث و تہیص نہیں کرنی بلکہ اپنی جملہ توجہ اپنی سرکار کی طرف رکھنی ہے لیکن سچ پوچھئے کہ اس نجدی کی اس قدر جرأت اور گستاخی سن کر ضبط نہ ہو سکا تو راقم نے فوراً اسے قرآن مجید کی یہ آیت سنائی جس میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

و تعزروہ و توقروہ۔

ترجمہ: ”تم میرے حبیب کی شدت سے تعظیم و توقیر کرو۔“

اور قاضی عیاض نے ”شفا“ میں نقل فرمایا کہ اس کا معنی ہے ”تبالغوا فی تعظیمہ“ کہ تم میرے حبیب کی تعظیم میں مبالغہ کرو۔

لیکن جس کا دل محبت مصطفیٰ ﷺ سے خالی اور حضور نبی مکرم ﷺ کے بغض سے مملو ہو اس کے سامنے سینکڑوں آیات بھی تعظیم مصطفیٰ ﷺ پر مشتمل پڑھ کر سنائی جائیں تو اس پر اثر نہیں ہوتا۔ سو قرآن مجید کا یہ صریح، واضح اور صاف حکم سن کر بھی اس نجدی نے اپنے کلمات سے رجوع نہ کیا۔

تبصرہ

قارئین! اس نجدی نے جو کلمات استعمال کیے وہ یہ ہیں کہ ”لا یجوز تعظیم رسول اللہ“ کہ رسول اللہ کی تعظیم جائز نہیں اس کا صریح مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی بے ادبی اور توہین و تنقیص واجب ہے۔ کیونکہ عدم جواز کے مقابلے میں وجوب آتا ہے۔ مثلاً جب یہ کہا جائے کہ ”شراب پینا جائز نہیں“ تو اس کا مطلب اور مفہوم یہ ہے کہ ”شراب کا ترک کرنا واجب و لازم ہے“ اُس نجدی نے بھی ”لا یجوز“ کا لفظ استعمال کر کے اپنے دل کے چھپے بغض کو ظاہر

کر دیا۔ اور اپنے دل کے اس عقیدہ کو رسول اللہ کی گستاخی واجب ہے کا اظہار کر دیا۔

قَدْ بَدَّتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۖ وَمَا تُخْفِي
صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ (آل عمران: ۱۱۸)

ترجمہ: ”تحقیق، بغض اُن کے مونہوں سے ظاہر ہو گیا اور جو اُن کے
دلوں میں چھپا (ہوا بغض) ہے وہ اس سے بڑا ہے۔“

اور یہ عقیدہ صرف اس فرد واحد کا نہیں بلکہ پوری ذریتِ محمد کا ہے۔ اور
یہی سبق ان کے معنوی باپ محمد بن عبد الوہاب نجدی نے اُن کو پڑھایا ہے۔

چنانچہ علامہ ابی حامد بن مرزوق، محمد بن عبد الوہاب نجدی کے عقائد اور
اُس کے چند مذموم افعال کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

تقدم في المقدمة ان امهات عقيدته منحصرة في
الربيع، تشبيه الله سبحانه و تعالى بخلقه و تحيد
الالهية والربوبية و عدم توقيرة النبي صلى الله
عليه وسلم، و تكفيره المسلمين... الخ

(النوئل بالنبي جملہ الوہابیتین، صفحہ ۲۴۴)

ترجمہ: ”ہم شروع میں بیان کر چکے ہیں کہ شیخ نجدی کے بنیادی
عقیدے چار ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے مشابہ ماننا۔

۲۔ الوہیت اور ربوبیت کو صفت واحدہ ماننا۔

۳۔ نبی کریم ﷺ کی تعظیم نہ کرنا۔

۴۔ تمام مسلمانوں کی تکفیر کرنا۔“

علامہ جمیل احمد آفندی عراقی، محمد بن عبد الوہاب نجدی کے بارے میں لکھتے ہیں:

ينقص النبي صلى الله عليه وسلم كثير
العبارات مختلفه منها قوله فيه انه (طارش)
وهو في لغة العامة بمعنى الشخص الذي يرسله
احد الى غيره والعوام لا يستعملون هذه الكلمة
فيمين له حرمة عندهم و منها قوله اني نظرت في
قصة الحديبية فوجدت فيها كذا و كذا من
الكذب الى غير ذلك من الالفاظ الاستغرافية.

(الفيہ الصادق صفحہ ۱۷)

ترجمہ: ”نجدی، حضور اکرم ﷺ کی شان میں مختلف طریقوں سے
گستاخیاں کرتا تھا، آپ کو طارش کہتا تھا اور طارش کے معنی نجد
کی لغت میں اچلی کے ہوتے ہیں، اور عوام یہ کلمہ اس شخص کے
لیے استعمال کرتے ہیں جس کی اُن کے نزدیک کوئی عزت و
حرمت نہ ہو۔ واقعہ حدیبیہ کے بارے میں کہا کرتا تھا کہ میں
نے اس واقعہ کو پڑھا اور اس میں یہ اور یہ جھوٹی باتیں تھیں اور
اس کے علاوہ تحقیرانہ الفاظ استعمال کرتا تھا۔“

بعینہ یہی عبارت سید احمد بن زینی دحلان مکی شافعی متوفی ۱۳۰۴ھ نے اپنی
کتاب ”خلاصۃ الکلام فی امراء البلد اکرام صفحہ ۳۲۸“ میں تحریر فرمائی۔

علمائے دیوبند کے ناقد اعظم، حسین احمد مدنی نے اپنی کتاب ”الشہاب
الثاقب“ میں لکھا:

”شان نبوت و حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں
وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے

آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں اور اپنی شقاوت قلبی و ضعف اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لا رہے ہیں ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول ﷺ کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے توسل و دعا میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔ ان کے بڑوں کا مقولہ ہے، معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاشی سرور کائنات ﷺ سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر دو عالم ﷺ سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔“

(الشہاب الثاقب صفحہ ۱۹۰-۱۸۹، ادارہ تحقیقات اہل سنت لاہور)

ادب بارگاہِ مصطفوی ﷺ قرآنی آیات سے

اللہ رب العزت نے قرآن مجید کے کئی مقامات پر اپنے حبیب مکرم ﷺ کی تعظیم و تکریم اور ادب و توقیر کا تاکید حکم دیا۔ عموماً قاعدہ یہ ہے کہ چھوٹے مرتبے والا، بڑے مرتبے والے کی بارگاہ کے آداب، نشست و برخاست، انداز کلام و مخاطب سکھاتا ہے لیکن اللہ رب العزت کے انداز بے مثل و بے مثال ہیں اور بارگاہِ مصطفوی کی اللہ رب العزت کی بارگاہ میں یہ منزلت، وجاہت اور علوم مرتبت ہے کہ وہ مالک ہے، خالق ہے، معبود و مطلوب اور مذکور و مقصود ہے اور ہر عزت اور کمال دینے والا ہے۔ اور حضور اقدس ﷺ اُس کے عبد مکرم، اُس کی مخلوق اور اپنے ہر کمال میں

اُس کے محتاج ہیں لیکن خالق کائنات کسی مقام پر اپنے حبیب سے کلام کرنے کے طریقے سکھاتا ہے کسی مقام پر اپنے حبیب کی بارگاہ کی حاضری کے طریقے سکھاتا ہے کسی مقام پر اپنے حبیب کو پکارنے کے آداب سکھاتا ہے تو کسی مقام پر اپنے حبیب سے اونچی آواز میں کلام کرنے سے منع فرماتا ہے۔ کسی مقام پر لفظ ”راعنا“ جس میں گستاخی کا لہجہ تھا سے منع فرماتا ہے۔ اور اس بارگاہ کی ادنیٰ سی بے ادبی کو حبط اعمال اور خلود فی النار کا موجب قرار دیتا ہے۔ چنانچہ چند قرآنی آیات ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ ۖ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ (الف: ۸-۹)

ترجمہ: ”بے شک اے محبوب، ہم نے آپ کو بھیجا گواہ بنا کر اور بشارت دینے والا اور ڈرسانے والا، تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور تم رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو۔“

اس آیت میں ۳ مراتب کو بیان کیا گیا ہے۔

❖ اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان کا۔

❖ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا۔

❖ عبادات کا۔

اس ترتیب کا مفاد یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی ذات پر ایمان مقدم ہے، تعظیم و توقیر اور جملہ عبادات سے کہ ایمان ہی نہ ہو تو تعظیم اور عبادت کا فائدہ ہی کیا ہے؟ دوسرا مرتبہ بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا ہے جس کو عبادات، تسبیحات

اور اذکار و اوراد سے مقدم فرمایا جس کا مفاد یہ ہے کہ کوئی بھی عمل، کوئی بھی طاعت، کوئی بھی ذکر، تسبیحات و تہلیلات وغیرہ اُس وقت تک قابل قبول نہیں ہیں جب تک اللہ رب العزت کے حبیب مکرم ﷺ کی تعظیم و توقیر، کا عقیدہ نہیں، بغیر بارگاہ مصطفویٰ ﷺ کے ادب کے تمام اعمال اکارت، رائیگاں اور برباد ہیں۔

امام علامہ قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ متوفی ۵۴۴ھ فرماتے ہیں:

قال ابن عباس: تعزروه: ای تجلوه۔ وقال المبرد:

تعزروه: تبالغوا فی تعظیمہ۔ (الخصائص ۲۶۰، دار ابن حزم)

ترجمہ: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”تعزروه کا معنی ہے تم میرے حبیب کی تعظیم کرو۔“

اور مبرد نے کہا کہ ”تعزروه“ کا معنی ہے کہ تم اُن کی تعظیم میں مبالغہ کرو۔

وہابی حضرات صرف تعظیم مصطفیٰ ﷺ کو شرک و کفر قرار دیتے ہیں تو تعظیم میں مبالغہ کرنا اُن کے نزدیک کتنا بڑا کفر و شرک ہوگا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

علامہ قاضی ثناء اللہ مظہری متوفی ۱۱۳۵ھ فرماتے ہیں:

قال البغوی ضمیر تعزروه و توقروه راجعان الی

رسوله و ضمیر تسبحوا الی اللہ تعالیٰ۔

(التیسرے مظہری، جلد ۶ صفحہ ۳۵۷، مکتبہ رشیدیہ)

ترجمہ: ”امام بغوی فرماتے ہیں کہ ”تعزروه و توقروه“ میں

دونوں ضمیر رسول اللہ ﷺ کی طرف راجع ہیں (کیونکہ ضمائر کو

قریب کے مرجع کی طرف لوٹنا اولیٰ و انسب ہے) اور

تسبحوه میں ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے۔“

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ

الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ ۖ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۱۵۷﴾

(الاعراف: ۱۵۷)

ترجمہ: ”پس وہ جو اُس (رسول مکرم) پر ایمان لائے اور اُن کی تعظیم کی

اور اُن کی مدد کی اور اُس نور کی پیروی کی جو اُن کے ساتھ اُترا۔

وہی لوگ کامیاب ہیں۔“

سابقہ آیت میں ”تعزروه“ کی ضمیر کے متعلق دو قول ہیں ایک قول یہ ہے

کہ ”ہ“ ضمیر کا مرجع اللہ رب العزت کی ذات ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ ”ہ“ ضمیر کا

مرجع رسول اللہ ﷺ کی ذات ہیں۔ لیکن اس آیت میں قطعی طور پر متعین ہے کہ

”عزروه“ کی ”ہ“ ضمیر کا مرجع تاجدار کون و مکان ﷺ کی ذات اقدس ہے۔

قرآن مجید کے اس صریح، واضح، قطعی اور غیر مبہم آیت کے باوجود یہ کہنا کہ رسول اللہ

ﷺ کی تعظیم جائز نہیں، قرآنی نص قطعی کا انکار اور کفر و ارتداد نہیں تو اور کیا ہے؟ اللہ

کریم اس بارگاہ کی بے ادبی اور گستاخی سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین۔

از خدا خوائیم توفیق ادب

بے ادب محروم ماند از لطف رب

اللہ رب العزت نے قرآن مجید، فرقان حمید میں ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا

دَعَاكُمْ ۚ (الانفال: ۲۴)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو

جاؤ جب رسول تمہیں بلائیں۔“

اس آیت کی بہترین تفسیر ان احادیث میں ہے:

اللہ دوبارہ اس طرح نہیں کروں گا۔“

حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۴ھ فرماتے ہیں:

ان اجابة النبي صلى الله عليه وسلم في الصلاة
فرض يعصى البرء بتركه و انه حكم يختص
بالنبي صلى الله عليه وسلم.

(فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۹ صفحہ ۱۳۴ دار الکتب العلمیہ)

ترجمہ: ”نماز میں حضور اقدس ﷺ کے بلانے پر حاضری دینا فرض
ہے۔ جس کے ترک سے انسان گنہگار ہوگا اور یہ حکم نبی مکرم
ﷺ کے ساتھ مختص ہے۔“

محدث دیوبند انور شاہ کشمیری نے لکھا:

دل الحديث على ان اجابة الرسول لا تبطل

الصلوة. (العرف... شرح جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۵۷۸ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

ترجمہ: ”حدیث نے اس بات پر دلالت کی کہ نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ
کی حاضری سے نماز باطل نہیں ہوتی۔“

— وہابی دیانت داری اور انصاف سے بتائیں کہ عین حالت نماز میں نماز
چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ کی حاضری، آپ کی طرف متوجہ ہونا اور آپ کے
حکم کی تعمیل میں رہنا نیز نماز کا بھی منقطع نہ ہونا، صراحتہ تعظیم مصطفیٰ ﷺ نہیں تو اور کیا
ہے؟ دھرم وہابیہ میں اس سے بڑا بھی کوئی شرک ہو سکتا ہے کہ عین حالت نماز میں
بندہ رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہو اور آپ کے حکم کی تعمیل میں وقت صرف
کرے؟ جو نماز سے باہر حالت میں رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہونے کو کفر و
شرک قرار دیتے ہیں وہ اس قرآنی آیت، حدیث مصطفیٰ ﷺ اور عمل صحابی کے

متعلق کیا حکم لگائیں گے؟

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ
لَا يَعْلَمُونَ ⑤ (المنافقون: ۸)

ترجمہ: ”اور عزت اللہ کے لیے ہے اور اللہ کے رسول کے لیے اور
مومنین کے لیے، لیکن منافق نہیں جانتے۔“

قارئین! تعظیم اسی کی کی جاتی ہے جس کی عزت ہو اور جس کی کوئی عزت نہ
ہو اس کی تعظیم نہیں کی جاتی وہابیہ نے رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کو تو قیر کا انکار کر کے
رسول اللہ ﷺ کی عزت کا انکار کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی عزت کا انکار کرنا
قرآن کی نص صریح کا انکار اور موجب کفر و ارتداد ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ
النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ
أَنْ تَحْبِطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ⑥ (الحجرات: ۲)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! میرے نبی کی آواز سے اپنی آوازوں کو بلند
نہ کرو اور اُن کے حضور بات چلا کر نہ کرو جیسے آپس میں ایک
دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ
ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔“

نیز ارشاد فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ
أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى لَهُمُ

مَغْفِرَةً وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنَ
وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝ وَلَوْ أَنَّهُمْ
صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاللَّهُ
غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ (الحجرات: ۵۲-۵۴)

ترجمہ: ”بے شک وہ لوگ جو رسول اللہ کی بارگاہ میں اپنی آوازوں کو
پست رکھتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے
پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے۔ اُن کے لیے بخشش اور بہت
بڑا اجر ہے۔ بے شک وہ لوگ جو تمہیں حجرہ کے باہر سے
پکارتے ہیں اُن میں اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر کرتے
یہاں تک کہ تم خود اُن کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لیے
بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

اللہ رب العزت نے ان آیات میں اپنے حبیب مکرم ﷺ کی بارگاہ کی
نزاکت اور علو مرتبت کو بیان کرتے ہوئے بارگاہ مصطفوی ﷺ کے آداب
سکھلائے اور ادنیٰ سی اسأت کو موجب حبط اعمال قرار دیا۔ اور یہ یاد رکھیں کہ کسی
بھی بڑے سے بڑے گناہ کے ساتھ تمام اعمال ضائع اور اکارت نہیں جاتے۔
اعمال کے اکارت اور ضائع ہونے کا سبب صرف کفر و ارتداد ہے چنانچہ ارشاد باری
تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ ۚ (المائدہ: ۵۵)

ترجمہ: ”اور جو ایمان سے کفر کرے تو تحقیق اس کے عمل برباد ہو گئے۔“

نیز فرمایا:

وَمَنْ يَزِدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ

فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ
وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ (البقرہ: ۲۱۷)

ترجمہ: ”اور جو تم میں سے اپنے دین سے مرتد ہو جائے اور وہ کفر ہی کی
حالت میں مرے تو یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور
آخرت میں برباد ہو گئے اور یہی لوگ جہنمی ہیں، وہ اس میں
ہمیشہ رہیں گے۔“

نیز ارشاد فرمایا:

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ
سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ
يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ
رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ
يَوْمَ الْقِيَمَةِ زَنًّا ۝ ذَلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا
وَأَتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ۝ (الکہف: ۱۰۳-۱۰۶)

ترجمہ: ”اے حبیب! تم فرماؤ کہ کیا ہم تمہیں اُن لوگوں کی خبر نہ دیں جو
اعمال کے اعتبار سے سب سے زیادہ خسارے میں ہیں۔ وہ
لوگ جن کی محنت دنیا کی زندگی میں ضائع ہو گئی اور وہ گمان
کرتے ہیں کہ وہ نیک کام کر رہے ہیں یہی لوگ ہیں جنہوں
نے اپنے رب کی آیات اور اُس کے ساتھ ملاقات کا انکار کیا
پس اُن کے اعمال برباد ہو گئے پس ہم قیامت کے دن اُن کے
لیے میزان قائم نہیں کریں گے۔ یہ ان کی سزا جہنم ہے۔ بہ سبب
اس کے کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیات اور رسولوں کا

مذاق بنایا۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری متوفی ۳۱۰ھ فرماتے ہیں:
 سال عبد اللہ بن الکوا علیا عن قوله تعالى (قل
 هل ننبتکم بالآخسرین اعمالا) قال: انتم یا اهل
 حروراء۔ (تفسیر الطبری، جلد ۸ صفحہ ۲۹۳، دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: ”عبد اللہ بن کوا (خارجی) نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے اس
 آیت کے متعلق سوال کیا کہ اس سے مراد کون لوگ ہیں تو آپ
 نے فرمایا اے اہل حروراء (یعنی خارجیو) اس آیت سے مراد تم
 ہو۔“

(یاد رہے کہ علامہ شامی صاحب رد المحتار کی تحقیق میں محمد بن عبد الوہاب
 نجدی اور اس کے پیروکار خارجی ہیں)

ان آیات سے واضح ہو گیا کہ کفر و ارتداد سے اعمال ضائع اور برباد جاتے
 ہیں اور اللہ رب العزت نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کی آواز سے آواز کو بلند کرنے کو
 اور عامیانہ طرز تخاطب سے مخاطب کرنے پر اعمال کے برباد ہونے کی وعید ارشاد
 فرمائی جس سے معلوم ہو گیا کہ بارگاہ مصطفیٰ ﷺ کی ادنیٰ سی بے ادبی کفر و ارتداد کا
 باعث و موجب ہے جو کہ اس بات پر قطعی طور پر دلیل کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و
 توقیر اور ادب، فرض عین، اور عین ایمان ہے۔

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر

نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا

وَاَسْمَعُوا ۚ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۰۳﴾ (البقرہ: ۱۰۳)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! راعنا مت کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر
 نظر (کرم) فرمائیں اور غور سے سنو اور کافروں کے لیے
 دردناک عذاب ہے۔“

امام طبری نے جامع البیان میں امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں ابن تیمیہ نے
 صارم المسلمول میں، اور حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اس آیت کا شان نزول
 بیان کیا ہے، کہ مسلمان رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتے: ”راعنا، یا رسول
 اللہ“ یا رسول اللہ ہماری رعایت فرمائیں اور یہ لفظ لغت یہود میں قبیح گالی تھا۔ یہود
 نے جب یہ لفظ سنا تو انہوں نے اس موقع کو غنیمت جان کر کہا کہ پہلے ہم محمد (ﷺ)
 کو چھپا کر گالیاں دیتے تھے پس اب اعلانیہ ان پر شتم کریں گے، وہ آئے اور انہوں
 نے کہا راعنا یا محمد! اور ہنسنے لگے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے سن لیا اور وہ سمجھ گئے
 کیونکہ وہ ان کی لغت کو پہچانتے تھے۔ انہوں نے یہود سے کہا تمہارے اوپر اللہ کی
 لعنت ہو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے اگر اب میں
 نے تم میں سے کسی کو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں یہ کلمہ کہتے ہوئے سنا تو میں
 ضرور اس کی گردن اڑا دوں گا۔ یہودیوں نے کہا کہ کیا تم بھی ایسا نہیں کہتے ہو؟ پھر
 اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ”یا ایہا الذین امنوا لا تقولوا
 راعنا“ اور صحابہ کرام کے لیے بھی اس لفظ کا استعمال حرام قرار دے دیا تاکہ یہود
 اس لفظ کو نبی مکرم ﷺ کی گستاخی اور بے ادبی کا ذریعہ نہ بنائیں۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قصد و ارادہ یقیناً تو بین و
 گستاخی کا نہیں تھا لیکن ان کے لفظ استعمال کرنے سے چونکہ گستاخی اور بے ادبی کا
 دروازہ کھلتا تھا تو اللہ رب العزت نے اس لفظ سے کہ جس سے گستاخی کا ابھام تھا کو

حرام کر کے اپنے حبیب مکرم ﷺ کی عزت، ناموس اور حرمت کا دفاع فرمایا اور گستاخی کا سد باب کیا۔ اب یہ آیت اگر ادب و تعظیم مصطفیٰ ﷺ پر مشتمل نہیں تو وہابی بتائیں کہ اس آیت کا مدعا اور مقصود کیا ہے؟

اللہ رب العزت نے قرآن مجید، فرقان حمید میں ارشاد فرمایا:

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ (البقرة: ۱۵۸)

ترجمہ: ”بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔“

نیز ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْلُوا شَعَائِرِ اللَّهِ

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اللہ کی نشانیوں کی توہین نہ کرو۔“

وَمَنْ يُعْظَمْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ (الحج: ۳۲)

ترجمہ: ”اور جس نے اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کی تو بے شک یہ بات

دلوں کے تقویٰ میں سے ہے۔“

دنیا میں بے شمار پہاڑ ہیں مگر خاص طور پر اللہ رب العزت نے صفا اور مروہ پہاڑیوں کو اپنی نشانی قرار دیا اور ان کی بے ادبی کو حرام اور ان کی تعظیم کو دلوں کا تقویٰ قرار دیا۔ وجہ یہ ہے کہ ان پہاڑیوں کی نسبت اللہ عز وجل کی ایک ولیہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے قدموں کے ساتھ ہے۔ سو اگر اولیاء کی نسبت سے ایک شے اللہ تعالیٰ کی نشانی قرار پائے اور قرآن اُس کی تعظیم کا حکم دے تو کیا اللہ عز وجل کا ولی اللہ رب العزت کی نشانی نہ ہوگا اور کیا اس کی تعظیم دلوں کا تقویٰ اور اللہ رب العزت کی رضا، اور قرب کا باعث نہ ہوگی؟ سو اگر قرآن پہاڑیوں کی تعظیم کا حکم دے اور اس سے شرک لازم نہ آئے تو انبیاء و اولیاء بالخصوص تاجدار کائنات ﷺ کی تعظیم و تکریم سے شرک کیسے لازم آسکتا ہے؟

تعظیم مصطفیٰ ﷺ
صحابہ کرام اور مصطفیٰ ﷺ

قرآن مجید کی چند آیات اس موضوع پر آپ کے سامنے ہیں۔ اگرچہ اس پر بہت سی قرآن کی آیات موجود ہیں لیکن طوالت کے خوف سے صرف اس قدر پر اکتفا کیا ہے۔ اور اب چند احادیث اس بارے میں ملاحظہ فرمائیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی مکرم ﷺ کی تعظیم و تکریم کس طرح کی۔

حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام، حضور نبی مکرم ﷺ کے ادب و احترام اور آپ کی تعظیم و تکریم میں فائق تھے۔ وہ جب مجلس مصطفیٰ ﷺ میں بیٹھتے تو سر جھکا کر بیٹھتے۔ وہ جب کلام کرتے تو سرگوشی کے انداز میں کرتے۔ وہ نظریں اٹھا کر حضور اقدس ﷺ کو نہ دیکھتے بلکہ نگاہیں جھکا کر حاضر بارگاہ مصطفیٰ ﷺ ہوتے۔ وہ حضور اقدس ﷺ کے لعاب و دہن اور وضو کے پانی کو زمین پر نہ گرنے دیتے بلکہ ہاتھوں پر لے کر چہرے اور جسم پر مل لیتے۔ وہ صحابہ کرام، عین حالت نماز میں مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی خاطر مصلیٰ چھوڑ دیتے اور حالت نماز میں بھی چہرہ مصطفیٰ ﷺ کی زیارت کرتے رہتے تھے۔ جس پر بہت سی احادیث شاہد ہیں۔ چند ملاحظہ فرمائیں۔

عن انس رضی اللہ عنہ: ان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کان یخرج علی اصحابہ من المہاجرین

والانصار وہم جلوس، فیہم ابوبکر و عمر فلا

یرفع الیہ احد منہم بصرۃ الا ابوبکر و عمر۔

(سنن الترمذی، کتاب: المناقب، باب: فی مناقب ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث: ۳۸۶۵، دار المعرفۃ بیروت)

(مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۱۵۰، رقم الحدیث: ۱۲۵۳۸، المستدرک، رقم الحدیث: ۳۱۸، تہذیب الکمال جلد ۷ صفحہ

۱۲۳، سند طایفی رقم: ۲۰۶۳)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم

ﷺ مہاجرین و انصار صحابہ کرام کی مجلس میں تشریف لایا کرتے۔ اس حال میں صحابہ بیٹھے ہوتے اور ان میں حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود ہوتے۔ ان میں سے کوئی بھی آپ کی طرف نظریں اٹھا کر نہ دیکھتا (آپ کی تعظیم کی وجہ سے) سوائے حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے (کہ ان کو مقام ناز نصیب تھا)

روی اسامة بن شريك. قال: اتيت النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه حوله كأنما على رؤسهم الطير.

(سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۳۸۵۵، مجمع الزوائد، جلد ۹ صفحہ ۱۰۵۳، المعجم الاوسط، رقم الحدیث: ۷۷۸۴)

ترجمہ: ”حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ کے اصحاب آپ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے یوں کہ گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں۔“

عن عمرو بن العاص قال: ما كان احدا حب الى من رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا اجل في عيني منه. وما كنت اطيق ان املاء منه اجلالا له. ولو سئلت ان اصفه ما اطق. لاني لم اكن املاً عيني منه.

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: کون الاسلام یهدم ما قبله، رقم الحدیث: ۳۲۱، دار الکتاب العربی بیروت)

(مسند ابی یونس، جلد ۱ صفحہ ۷۰، رقم الحدیث: ۲۰۰، طبقات ابن سعد جلد ۴ صفحہ ۲۵۹)

ترجمہ: ”حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے حضور اقدس ﷺ سے بڑھ کر کوئی محبوب نہ تھا اور نہ میری نگاہ میں کوئی حضور اقدس ﷺ سے زیادہ بزرگ و معظم تھا اور میں حضور اقدس ﷺ کی جلالت شان کی وجہ سے آپ کو آنکھ بھر کر دیکھ نہ سکتا تھا اور اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ میں آپ کا حلیہ بیان کروں تو میں بیان نہیں کر سکتا اس لیے کہ میں نے کبھی حضور اقدس ﷺ کو آنکھ بھر کر نہیں دکھا۔“

عن انس بن مالك رضى الله عنه و كان تبع النبي صلى الله عليه وسلم، و خدمه و صحبه: ان ابابكر رضى الله عنه كان يصلى لهم في وجع النبي صلى الله عليه وسلم الذى توفي فيه حتى اذا كان يوم الاثنين وهم صفوف في الصلوة، فكشف النبي صلى الله عليه وسلم ستر الحجر ينظر الينا وهو قائم، كان وجهه ورقة مصحف ثم تبسم يضحك فهبتنا ان نفتتن من الفرح برؤية النبي صلى الله عليه وسلم، فنكص ابوبكر على عقبه ليصل الصف وظن ان النبي صلى الله عليه وسلم خارج الى الصلوة فاشار الينا النبي صلى الله عليه وسلم ان اتموا صلاتكم وارخى الستة فتوفي من يومه.

(صحیح بخاری، کتاب: الاذان، باب: اهل العلم والفضل احق بالامانة رقم الحدیث: ۶۸۰، دار الکتاب العربی بیروت)

(صحیح بخاری، اطراف الحدیث: ۶۸۱، ۷۵۳، ۱۲۰۵، ۲۳۳۸) (صحیح مسلم، کتاب: الصلوة، باب:

اختلاف الامام الاثنا عشر لہ عذر من مرض، رقم: ۴۱۹، بیروت) (سنن نسائی، کتاب: الجنائز، باب: الموت یوم الاثنین، رقم: ۱۸۳۱، دار الفکر بیروت) (سنن ابن ماجہ، کتاب: الجنائز، باب: ما جاء فی ذکر مرض رسول اللہ ﷺ، رقم: ۱۶۲۴، دار السلام ریاض) (مسند احمد، ۲/۱۱، صحیح ابن حبان، ۵۸۷، صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۱۳۴۳)

ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک جو حضور اقدس ﷺ کے تابع فرمان، خدمت گار اور صحابی ہیں، سے روایت ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کے مرض وصال میں لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے حتیٰ کہ جب پیر کا دن آیا اور صحابہ کرام صفیں باندھ کر نماز پڑھ رہے تھے تو نبی مکرم ﷺ نے حجرہ کا پردہ اٹھایا اور کھڑے ہو کر ہماری طرف دیکھنے لگے۔ گویا کہ حضور اقدس ﷺ کا چہرہ انور قرآن کا ورق ہے پھر تبسم فرما کر مسکرانے لگے اور حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی خوشی میں قریب تھا کہ ہم نماز توڑ دیں، حضرت صدیق اکبر نے گمان کیا کہ حضور اقدس ﷺ نماز کے لیے تشریف لا رہے ہیں پس آپ ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹنے لگے تاکہ صف میں مل جائیں۔ پس نبی کریم ﷺ نے ہماری طرف اشارہ فرمایا کہ تم اپنی نماز کو مکمل کرو، پھر آپ ﷺ نے پردہ گرا دیا اور اسی دن نبی مکرم ﷺ کا وصال ہو گیا۔“

صحیح بخاری کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

فلما وضع وجه النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ما نظرنا منظرًا قط، کان اعجب الینا من وجه النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (صحیح بخاری، رقم: ۶۸۱۱، صحیح مسلم، رقم: ۹۳۷)

ترجمہ: ”پس جب نبی مکرم ﷺ کا چہرہ اقدس ظاہر ہوا تو ہم نے جمال جہاں آرا اور رخ مصطفیٰ کریم ﷺ سے بڑھ کر کوئی حسین منظر نہ دیکھا۔“

عن سهل بن سعد الساعدي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ذهب الى بني عمرو بن عوف ليصلح بينهم فجاء وقت الصلوة فجاء المومن الى ابي بكر فقال اتصلي للناس فاقيم؟ قال نعم فصلى ابوبكر فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم والناس في الصلوة فتخلص حتى وقف في الصف فصفق الناس و كان ابوبكر لا يلتفت في صلاته فلما اكثرت الناس التصفيق التفت، فرأى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاشار اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم ان امكث مكانك فرفع ابوبكر رضى الله عنه فحمد الله على ما امره به رسول الله صلى الله عليه وسلم من ذلك، ثم استأخر ابوبكر حتى استوى في الصف و تقدم رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما انصرف قال يا ابا بكر! ما منعك ان تثبت اذا امرتك فقال ابوبكر: ما كان لابن ابي قحافه ان يصلي بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم مالي

رایتکم التصفیق، من رابه شیء فی صلاته فلیسبح
فاذا سبح التفت الیه و انما التصفیق للنساء۔

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب من دخل یوم الناس فجاء الامام الاول رقم الحدیث ۶۸۳ دارالکتب العربی بیروت) (صحیح بخاری اطراف الحدیث: ۱۲۰۱، ۱۲۰۳، ۱۲۱۸، ۱۲۳۴، ۲۶۹۰، ۲۶۹۳، ۷۱۹۰) (صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ باب تقدیم الجماعة من یصلی بهم اذا تاخر الامام رقم الحدیث: ۹۲۳ بیروت) (سنن ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب التصفیق فی الصلوٰۃ رقم الحدیث: ۹۳۰ دارالسلام ریاض) (سنن نسائی کتاب آداب القضاۃ باب مہر الحاکم الی رعیتہ لیسلم یصلح رقم الحدیث: ۵۳۱۳ دارالفکر بیروت) (موطا امام مالک کتاب قصر الصلوٰۃ فی السفر رقم: ۶۱) (صحیح ابن حبان، کتاب الصلوٰۃ باب ذکر الیمان بان..... رقم الحدیث: ۲۲۶۱، دارالمعرفۃ بیروت) (مسند احمد، رقم الحدیث: ۲۲۸۶۷، صحیح ابن خزیمہ رقم الحدیث: ۱۶۲۳) (المجموع الکبیر ۵۹۳۲ جامع المسانید لابن جوزی ۲۳۱۸)

ترجمہ: ”حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بنی عمرو بن عوف کی طرف ان کے درمیان صلح کرانے کے لیے گئے پس نماز کا وقت آ گیا پھر موزن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا۔ کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے تو میں نماز کی اقامت پڑھوں؟ حضرت ابوبکر نے کہا ہاں۔ پھر حضرت ابوبکر نے نماز پڑھائی۔ پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور لوگ اس وقت نماز پڑھنے میں مشغول تھے۔ نبی مکرم صفوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے آئے حتیٰ کہ پہلی صف میں آ کھڑے ہوئے پس لوگوں نے تالیاں بجائیں اور حضرت ابوبکر نماز میں ادھر ادھر التفات نہیں کرتے تھے، جب لوگوں نے بہت زیادہ تالیاں بجائیں تو انہوں نے توجہ کی پس انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا، رسول اللہ ﷺ نے ان کو اشارہ کیا کہ وہ اپنی جگہ ٹھہرے رہیں حضرت

ابوبکر نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے اور اس پر اللہ کا شکر ادا کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں نماز پڑھاتے رہنے کا حکم دیا۔ پھر حضرت ابوبکر پیچھے ہو گئے حتیٰ کہ صف کے برابر کھڑے ہو گئے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ جب نبی مکرم ﷺ نماز سے فارغ ہو گئے تو آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! تم کو اپنی جگہ برقرار رہنے سے کس چیز نے روکا؟ حالانکہ میں نے تمہیں حکم دینا تھا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ابو قحافہ کے بیٹے کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے نماز پڑھائے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں بہت زیادہ تالیاں بجاتے ہوئے دیکھا۔ جس کو نماز میں کوئی امر پیش آئے وہ سبحان اللہ کہے، جب وہ سبحان اللہ کہے گا تو اس کی طرف التفات کیا جائے گا تالیاں بجانا صرف عورتوں کے لیے ہے۔“

قارئین کرام! وہابیہ کے نزدیک خارج از صلوٰۃ تعظیم مصطفیٰ کریم ﷺ شرک و کفر ہے۔ تو عین حالت نماز میں کہ بندگی کا سب سے اعلیٰ مقام اور تمام عبادات میں سب سے موکد عبادت ہے، تعظیم مصطفیٰ ﷺ وہابیہ کے نزدیک کس قدر بڑا شرک ہے؟ اور یہ شرک امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کے معتقدین و متبعین سے صادر نہیں ہوا بلکہ وہابیہ کا یہ مزعومہ شرک صحابہ کرام جن میں سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم، سیدنا عثمان غنی، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم شامل ہیں جو کہ اس امت میں سب سے بڑے موحّد ہیں اُن سے صادر ہوا اور صرف ان سے نہیں بلکہ جب حضور اقدس ﷺ نے ان کے فعل پر انہیں زجر و توبیخ نہ فرمائی اور سکوت فرمایا تو

العیاذ باللہ تعالیٰ وہابیہ کے نزدیک حضور اقدس ﷺ صحابہ کے شرک پر خاموش رہے اور انہیں سرزنش نہ فرمائی حالانکہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۚ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَنْ
بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ (المائدہ: ۶۷)

ترجمہ: ”(محبوب) جو تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے اُسے (لوگوں) تک پہنچا دیں اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم نے اُس کی رسالت کو نہ پہنچایا۔“

لہذا غور فرمائیں کہ وہابیہ کے فتوائے شرک کی قباحت و شاعت کہاں تک پہنچ گئی؟ یہاں تک قارئین پر خوب واضح ہو چکا کہ وہابیہ کا حضور اقدس ﷺ کی تعظیم و توقیر کی نفی کرنا صریح باطل ہے اور قرآنی نصوص قطعیہ، احادیث متواترہ، اجماع صحابہ اور تعامل امت کے صریح منافی ہے۔

اس ضمن میں ایک آخری حوالہ امام عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ کا ملاحظہ فرمائیں۔ آپ نقل فرماتے ہیں:

كان (الشيخ ابو العباس احمد المثلثم رضى الله عنه) يقول: لم تكن الاقطاب اقطابا والاوتاد اوتادا، والاولياء اولياء الا بتعظيمهم رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعرفتهم به.

(الطبقات الكبرى صفحہ ۲۲۳، بیروت)

ترجمہ: ”شیخ ابو العباس احمد مثلثم فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم، اور آپ کی معرفت کے بغیر کوئی انسان، قطب، اوتاد اور ولی نہیں بن سکتا۔“

وہابیہ کی بے باکی کا چوتھا واقعہ

راقم الحروف ایک رات حسب معمول عشاء کی نماز کے بعد بارگاہ رسول کونین ﷺ میں حاضر ہوا۔ تو دیکھا کہ لوگ نماز جماعت سے پڑھ رہے ہیں اور وہ وقت نماز کا نہیں تھا، سو راقم نے وہاں کے ایک خادم سے استفسار کیا کہ یہ نماز کا وقت نہیں ہے کیونکہ رات کے تقریباً ۱۰ بج چکے تھے تو یہ لوگ کون سی نماز پڑھ رہے ہیں؟ تو اُس نے جواباً کہا کہ چاند گرہن ہے لہذا جماعت سے نوافل پڑھے جا رہے ہیں۔ نماز کے بعد مسجد نبوی کے امام نے مفصل عربی کا خطبہ دیا۔ جس میں ایک جملہ اُس نے یہ استعمال کیا کہ ”محمد ﷺ اپنی ذات کو نفع نہیں پہنچا سکتے تو وہ کسی اور کو نفع کس طرح پہنچا سکتے ہیں۔“ (یعنی اُن سے کسی نفع رسانی کی توقع رکھنا بے سود اور بے فائدہ بلکہ شرک و کفر ہے)

تبصرہ

قارئین کرام! یہ وہابیہ کا وہ فتیح عقیدہ ہے، جو اُن کی تمام کتب میں شائع و ذائع ہے۔ اُن کے نزدیک جس طرح ایک بے جان بت بے فیض اور بے نفع ہے اُسی طرح رسول اللہ ﷺ بھی بے فیض اور بے نفع ہیں اور جس طرح ایک بت سے نفع رسانی کی توقع رکھنا شرک و کفر ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو نفع سمجھنا اور آپ سے نفع رسانی کی توقع و امید رکھنا کفر و شرک ہے؟ بلکہ وہابیہ تو اس بارے میں انتہائی سخت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں چنانچہ

علامہ جمیل عراقی الفجر الصادق میں احوال نجدی کا تذکرہ کرتے ہوئے

لکھتے ہیں حتیٰ کہ

ان بعض اتباعه يقول بحضرته ان عصای هذه
خير من محمد لاني انتفع بها و محمد قد مات فلم
يبق فيه نفع وهو يرطی بكلامه وهذا كما تعلم
كفر في المذاهب الاربعه. (الفجر الصادق صفحہ ۱۸، ۱۷)

ترجمہ: ”یہاں تک کہ اس کے پیروکار اس کے سامنے برملا کہتے تھے
کہ ہماری لاٹھی محمد سے بہتر ہے کیونکہ میں اس سے نفع اٹھا سکتا
ہوں اور محمد تو فوت ہو چکے ہیں ان میں کوئی نفع باقی نہیں رہا۔ یہ
باتیں سن کر وہ خوش ہوا کرتا تھا اور (علامہ جمیل عراقی فرماتے
ہیں) یہ امور مذاہب اربعہ میں کفر ہیں۔“

بعینہ یہی عبارت علامہ سید احمد زینی دحلان نے اپنی کتاب ”خلاصۃ الکلام
فی بیان امراء البلد الحرام صفحہ ۳۲۹“ پر نقل کی۔

حسین احمد مدنی نے شہاب ثاقب میں لکھا:

”ان کا (یعنی وہابیہ کا) خیال ہے کہ رسول مقبول ﷺ کا کوئی
حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات
پاک سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے توسل دعائیں آپ کی
ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔ ان کے بڑوں کا
مقولہ ہے، عاز اللہ نقل کفر کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی
ذات سرور کائنات ﷺ سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے اس
سے کتے کو بھی دفع کر سکتے اور ذات فخر عالم ﷺ سے تو یہ بھی

نہیں کر سکتے۔“ (الشہاب الثاقب، صفحہ ۱۸۹، ادارہ تحقیقات اہل سنت، لاہور)

رسول اللہ ﷺ کی نفع رسانی کے متعلق عقیدہ اہل سنت

عقیدہ اہل سنت کی وضاحت سے قبل مفسر شہیر علامہ صاوی مالکی رحمہ اللہ کا رسول
اللہ ﷺ کی مطلقاً نفع رسانی کا انکار کرنے والے کے متعلق فیصلہ ملاحظہ فرمائیں۔

فهو صلى الله عليه وسلم الدليل الشفيع
المشفع جعل الله مفاتيح خزائنه بيده فمن
زعم ان النبي صلى الله عليه وسلم كاحاد
الناس لا يملك شيئاً اصلاً ولا نفع به لا ظاهر
ولا باطنا فهو كافر خاسر الدنيا والاخرة.

(تفسیر صاوی جلد ۱ صفحہ ۱۵۸)

ترجمہ: علامہ صاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

”حضور اقدس ﷺ دلیل (اکمل) شفیع اور مشفع ہیں۔ اللہ تعالیٰ
نے اپنے خزانوں کی چابیاں آپ کو عطا فرمادیں ہیں تو جس نے
یہ گمان کیا کہ حضور اقدس ﷺ عام لوگوں کی طرح ہیں (جیسا
کہ وہابیہ کا گمان ہے) کسی چیز کے مالک نہیں۔ اور حضور سے
کوئی نفع نہیں نہ ظاہری طور پر اور نہ باطنی طور پر۔ تو وہ کافر ہے
اور دنیا و آخرت میں نقصان اٹھانے والا ہے۔“

قارئین کرام! اہل سنت کثرہم اللہ تعالیٰ کا عقیدہ ہے کہ ہر چیز کا نفع و
نقصان حقیقی و ذاتی طور پر اور استقلالاً اللہ رب العزت کے دست قدرت میں ہے۔
وہی درحقیقت نفع پہنچانے والا ہے اُس کے مقابلہ میں یا اُس کی اجازت، اذن اور

توفیق کے بغیر کسی کا کوئی نفع نہیں۔ اور یہی حقیقت توحید ہے لہذا اگر کوئی کسی فرد کے متعلق یہ عقیدہ رکھے کہ وہ اللہ رب العزت کے مقابلہ میں یا اُس کے اذن، توفیق، عطا اور اجازت کے بغیر نفع پہنچا سکتا ہے یا وہ اپنے نفع پہنچانے میں اللہ رب العزت کا محتاج نہیں ہے تو وہ حتماً، یقیناً اور قطعاً کافر و مشرک ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اللہ رب العزت اپنی مخلوق کو نفع پہنچانے کی قوت اور طاقت نہیں عطا فرماتا۔ وہ جس طرح واحد لا شریک ہے اُسی طرح جواد، وہاب، منعم، معطی اور رزاق بھی ہے اور وہ اپنی مخلوق بالخصوص اپنی بارگاہ کے مقربین کو نفع پہنچانے کا تصرف و اختیار بھی عطا فرماتا ہے۔ فرق یہ ہوگا کہ مخلوق کا نفع پہنچانا اُس کے اذن و توفیق سے ہے اور مخلوق اپنے نفع پہنچانے میں اُس کی محتاج ہے اور مخلوق کی طرف نفع رسانی کی اسناد، اسناد مجازی ہے جبکہ اللہ رب العزت کا نفع پہنچانا ذاتی اور حقیقی طور پر ہے اور وہ اپنے نفع پہنچانے میں کسی کا محتاج نہیں اور اللہ رب العزت کی طرف نفع رسانی کی اسناد، اسناد حقیقی ہے۔ اور یہ بین فرق قرآن مجید کے کئی مقامات پر ملحوظ رہا ہے مثال کے طور پر اللہ رب العزت قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرمایا:

وَكُفِيَ بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۖ وَكَفِيَ بِاللّٰهِ نَصِيرًا ﴿۲۵﴾ (النساء: ۲۵)

ترجمہ: ”اور اللہ کافی ہے والی اور اللہ کافی ہے مددگار۔“

آیت کریمہ میں اللہ رب العزت کی دو صفات ”ولی“ اور نصیر بیان کی گئی جبکہ ایک دوسرے مقام پر ان الفاظ کی اسناد مخلوق کی طرف بھی ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۖ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ

لَّدُنْكَ نَصِيرًا ﴿۷۵﴾ (النساء: ۷۵)

ترجمہ: ”اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے دے اور ہمیں اپنے

پاس سے کوئی مددگار دے دے۔“

ملاحظہ فرمائیں کہ ایک طرف ولی اور نصیر اللہ رب العزت کی صفت اور دوسری طرف ولی اور نصیر مخلوق کی صفت ہے۔ اب وہابی ہی بتائیں کہ وہ اس آیت میں سوائے ذاتی عطائی اور حقیقی و مجازی کے کیا فرق کریں گے؟ اور اگر یہاں یہ فرق کیا جائے تو توحید میں فرق نہیں آسکتا تو رسول اللہ ﷺ کے باذن اللہ تعالیٰ نافع ہونے کے اعتقاد سے بھی توحید میں فرق نہیں آئے گا۔

اسی طرح تمام مسلمانوں میں اس طرح کے الفاظ مروج و معروف ہیں مثلاً کسی مرض میں ڈاکٹر یا طبیب کہتا ہے کہ فلاں مرض میں یہ دوا نافع ہے۔ اور اسی طرح کہا جاتا ہے کہ بھوک کو دور کرنے میں کھانا نفع دیتا ہے اور پیاس کو دور کرنے میں پانی نفع دیتا ہے۔ اور دنیا کے تمام لوگ باہم ایک دوسرے کو مختلف امور میں نفع پہنچاتے ہیں۔ قاضی و حاکم انصاف کر کے مظلوم کو نفع پہنچاتے ہیں۔ امیر و متمول، سخاوت سے غریب اور فقیر لوگوں کو نفع پہنچاتے ہیں۔ گم گشتہ راہ کو صحیح رہنمائی سے نفع پہنچایا جاتا ہے۔ اور نابینا یا معذور کو مقصود تک پہنچا کر نفع پہنچایا جاتا ہے تو بڑی عجیب بات ہے کہ عام قسم کی مخلوق تو ایک دوسرے کو نفع پہنچائے، حتیٰ کہ طعام و شراب اور ادویات کے نافع ہونے کا اعتقاد بھی رکھا جائے لیکن نفع نہیں پہنچا سکتے تو صرف خدا عز و جل کے نبی و ولی اور برگزیدہ لوگ بالخصوص تاجدار کائنات ﷺ اس کا مطلب تو پھر کوئی یہ لے سکتا ہے کہ اللہ رب العزت عام مخلوق کو تو نافع بنا دیتا ہے لیکن اپنے محبوب پیارے اور عبادت گزار بندوں کو بے بس، عاجز، بے نفع اور بے فائدہ رکھتا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

وما قدر و اللہ حق قدرہ۔

قرآن مجید میں نفع رسانی کی اسناد مخلوق کی طرف

قبل اس کے کہ رسول اللہ ﷺ کے باذن اللہ نافع ہونے پر دلائل پیش کیے جائیں۔ عام مخلوق کی نفع رسانی پر دلائل قرآن وحدیث سے قارئین کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ تاکہ قارئین خود یہ فیصلہ کر سکیں کہ وہابیہ کا یہ عقیدہ کہ رسول اللہ ﷺ کوئی نفع نہیں پہنچا سکتے کس قدر آپ کی گستاخی اور توہین پر مشتمل ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَالْفُلْكَ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ (البقرہ: ۱۶۳)

ترجمہ: ”اور اُس کشتی میں (ہماری قدرت کی نشانی ہے) جو سمندر میں چلتی ہے اُن چیزوں کے ساتھ جو لوگوں کے لیے نافع ہیں۔“

اس آیت میں صراحۃً اللہ رب العزت نے نفع کی اسناد اُن تجارتی چیزوں کی طرف فرمائی ہے جو ایک ملک سے دوسرے ملک تک پہنچتی ہیں۔ سو اگر عام کھانے پینے کی چیزیں نافع ہو سکتی ہیں تو یقیناً انبیاء و اولیاء بھی باذن اللہ تعالیٰ نفع پہنچا سکتے ہیں۔

نیز ارشاد ربانی ہے:

قَالَ اللَّهُ هَذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ ط (المائدہ: ۱۱۹)

ترجمہ: ”اللہ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جس دن سچوں کو اُن کا سچ نفع پہنچائے گا۔“

نیز ارشاد فرمایا:

وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمُكِّتُ فِي الْأَرْضِ ط (الرعد: ۱۷)

ترجمہ: ”اور جو لوگوں کے لیے نافع ہیں وہ زمین میں رہتے ہیں۔“

تفسیر جلالین میں ہے:

و اما ما يَنْفَعُ النَّاسَ مِنَ الْمَاءِ وَالْجَوَاهِرِ. (تفسیر جلالین، صفحہ ۲۰۲)

ترجمہ: ”اور جو لوگوں کو نفع پہنچاتی ہے۔ اس سے مراد پانی اور جواہرات ہیں۔“

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

أَبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ط (النساء: ۱۱)

ترجمہ: ”تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم کیا جانو کہ ان میں کون تمہارے لیے زیادہ نافع ہے۔“

نیز ارشاد فرمایا:

قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنْفَعٌ لِلنَّاسِ ط (البقرہ: ۲۱۹)

ترجمہ: ”اے محبوب! فرماؤ۔ شراب اور جوا میں بہت بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ دنیوی نفع بھی۔“

ارشاد ربانی ہے:

وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنْفَعٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ط (الحج: ۵)

ترجمہ: ”اور اللہ نے چوپاؤں کو پیدا کیا ان میں تمہارے لیے گرم لباس اور فائدے ہیں اور ان سے تم کھاتے ہو۔“

قرآن مجید کی ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ مخلوق کی طرف نفع کی اسناد بطور مجاز کرنا بالکل جائز امر اور اللہ رب العزت کی سنت بطور اُس کا طریقہ ہے۔ سو جو لوگ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم السلام سے نفع رسانی کی مطلق نفی کرتے

ہیں اور اس پر شرک کا فتویٰ صادر کرتے ہیں وہ قرآن مجید کی ان واضح آیات کی کیا تاویل کریں گے؟ جس میں باپ، بیٹا، پانی، جواہرات، چوپائے حتیٰ کہ شراب اور جوا کو بھی (دنیوی اعتبار سے) نافع قرار دیا گیا ہے؟

اس طرح کی آیات قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر موجود ہیں جن میں صراحتہ نفع رسانی کی اسناد مخلوق کی طرف ہے۔ طوالت کے خوف سے اُن تمام کو ذکر نہیں کیا گیا۔ اب چند ایسی آیات ملاحظہ فرمائیں، جن میں کنایہ اور اشارۃً مخلوق کی نفع رسانی کا ذکر ہے۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ (المائدہ: ۲)

ترجمہ: ”اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔“

نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرنے کی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی سر تا پا معصیت اور نافرمانی میں غرق ہے۔ شراب، جوا، زنا، چوری، سود لینا، نمازوں کو ترک کرنا علیٰ ہذا القیاس وہ ہر اُس قبیح کام کا مرتکب ہے جس سے شریعت نے منع فرمایا۔ اور وہ اپنے اُن برے اعمال اور سینات و تفصیرات کی وجہ دنیا و آخرت میں خذلان اور عذاب الیم کا مستحق ہے۔ اُس آدمی کو کوئی عالم ان تمام کاموں سے توبہ کی طرف راغب کرے۔ قبر کی رات، آخرت کا دن اور احکم الحاکمین کے محاسبہ کی یاد دلائے اور اُس کو اس حکمت عملی اور موعظت حسنہ سے تبلیغ کرے کہ وہ ان تمام کاموں سے نفیر و مجتنب ہو کر صدق دل سے تابع ہو جائے۔ اور نیکی، تقویٰ، طاعت و فرمانبرداری کی راہ پر آجائے تو سچ بتائیے کہ کیا اس عالم نے اُس فاسق و فاجر کی نیکی و تقویٰ پر مدد کر کے اُسے نفع نہیں پہنچایا؟ اگر یہ نفع نہیں تو معلوم نہیں کہ پھر نفع کس چیز کا نام ہے؟ اس مضمون کو حدیث پاک میں بیان فرمایا گیا ہے۔

اللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیه۔

ترجمہ: ”اللہ اُس وقت تک اپنے بندے کی مدد فرماتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔“

سواس آیت و حدیث میں ہر عالم، مبلغ، شیخ ولی اور انبیاء علیہم السلام کو مددگار یعنی نافع قرار دیا گیا ہے۔

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا ۖ وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا ﴿۷۵﴾ (النساء: ۷۵)

ترجمہ: ”اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے دے اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے دے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِّنْهَا ۚ (النساء: ۸۵)

ترجمہ: ”اور جو اچھی سفارش کرے گا تو اُس کے لیے اُس میں سے حصہ ہوگا۔“

کسی مسلمان کے لیے اچھی سفارش کرنا بھی اُسے نفع پہنچاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ ۚ (البقرہ: ۲۸۰)

ترجمہ: ”اور اگر مقروض تنگ دست ہو تو اُسے اُس کی آسانی تک مہلت دی جائے گی۔“

تنگ دست مقروض پر آسانی کرنا اور اُسے مہلت دینا بھی ایک نفع ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نافع ہونا

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ (مریم: ۳۱)

ترجمہ: ”(حضرت عیسیٰ نے کہا) اور اللہ نے مجھے مبارک بنایا میں جہاں بھی ہوں۔“

تفسیر جلالین میں ہے:

وجعلنی مبارکاً ایما کنت ای نفاعاً للناس۔

(تفسیر جلالین صفحہ ۲۵۵ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ: ”اور میں جہاں بھی ہوں اللہ نے مجھے مبارک یعنی نفاع بہت زیادہ نفع دینے والا بنا دیا ہے۔“

امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری متوفی ۳۱۰ھ فرماتے ہیں:

عن مجاہد (وجعلنی مبارکاً) قال: نفاعاً۔

(جامع البیان، جلد ۸ صفحہ ۳۳۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت مجاہد سے روایت ہے (وجعلنی مبارکاً) کا معنی

ہے، بہت زیادہ نفع دینے والا۔“

یہی معنی ملا علی قاری نے شرح الشفا جلد ۱ میں اور حافظ ابن کثیر نے تفسیر

ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۵۳۱ میں بیان کیا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ صفت قیامت

تک رہے گی کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آج بھی ظاہری حیات اقدس کے ساتھ موصوف

ہیں۔ اور آسمانوں پر تشریف فرما ہیں۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

(این ما کنت) حیث کنت وفي الارض او في السماء

و حیث توجهت. ويستفاد منه انه نفاع في السماء

يستفيد منه الملائكة. (التفسير المنظم جلد ۳ صفحہ ۳۸۴)

ترجمہ: ”(این ما کنت) کا معنی ہے میں جہاں بھی ہوں (مخلوق کو

بہت زیادہ نفع دینے والا ہوں) خواہ زمین میں ہوں یا آسمان

میں یا جہاں بھی متوجہ ہوں، (علامہ پانی پتی فرماتے ہیں) اس

آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں میں بھی نفاع

یعنی بہت نفع پہنچانے والے ہیں اور ملائکہ اُن سے استفادہ

کرتے ہیں۔“

نجدی لوگ حضور اقدس علیہ السلام کے بارے میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ سرکار

اپنی ذات کو بھی نفع نہیں پہنچا سکتے اور قرآن کی یہ آیت اور مفسرین کی تصریحات یہ

بتاتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین و آسمان کی مخلوق کے لیے نفاع ہیں۔ سوا اگر حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کے نفع کا یہ عالم ہے تو سید الانبیاء والمرسلین کی نفع رسانی کا عالم کیا ہوگا؟

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَأُخْرِئُ الْأَكْمَةَ وَالْأَبْرَصَ وَأُخِي الْمَوْتِ بِإِذْنِ اللَّهِ

(ال عمران: ۴۹)

ترجمہ: ”اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور

میں مردے کو زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے۔“

یہ آیت کریمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باذن اللہ تعالیٰ نفاع ہونے پر واضح

دلیل ہے اور وہ اس طرح کہ ناپینا کو پینا کرنا اور برص کے مریض کو شفا دینا اور

مردے کو زندہ کرنا یقیناً نفع رسانی ہے جس کا حقیقی فاعل اور موثر و مسبب تو صرف اللہ

رب العزت ہے۔ لیکن اُس کا ظاہری سبب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اس آیت میں اللہ رب العزت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اس نفع رسانی کی اسناد فرمائی ہیں جس سے قطعی طور پر معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت کے محبوب اور برگزیدہ بندے بھی باذن اللہ تعالیٰ نفع پہنچاتے ہیں اور اُن کی طرف بھی اسناد مجازی کے طور پر اسناد کی جا سکتی ہیں۔

حضور اقدس علیہ السلام کی نفع رسانی قرآن سے

قارئین کرام! جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسری مخلوقات کی نفع رسانی قرآن سے ثابت ہے تو حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو ہر نعمت و کمال میں وسیلہ کبریٰ اور مبدا فیوضات ہیں، آپ کی نفع رسانی کا انکار کیسے کیا جاسکتا ہے؟ اس لیے قرآن مجید، فرقان حمید نے واضح طور پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات اور آپ کی نفع رسانی کے دلائل بیان فرمائے ہیں، مثلاً اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۲۸﴾

(الحجۃ: ۱۲۸)

ترجمہ: ”بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنین پر ”رؤف و رحیم“ قرار دیا۔ اور رافت و رحمت کرنا بھی یقیناً نفع رسانی ہے۔ اور مومنین سے مراد آپ کی جمیع امت ہے نہ کہ صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔ جس کا واضح مطلب یہ

ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح صحابہ کرام کی رافت و رحمت کے ذریعے نفع پہنچاتے تھے اسی طرح تا قیامت مومنین پر رافت و رحمت کر کے انہیں نفع پہنچاتے ہیں۔

ارشاد ربانی ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿۱۰۷﴾ (الانبیاء: ۱۰۷)

ترجمہ: ”اے محبوب ہم نے آپ کو تمام جہانوں پر رحمت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔“

عالمین کا اطلاق کائنات کی ہر شے پر ہر زمانے میں اور ہر جگہ پر ہوتا ہے۔ جس کا معنی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نباتات، جمادات، حیوانات، ملائکہ اور جمیع بنی نوع انسان کے لیے تا قیامت قیامت سراپا رحمت ہیں۔ بعض لوگوں نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بعد از وصال نفع نہیں پہنچا سکتے تو میرا اُن سے سوال ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صرف ظاہری حیات اقدس تک رحمۃ للعالمین تھے یا تا قیامت قیامت ہمیشہ کے لیے؟ اگر ظاہری حیات طیبہ تک رحمۃ للعالمین تھے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صفت کے سلب ہونے پر کیا دلیل ہے؟ نیز کیا قرآن صرف عہد نبوی کے لیے تھا یا قیامت تک کے لیے۔ اگر قرآن قیامت تک کے لیے ہے تو پھر یہ آیت بھی قیامت تک کے لیے ہے جس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح ظاہری حیات طیبہ میں رحم للعالمین ہیں اسی طرح بعد از وصال بھی رحم ہیں۔ اور مخلوقات پر رحمت کرنا یقیناً ان کو نفع پہنچانا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم باذن اللہ تعالیٰ بعد از وصال بھی نافع للعالمین اور رحم للعالمین ہیں۔

ارشاد ربانی ہے:

يَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ

(الاعراف: ۱۵۷)

ترجمہ: ”وہ (رسول) اُن سے (یعنی اپنے غلاموں سے) وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا۔“

کسی پر سے بھاری بوجھ اور گلے کے پھندے اتارنا یقیناً اُسے نفع پہنچانا ہے۔ اور بھاری بوجھ سے مراد سخت تکلیفیں ہیں جیسے کہ توبہ میں اپنے آپ کو قتل کرنا اور جن اعضاء سے گناہ صادر ہوں ان کو کاٹ دینا اور گلے کے پھندے سے مراد احکام شاقہ ہیں جیسے بدن اور کپڑے کے جس مقام کو نجاست لگے اُس کو چنبی سے کاٹ ڈالنا اور گناہوں کا مکان کے دروازوں پر ظاہر ہونا وغیرہ اور حضور اقدس ﷺ نے یہ بھاری بوجھ اور گلے کے پھندے تمام امت سے دور فرمائے ہیں۔ جس کا مطلب واضح ہے کہ حضور اقدس ﷺ باذن اللہ تعالیٰ تمام امت کے لیے نافع ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا
اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا
رَّحِيمًا ﴿٦٣﴾ (النساء: ۶۳)

ترجمہ: ”اور اگر وہ اپنے آپ پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے قبولیت توبہ کو مشروط کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی شفاعت پر اور رسول اللہ ﷺ کے استغفار پر۔ اور گناہوں پر بخشش اور مغفرت اور پھر اُس کے نتیجہ میں ملنے والی رحمت الہی عزوجل اور جنت سے بڑھ کر نفع رسانی کیا ہو سکتی ہے؟ اور اللہ رب العزت نے ہمیں اس نفع کے حصول کے

لیے بھی درِ مصطفیٰ ﷺ پر حاضر ہونے کا حکم فرمایا۔ اور یہ آیت فقط صحابہ کرام کے لیے خاص نہیں بلکہ جمیع امت کے لیے بعد از وصال بھی یہی حکم ہے۔ چنانچہ مشہور روایت ہے:

عن العتبی رضی اللہ عنہ قال: کنت جالسا عند
قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجاء اعرابی فقال:
”السلام علیک یا رسول اللہ“ سمعت اللہ عزوجل
يقول: (ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك
فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا
الله توابا رحیما) وقد جئتک مستغفرا الذنبی
مستشفعا الی ربی اثم انشاء يقول:

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمه
فطاب من طیبهن القاع والذکم
نفسی الفداء لقبر انت ساکنه
فیه العفاف وفیه الجود والکرم

ثم انصرف الاعرابی فغلبتني عینی فرایت النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فی النوم۔ فقال: عتبی:
الحق الاعرابی فبشره ان اللہ عزوجل قد غفر له۔

(شعب الایمان، للہیثمی جلد ۳ صفحہ ۴۹۵، رقم الحدیث: ۴۱۷۸، المغنی لابن قدامة جلد ۳ صفحہ ۲۹۸ تفسیر ابن
کثیر جلد ۱ صفحہ ۵۲۱، الدر المنثور جلد ۱ صفحہ ۵۷۰، الاکارل امام النووی)

ترجمہ: ”حضرت عتبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں
حضور نبی مکرم ﷺ کی قبر انور کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک

اعرابی قبر انور پر حاضر ہوا اور عرض کیا: السلام علیک یا رسول اللہ۔ (پھر عرض کیا) میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے ”اور اگر وہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں اور اللہ سے بخشش مانگیں اور رسول بھی اُن کے لیے مغفرت طلب کریں تو وہ ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پائیں گے“ اور (یا رسول اللہ) بے شک میں آپ کے پاس اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرنے اور اپنے رب کے ہاں آپ کو وسیلہ بنانے کے لیے آیا ہوں۔ پھر وہ یہ اشعار پڑھنے لگا:

”اے وہ بہترین پیشوا! جن کا مبارک وجود اس زمین میں مدفون ہے۔ پس ان کی پاکیزہ خوشبو سے اس زمین کے حصے اور نیلے معطر و پاکیزہ ہیں۔ میری جان اس روضہ اقدس پر فدا ہو کہ (یا رسول اللہ) جس میں آپ آرام فرما ہیں اور اس قبر انور میں پاکدامنی اور جود و کرم کا سرچشمہ اور منبع ہیں (جیسے اپنی ظاہری حیات طیبہ میں تھے)۔“

پھر وہ دیہاتی وہاں سے چلا گیا اور (حضرت عتی) نے فرمایا کہ میری آنکھ لگ گئی، تو میں اسی وقت خواب میں حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: اے عتی! اس اعرابی کے پاس جاؤ اور اسے یہ خوش خبری سناؤ کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا ہے۔“

یہ حدیث اس بات پر واضح دلیل ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا جود و کرم اور

آپ کا نفع جس طرح ظاہری حیات اقدس میں تھا اسی طرح بعد از وصال بھی قائم و دائم ہے۔ واللہ الحمد۔

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

إِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٥٢﴾ (الشوری: ۵۲)

ترجمہ: ”بے شک (اے محبوب) تم ضرور سیدھے رستہ کی ہدایت دیتے ہو۔“

ضلال اور گمراہی سے بڑھ کر کوئی نقصان اور خسارہ نہیں جس کی وجہ سے انسان غضب الہی عز وجل کا مستحق بنتا ہے اور جہنم کے عذاب میں گرفتار ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے:

کل ضلالة في النار۔

ترجمہ: ”اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے کا باعث ہے۔“

اور گمراہی کے مقابلہ میں ہدایت ہے۔ سو جب گمراہی نقصان ہے تو یقیناً ہدایت دینا نفع رسانی ہے اور یہ نفع رسانی و ہدایت صرف صحابہ کرام کے لیے نہیں بلکہ حضور اقدس ﷺ کا پیغام ہدایت جمیع انسانیت کے لیے تا قیام قیامت ہے۔ جس سے واضح ہوا کہ حضور اقدس ﷺ کا نفع اور فیض بعد از وصال بھی جاری و ساری ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

لِنُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۖ

ترجمہ: ”تا کہ (اے محبوب) تم لوگوں کو تاریکیوں سے نور کی طرف نکالو۔“

نیز ارشاد فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا
مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ
لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿١٢٣﴾ (آل عمران: ۱۲۳)

ترجمہ: ”تحقیق اللہ نے احسان فرمایا مومنین پر جب اُن میں انہی میں
سے ایک عظیم رسول بھیجا جو اُن پر اُس کی آیات کی تلاوت کرتا
ہے اور انہیں سترہا کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا
ہے، اور اگرچہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔“

اللہ رب العزت نے اس آیت میں اپنے حبیب مکرم ﷺ کی بعثت سے
جملہ مومنین پر احسان کا اظہار فرمایا۔ اور یہ احسان تب ممکن ہے جب حضور اقدس
ﷺ کا فیض و نفع مومنین کو پہنچے۔ اس لیے اگر بقول وہابیہ حضور اقدس ﷺ بے
فیض اور بے نفع ہیں العیاذ باللہ تعالیٰ تو یہ اللہ رب العزت کا تمام مومنین پر احسان
کیسے ہو سکتا ہے؟ اور یہ احسان تب ہے کہ جب یہ مانا جائے کہ حضور اقدس ﷺ
بازن اللہ تعالیٰ جمیع مومنین کو تلاوت قرآن، تزکیہ نفوس، تعلیم کتاب و حکمت کا نفع
پہنچانے والے ہیں جس نفع کے ذریعے انسان گمراہی کی تاریکیوں اور ظلمات سے بچ
ہدایت کی روشنی اور نور کو حاصل کر لیتا ہے۔ اگر یہ حضور اقدس ﷺ کا نفع نہیں تو نہ
جانے پر نفع کس چیز کا نام ہے۔ اللہ رب العزت فہم سلیم عطا فرمائے۔

مخلوق کی نفع رسانی کا ثبوت احادیث سے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: کنا نمشی مع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمررنا علی قبرین

فقام فقمنا معه. فجعل لونه يتغير حتى رعد كم
قميصه. فقلنا: مالك يا نبي الله؟ قال: ما
تسمعون ما اسمع قلنا: وما ذاك يا نبي الله قال:
”هذان رجلان يعذبان في قبورهما عذاباً شديداً
في ذنب هين“ قلنا: مم ذلك يا نبي الله؟ قال:
”كان احدهما لا يستره من البول و كان الآخر
يؤذي الناس بلسانه. و يمشي بينهم بالنميمة“
فدعاً مجريدتين من جرائد النخل فجعل في كل
قبر واحدة. قلنا: وهل ينفعهما ذلك يا رسول
الله؟ قال: نعم يخفف عنهما ما دامارطبتين۔“

(صحیح ابن حبان، کتاب: الرقاق، رقم الحدیث: ۸۲۴، مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۴۴۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں: ہم
رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے کہ ہمارا گزر دو قبروں
پر سے ہوا پس سرکار کھڑے ہو گئے تو ہم بھی آپ کے ساتھ
کھڑے ہو گئے۔ تو حضور اقدس ﷺ کا رنگ مبارک متغیر
ہونے لگا، یہاں تک کہ آپ کے قمیص کی آستین ہلنے لگی۔ ہم
نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کو کیا ہوا؟ فرمایا کیا تم وہ سن
رہے ہو جو میں سن رہا ہوں؟ ہم نے عرض کی: وہ کیا چیز ہے، یا
نبی اللہ؟ فرمایا: یہ دو مرد ہیں جن کو اُن کی قبر میں سخت عذاب دیا
جا رہا ہے اور ایسے گناہ کے سبب کہ جس سے بچنا آسان ہے۔
ہم نے عرض کی: یا نبی اللہ! یہ کس سبب سے ہے؟ فرمایا ان میں

سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا زبان کے ساتھ لوگوں کو اذیت دیتا تھا اور اُن میں چغلی کرتا تھا۔ پھر حضور اقدس ﷺ نے کھجور کی شاخوں میں ایک شاخ طلب فرمائی اور ہر ایک کی قبر پر رکھ دی۔ ہم نے عرض کی کہ کیا یہ شاخ ان کو نفع پہنچائے گی؟ فرمایا: ہاں جب تک یہ تر رہیں گی۔

میں تخفیف ہوتی رہے گی۔“

عن عائشة رضی اللہ عنہا: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا رای المطر قال: صیبا نافع۔

(صحیح بخاری، کتاب: الاستسقاء، باب: ما یقال اذا امطرت، رقم الحدیث: ۱۰۳۲) (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۳۸۹۰)

ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بارش کو دیکھتے تو یہ عرض کرتے (اے اللہ) اس بارش کو نافع بنا۔“

عن جابر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: العلم علمان: فعلم فی القلب وذلک العلم النافع، و علم علی اللسان و تلک حجة اللہ علی ابن آدم۔

(مصنف ابن شیبہ، جلد ۷ صفحہ ۸۲، رقم الحدیث: ۳۳۳۶۱، سنن دارمی جلد ۱ صفحہ ۱۱۳، رقم الحدیث: ۳۶۳، شعب الایمان جلد ۲ صفحہ ۲۹۳، رقم الحدیث: ۱۸۲۵، کتاب الزہد لابن مبارک جلد ۱ صفحہ ۴۰۷، رقم الحدیث: ۱۱۶۱، تاریخ بغداد، جلد ۳ صفحہ ۳۳۶، رقم الحدیث: ۲۱۷۹، الترغیب والترہیب جلد ۱ صفحہ ۵۸، رقم الحدیث: ۱۳۹)

ترجمہ: ”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ علم دو قسم کا ہے پس ایک علم دل میں ہوتا ہے اور یہ علم نافع ہے اور ایک علم زبان پر ہوتا ہے اور یہ ابن آدم پر اللہ تعالیٰ

کی حجت ہے۔“

عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ، ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول: اللہم انی اعوذ بک من علم لا ینفع و من قلب لا یمشع و من نفس لا تشبع و من دعوة لا یتجاب لها۔

(صحیح مسلم، کتاب: الذکر والدعاء، باب: ائعوذ من شر ما مل، رقم الحدیث: ۲۷۲۲) (سنن نسائی، کتاب: الاستعاذۃ، باب: الاستعاذۃ من دعاء لا یمشع، رقم الحدیث: ۵۵۳۶) (سنن ابن ماجہ، المقدمہ، باب: الاذغاع بالعلم والعمل بہ، رقم الحدیث: ۲۵۰) (مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۲۸۳، رقم الحدیث: ۱۳۰۵۵)

ترجمہ: ”حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی مکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں اس علم سے جو نفع نہ دے، اس دل سے جو تھجھ سے ڈرتا نہ ہو اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اشد الناس عذابا یوم القیامۃ عالم لم ینفعہ علمہ۔

(المعجم الصغیر، جلد ۱ صفحہ ۳۰۵، رقم الحدیث: ۵۰۷، شعب الایمان، جلد ۲ صفحہ ۲۸۵، رقم الحدیث: ۱۷۷۸، الترغیب والترہیب، جلد ۱ صفحہ ۷۵، رقم الحدیث: ۲۱۹)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن لوگوں میں سب سے شدید عذاب اُس عالم کو ہوگا جسے اُس کے علم نے نفع نہ دیا ہوگا۔“

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، قال: قال رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخلق کلہم عیال اللہ
واحبہم الی اللہ انفعہم لعیالہ

(شعب الایمان، جلد ۲ صفحہ ۴۳، رقم الحدیث: ۷۴۳۵، المعجم الکبیر للطبرانی، شرح الشفا جلد ۱ صفحہ ۳۰۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کے نزدیک ان میں زیادہ محبوب وہ ہے جو ان کو زیادہ نفع دینے والا ہے۔

عن جابر رضی اللہ عنہ، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ۔

(صحیح مسلم، کتاب: الطب، باب: استحب الرقیۃ من العین، رقم الحدیث: ۲۱۹۹، دار الکتاب العربی بیروت)
(مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۲۸۳، صحیح ابن حبان: ۵۳۲)

ترجمہ: ”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو تم میں سے اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہے وہ نفع پہنچائے۔“

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال حججنا مع عمر بن الخطاب فلما دخل الطواف استقبل الحجر فقال: انی اعلم انک حجر لا تضر ولا تنفع ولولا انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبلک ما قبلتک ثم قبلہ فقال له علی ابن ابی طالب بلی یا امیر المومنین انه یضر و ینفع قال: ثم قال بکتاب اللہ تبارک و تعالی قال و این

ذلک من کتاب اللہ؛ قال: قال اللہ عوجل (وَ اِذَا
اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنی آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِیَّتَهُمْ و
اَشْهَدَهُمْ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی)
خلق اللہ آدم و مسح علی ظہرہ فقررہم بأنہ
الرب انہم العبید و اخذ عہودہم و مواثیقہم
و کتب ذلک فی رَقٍّ و کان لہذا الحجر عینان و
لسان فقال لہ: افتح فاک قال: ففتح فَاہ فَاَلْقَبَہ
ذلک الرق و قال: اشہد لمن و افاک بالموافاقۃ
یوم القیامۃ و انی اشہد لسمعت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ((یقول یُؤْتٰی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِالْحَجْرِ
الْاَسْوَدَ وَلَہٗ لِسَانٌ ذَلْقٰی یَشْہَدُ لِمَنْ یَسْتَلِیْہُ
بِالتَّوْحِیْدِ))، فہو یا امیر المومنین یضر و ینفع
فقال عمر: اعوذ باللہ ان أَعِیش فی قوم لست
فیہم یا أبا حَسَن۔

(المسند رک الامام الحاکم، کتاب: المناکب، رقم الحدیث: ۱۷۲۵، جلد ۲ صفحہ ۱۰۹، دار المعرفۃ بیروت)

ترجمہ: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا۔ پس جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طواف شروع کیا تو آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور فرمایا بے شک میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ نقصان دیتا ہے اور نہ نفع، اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا، پس

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیوں نہیں اے امیر المومنین! یہ پتھر نقصان بھی دیتا ہے اور نفع بھی دیتا ہے۔ پھر فرمایا: اس کا ثبوت اللہ عزوجل کی کتاب سے ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اس کا ثبوت اللہ عزوجل کی کتاب میں کہاں ہے؟ فرمایا: اللہ عزوجل نے فرمایا: (اور یاد کرو جب تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے اُن کی ذریت کو نکالا اور اُن کو ان کی جانوں پر گواہ کیا، کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں) اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا فرمایا۔ اور اُن کی پشت پر دست اقدس پھیرا پس اُن سے اُفرار لیا کہ بے شک وہی رب ہے اور بے شک وہ بندے ہیں۔ اُن سے عہد اور پختہ میثاق لیا اور اُس کو ایک کاغذ پر تحریر فرمایا۔ اور اس حجر کی دو آنکھیں اور ایک زبان ہے۔ پس اُس کو فرمایا۔ اپنا منہ کھول تو اُس پتھر نے اپنا منہ کھولا تو وہ پرچہ اُس کے منہ میں ڈال دیا اور فرمایا تو گواہ رہ اُس کے لیے کہ جو اُس عہد کے ساتھ وفا کرے قیامت کے دن تک۔ اور بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ”حجر اسود کو قیامت کے دن لایا جائے گا، اُس کی زبان ہوگی اور ہر وہ جس نے توحید کے ساتھ اسلام کیا ہوگا اُس کے حق میں گواہی دے گا۔“ پس اے امیر المومنین! یہ پتھر نقصان بھی پہنچاتا ہے اور نفع بھی۔ حضرت عمر نے فرمایا: اللہ کی پناہ کہ میں اُس قوم میں رہوں جس میں اے

ابو الحسن تم نہ ہو۔“

◆ عن عائشة رضی اللہ عنہا: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول للمریض: ”بسم اللہ، تربة ارضنا، بریقة بعضنا، یشفی سقیمنا باذن ربنا۔“

(صحیح بخاری، کتاب: الطب، باب: رقیۃ النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۵۷۴۶، ۵۷۴۷، ۵۷۴۸، ۵۷۴۹، ۵۷۵۰، ۵۷۵۱، ۵۷۵۲، ۵۷۵۳، ۵۷۵۴، ۵۷۵۵، ۵۷۵۶، ۵۷۵۷، ۵۷۵۸، ۵۷۵۹، ۵۷۶۰، ۵۷۶۱، ۵۷۶۲، ۵۷۶۳، ۵۷۶۴، ۵۷۶۵، ۵۷۶۶، ۵۷۶۷، ۵۷۶۸، ۵۷۶۹، ۵۷۷۰، ۵۷۷۱، ۵۷۷۲، ۵۷۷۳، ۵۷۷۴، ۵۷۷۵، ۵۷۷۶، ۵۷۷۷، ۵۷۷۸، ۵۷۷۹، ۵۷۸۰، ۵۷۸۱، ۵۷۸۲، ۵۷۸۳، ۵۷۸۴، ۵۷۸۵، ۵۷۸۶، ۵۷۸۷، ۵۷۸۸، ۵۷۸۹، ۵۷۹۰، ۵۷۹۱، ۵۷۹۲، ۵۷۹۳، ۵۷۹۴، ۵۷۹۵، ۵۷۹۶، ۵۷۹۷، ۵۷۹۸، ۵۷۹۹، ۵۸۰۰، ۵۸۰۱، ۵۸۰۲، ۵۸۰۳، ۵۸۰۴، ۵۸۰۵، ۵۸۰۶، ۵۸۰۷، ۵۸۰۸، ۵۸۰۹، ۵۸۱۰، ۵۸۱۱، ۵۸۱۲، ۵۸۱۳، ۵۸۱۴، ۵۸۱۵، ۵۸۱۶، ۵۸۱۷، ۵۸۱۸، ۵۸۱۹، ۵۸۲۰، ۵۸۲۱، ۵۸۲۲، ۵۸۲۳، ۵۸۲۴، ۵۸۲۵، ۵۸۲۶، ۵۸۲۷، ۵۸۲۸، ۵۸۲۹، ۵۸۳۰، ۵۸۳۱، ۵۸۳۲، ۵۸۳۳، ۵۸۳۴، ۵۸۳۵، ۵۸۳۶، ۵۸۳۷، ۵۸۳۸، ۵۸۳۹، ۵۸۴۰، ۵۸۴۱، ۵۸۴۲، ۵۸۴۳، ۵۸۴۴، ۵۸۴۵، ۵۸۴۶، ۵۸۴۷، ۵۸۴۸، ۵۸۴۹، ۵۸۵۰، ۵۸۵۱، ۵۸۵۲، ۵۸۵۳، ۵۸۵۴، ۵۸۵۵، ۵۸۵۶، ۵۸۵۷، ۵۸۵۸، ۵۸۵۹، ۵۸۶۰، ۵۸۶۱، ۵۸۶۲، ۵۸۶۳، ۵۸۶۴، ۵۸۶۵، ۵۸۶۶، ۵۸۶۷، ۵۸۶۸، ۵۸۶۹، ۵۸۷۰، ۵۸۷۱، ۵۸۷۲، ۵۸۷۳، ۵۸۷۴، ۵۸۷۵، ۵۸۷۶، ۵۸۷۷، ۵۸۷۸، ۵۸۷۹، ۵۸۸۰، ۵۸۸۱، ۵۸۸۲، ۵۸۸۳، ۵۸۸۴، ۵۸۸۵، ۵۸۸۶، ۵۸۸۷، ۵۸۸۸، ۵۸۸۹، ۵۸۹۰، ۵۸۹۱، ۵۸۹۲، ۵۸۹۳، ۵۸۹۴، ۵۸۹۵، ۵۸۹۶، ۵۸۹۷، ۵۸۹۸، ۵۸۹۹، ۵۹۰۰، ۵۹۰۱، ۵۹۰۲، ۵۹۰۳، ۵۹۰۴، ۵۹۰۵، ۵۹۰۶، ۵۹۰۷، ۵۹۰۸، ۵۹۰۹، ۵۹۱۰، ۵۹۱۱، ۵۹۱۲، ۵۹۱۳، ۵۹۱۴، ۵۹۱۵، ۵۹۱۶، ۵۹۱۷، ۵۹۱۸، ۵۹۱۹، ۵۹۲۰، ۵۹۲۱، ۵۹۲۲، ۵۹۲۳، ۵۹۲۴، ۵۹۲۵، ۵۹۲۶، ۵۹۲۷، ۵۹۲۸، ۵۹۲۹، ۵۹۳۰، ۵۹۳۱، ۵۹۳۲، ۵۹۳۳، ۵۹۳۴، ۵۹۳۵، ۵۹۳۶، ۵۹۳۷، ۵۹۳۸، ۵۹۳۹، ۵۹۴۰، ۵۹۴۱، ۵۹۴۲، ۵۹۴۳، ۵۹۴۴، ۵۹۴۵، ۵۹۴۶، ۵۹۴۷، ۵۹۴۸، ۵۹۴۹، ۵۹۵۰، ۵۹۵۱، ۵۹۵۲، ۵۹۵۳، ۵۹۵۴، ۵۹۵۵، ۵۹۵۶، ۵۹۵۷، ۵۹۵۸، ۵۹۵۹، ۵۹۶۰، ۵۹۶۱، ۵۹۶۲، ۵۹۶۳، ۵۹۶۴، ۵۹۶۵، ۵۹۶۶، ۵۹۶۷، ۵۹۶۸، ۵۹۶۹، ۵۹۷۰، ۵۹۷۱، ۵۹۷۲، ۵۹۷۳، ۵۹۷۴، ۵۹۷۵، ۵۹۷۶، ۵۹۷۷، ۵۹۷۸، ۵۹۷۹، ۵۹۸۰، ۵۹۸۱، ۵۹۸۲، ۵۹۸۳، ۵۹۸۴، ۵۹۸۵، ۵۹۸۶، ۵۹۸۷، ۵۹۸۸، ۵۹۸۹، ۵۹۹۰، ۵۹۹۱، ۵۹۹۲، ۵۹۹۳، ۵۹۹۴، ۵۹۹۵، ۵۹۹۶، ۵۹۹۷، ۵۹۹۸، ۵۹۹۹، ۶۰۰۰، ۶۰۰۱، ۶۰۰۲، ۶۰۰۳، ۶۰۰۴، ۶۰۰۵، ۶۰۰۶، ۶۰۰۷، ۶۰۰۸، ۶۰۰۹، ۶۰۱۰، ۶۰۱۱، ۶۰۱۲، ۶۰۱۳، ۶۰۱۴، ۶۰۱۵، ۶۰۱۶، ۶۰۱۷، ۶۰۱۸، ۶۰۱۹، ۶۰۲۰، ۶۰۲۱، ۶۰۲۲، ۶۰۲۳، ۶۰۲۴، ۶۰۲۵، ۶۰۲۶، ۶۰۲۷، ۶۰۲۸، ۶۰۲۹، ۶۰۳۰، ۶۰۳۱، ۶۰۳۲، ۶۰۳۳، ۶۰۳۴، ۶۰۳۵، ۶۰۳۶، ۶۰۳۷، ۶۰۳۸، ۶۰۳۹، ۶۰۴۰، ۶۰۴۱، ۶۰۴۲، ۶۰۴۳، ۶۰۴۴، ۶۰۴۵، ۶۰۴۶، ۶۰۴۷، ۶۰۴۸، ۶۰۴۹، ۶۰۵۰، ۶۰۵۱، ۶۰۵۲، ۶۰۵۳، ۶۰۵۴، ۶۰۵۵، ۶۰۵۶، ۶۰۵۷، ۶۰۵۸، ۶۰۵۹، ۶۰۶۰، ۶۰۶۱، ۶۰۶۲، ۶۰۶۳، ۶۰۶۴، ۶۰۶۵، ۶۰۶۶، ۶۰۶۷، ۶۰۶۸، ۶۰۶۹، ۶۰۷۰، ۶۰۷۱، ۶۰۷۲، ۶۰۷۳، ۶۰۷۴، ۶۰۷۵، ۶۰۷۶، ۶۰۷۷، ۶۰۷۸، ۶۰۷۹، ۶۰۸۰، ۶۰۸۱، ۶۰۸۲، ۶۰۸۳، ۶۰۸۴، ۶۰۸۵، ۶۰۸۶، ۶۰۸۷، ۶۰۸۸، ۶۰۸۹، ۶۰۹۰، ۶۰۹۱، ۶۰۹۲، ۶۰۹۳، ۶۰۹۴، ۶۰۹۵، ۶۰۹۶، ۶۰۹۷، ۶۰۹۸، ۶۰۹۹، ۶۱۰۰، ۶۱۰۱، ۶۱۰۲، ۶۱۰۳، ۶۱۰۴، ۶۱۰۵، ۶۱۰۶، ۶۱۰۷، ۶۱۰۸، ۶۱۰۹، ۶۱۱۰، ۶۱۱۱، ۶۱۱۲، ۶۱۱۳، ۶۱۱۴، ۶۱۱۵، ۶۱۱۶، ۶۱۱۷، ۶۱۱۸، ۶۱۱۹، ۶۱۲۰، ۶۱۲۱، ۶۱۲۲، ۶۱۲۳، ۶۱۲۴، ۶۱۲۵، ۶۱۲۶، ۶۱۲۷، ۶۱۲۸، ۶۱۲۹، ۶۱۳۰، ۶۱۳۱، ۶۱۳۲، ۶۱۳۳، ۶۱۳۴، ۶۱۳۵، ۶۱۳۶، ۶۱۳۷، ۶۱۳۸، ۶۱۳۹، ۶۱۴۰، ۶۱۴۱، ۶۱۴۲، ۶۱۴۳، ۶۱۴۴، ۶۱۴۵، ۶۱۴۶، ۶۱۴۷، ۶۱۴۸، ۶۱۴۹، ۶۱۵۰، ۶۱۵۱، ۶۱۵۲، ۶۱۵۳، ۶۱۵۴، ۶۱۵۵، ۶۱۵۶، ۶۱۵۷، ۶۱۵۸، ۶۱۵۹، ۶۱۶۰، ۶۱۶۱، ۶۱۶۲، ۶۱۶۳، ۶۱۶۴، ۶۱۶۵، ۶۱۶۶، ۶۱۶۷، ۶۱۶۸، ۶۱۶۹، ۶۱۷۰، ۶۱۷۱، ۶۱۷۲، ۶۱۷۳، ۶۱۷۴، ۶۱۷۵، ۶۱۷۶، ۶۱۷۷، ۶۱۷۸، ۶۱۷۹، ۶۱۸۰، ۶۱۸۱، ۶۱۸۲، ۶۱۸۳، ۶۱۸۴، ۶۱۸۵، ۶۱۸۶، ۶۱۸۷، ۶۱۸۸، ۶۱۸۹، ۶۱۹۰، ۶۱۹۱، ۶۱۹۲، ۶۱۹۳، ۶۱۹۴، ۶۱۹۵، ۶۱۹۶، ۶۱۹۷، ۶۱۹۸، ۶۱۹۹، ۶۲۰۰، ۶۲۰۱، ۶۲۰۲، ۶۲۰۳، ۶۲۰۴، ۶۲۰۵، ۶۲۰۶، ۶۲۰۷، ۶۲۰۸، ۶۲۰۹، ۶۲۱۰، ۶۲۱۱، ۶۲۱۲، ۶۲۱۳، ۶۲۱۴، ۶۲۱۵، ۶۲۱۶، ۶۲۱۷، ۶۲۱۸، ۶۲۱۹، ۶۲۲۰، ۶۲۲۱، ۶۲۲۲، ۶۲۲۳، ۶۲۲۴، ۶۲۲۵، ۶۲۲۶، ۶۲۲۷، ۶۲۲۸، ۶۲۲۹، ۶۲۳۰، ۶۲۳۱، ۶۲۳۲، ۶۲۳۳، ۶۲۳۴، ۶۲۳۵، ۶۲۳۶، ۶۲۳۷، ۶۲۳۸، ۶۲۳۹، ۶۲۴۰، ۶۲۴۱، ۶۲۴۲، ۶۲۴۳، ۶۲۴۴، ۶۲۴۵، ۶۲۴۶، ۶۲۴۷، ۶۲۴۸، ۶۲۴۹، ۶۲۵۰، ۶۲۵۱، ۶۲۵۲، ۶۲۵۳، ۶۲۵۴، ۶۲۵۵، ۶۲۵۶، ۶۲۵۷، ۶۲۵۸، ۶۲۵۹، ۶۲۶۰، ۶۲۶۱، ۶۲۶۲، ۶۲۶۳، ۶۲۶۴، ۶۲۶۵، ۶۲۶۶، ۶۲۶۷، ۶۲۶۸، ۶۲۶۹، ۶۲۷۰، ۶۲۷۱، ۶۲۷۲، ۶۲۷۳، ۶۲۷۴، ۶۲۷۵، ۶۲۷۶، ۶۲۷۷، ۶۲۷۸، ۶۲۷۹، ۶۲۸۰، ۶۲۸۱، ۶۲۸۲، ۶۲۸۳، ۶۲۸۴، ۶۲۸۵، ۶۲۸۶، ۶۲۸۷، ۶۲۸۸، ۶۲۸۹، ۶۲۹۰، ۶۲۹۱، ۶۲۹۲، ۶۲۹۳، ۶۲۹۴، ۶۲۹۵، ۶۲۹۶، ۶۲۹۷، ۶۲۹۸، ۶۲۹۹، ۶۳۰۰، ۶۳۰۱، ۶۳۰۲، ۶۳۰۳، ۶۳۰۴، ۶۳۰۵، ۶۳۰۶، ۶۳۰۷، ۶۳۰۸، ۶۳۰۹، ۶۳۱۰، ۶۳۱۱، ۶۳۱۲، ۶۳۱۳، ۶۳۱۴، ۶۳۱۵، ۶۳۱۶، ۶۳۱۷، ۶۳۱۸، ۶۳۱۹، ۶۳۲۰، ۶۳۲۱، ۶۳۲۲، ۶۳۲۳، ۶۳۲۴، ۶۳۲۵، ۶۳۲۶، ۶۳۲۷، ۶۳۲۸، ۶۳۲۹، ۶۳۳۰، ۶۳۳۱، ۶۳۳۲، ۶۳۳۳، ۶۳۳۴، ۶۳۳۵، ۶۳۳۶، ۶۳۳۷، ۶۳۳۸، ۶۳۳۹، ۶۳۴۰، ۶۳۴۱، ۶۳۴۲، ۶۳۴۳، ۶۳۴۴، ۶۳۴۵، ۶۳۴۶، ۶۳۴۷، ۶۳۴۸، ۶۳۴۹، ۶۳۵۰، ۶۳۵۱، ۶۳۵۲، ۶۳۵۳، ۶۳۵۴، ۶۳۵۵، ۶۳۵۶، ۶۳۵۷، ۶۳۵۸، ۶۳۵۹، ۶۳۶۰، ۶۳۶۱، ۶۳۶۲، ۶۳۶۳، ۶۳۶۴، ۶۳۶۵، ۶۳۶۶، ۶۳۶۷، ۶۳۶۸، ۶۳۶۹، ۶۳۷۰، ۶۳۷۱، ۶۳۷۲، ۶۳۷۳، ۶۳۷۴، ۶۳۷۵، ۶۳۷۶، ۶۳۷۷، ۶۳۷۸، ۶۳۷۹، ۶۳۸۰، ۶۳۸۱، ۶۳۸۲، ۶۳۸۳، ۶۳۸۴، ۶۳۸۵، ۶۳۸۶، ۶۳۸۷، ۶۳۸۸، ۶۳۸۹، ۶۳۹۰، ۶۳۹۱، ۶۳۹۲، ۶۳۹۳، ۶۳۹۴، ۶۳۹۵، ۶۳۹۶، ۶۳۹۷، ۶۳۹۸، ۶۳۹۹، ۶۴۰۰، ۶۴۰۱، ۶۴۰۲، ۶۴۰۳، ۶۴۰۴، ۶۴۰۵، ۶۴۰۶، ۶۴۰۷، ۶۴۰۸، ۶۴۰۹، ۶۴۱۰، ۶۴۱۱، ۶۴۱۲، ۶۴۱۳، ۶۴۱۴، ۶۴۱۵، ۶۴۱۶، ۶۴۱۷، ۶۴۱۸، ۶۴۱۹، ۶۴۲۰، ۶۴۲۱، ۶۴۲۲، ۶۴۲۳، ۶۴۲۴، ۶۴۲۵، ۶۴۲۶، ۶۴۲۷، ۶۴۲۸، ۶۴۲۹، ۶۴۳۰، ۶۴۳۱، ۶۴۳۲، ۶۴۳۳، ۶۴۳۴، ۶۴۳۵، ۶۴۳۶، ۶۴۳۷، ۶۴۳۸، ۶۴۳۹، ۶۴۴۰، ۶۴۴۱، ۶۴۴۲، ۶۴۴۳، ۶۴۴۴، ۶۴۴۵، ۶۴۴۶، ۶۴۴۷، ۶۴۴۸، ۶۴۴۹، ۶۴۵۰، ۶۴۵۱، ۶۴۵۲، ۶۴۵۳، ۶۴۵۴، ۶۴۵۵، ۶۴۵۶، ۶۴۵۷، ۶۴۵۸، ۶۴۵۹، ۶۴۶۰، ۶۴۶۱، ۶۴۶۲، ۶۴۶۳، ۶۴۶۴، ۶۴۶۵، ۶۴۶۶، ۶۴۶۷، ۶۴۶۸، ۶۴۶۹، ۶۴۷۰، ۶۴۷۱، ۶۴۷۲، ۶۴۷۳، ۶۴۷۴، ۶۴۷۵، ۶۴۷۶، ۶۴۷۷، ۶۴۷۸، ۶۴۷۹، ۶۴۸۰، ۶۴۸۱، ۶۴۸۲، ۶۴۸۳، ۶۴۸۴، ۶۴۸۵، ۶۴۸۶، ۶۴۸۷، ۶۴۸۸، ۶۴۸۹، ۶۴۹۰، ۶۴۹۱، ۶۴۹۲، ۶۴۹۳، ۶۴۹۴، ۶۴۹۵، ۶۴۹۶، ۶۴۹۷، ۶۴۹۸، ۶۴۹۹، ۶۵۰۰، ۶۵۰۱، ۶۵۰۲، ۶۵۰۳، ۶۵۰۴، ۶۵۰۵، ۶۵۰۶، ۶۵۰۷، ۶۵۰۸، ۶۵۰۹، ۶۵۱۰، ۶۵۱۱، ۶۵۱۲، ۶۵۱۳، ۶۵۱۴، ۶۵۱۵، ۶۵۱۶، ۶۵۱۷، ۶۵۱۸، ۶۵۱۹، ۶۵۲۰، ۶۵۲۱، ۶۵۲۲، ۶۵۲۳، ۶۵۲۴، ۶۵۲۵، ۶۵۲۶، ۶۵۲۷، ۶۵۲۸، ۶۵۲۹، ۶۵۳۰، ۶۵۳۱، ۶۵۳۲، ۶۵۳۳، ۶۵۳۴، ۶۵۳۵، ۶۵۳۶، ۶۵۳۷، ۶۵۳۸، ۶۵۳۹، ۶۵۴۰، ۶۵۴۱، ۶۵۴۲، ۶۵۴۳، ۶۵۴۴، ۶۵۴۵، ۶۵۴۶، ۶۵۴۷، ۶۵۴۸، ۶۵۴۹، ۶۵۵۰، ۶۵۵۱، ۶۵۵۲، ۶۵۵۳، ۶۵۵۴، ۶۵۵۵، ۶۵۵۶، ۶۵۵۷، ۶۵۵۸، ۶۵۵۹، ۶۵۶۰، ۶۵۶۱، ۶۵۶۲، ۶۵۶۳، ۶۵۶۴، ۶۵۶۵، ۶۵۶۶، ۶۵۶۷، ۶۵۶۸، ۶۵۶۹، ۶۵۷۰، ۶۵۷۱، ۶۵۷۲، ۶۵۷۳، ۶۵۷۴، ۶۵۷۵، ۶۵۷۶، ۶۵۷۷، ۶۵۷۸، ۶۵۷۹، ۶۵۸۰، ۶۵۸۱، ۶۵۸۲، ۶۵۸۳، ۶۵۸۴، ۶۵۸۵، ۶۵۸۶، ۶۵۸۷، ۶۵۸۸، ۶۵۸۹، ۶۵۹۰، ۶۵۹۱، ۶۵۹۲، ۶۵۹۳، ۶۵۹۴، ۶۵۹۵، ۶۵۹۶، ۶۵۹۷، ۶۵۹۸، ۶۵۹۹، ۶۶۰۰، ۶۶۰۱، ۶۶۰۲، ۶۶۰۳، ۶۶۰۴، ۶۶۰۵، ۶۶۰۶، ۶۶۰۷، ۶۶۰۸، ۶۶۰۹، ۶۶۱۰، ۶۶۱۱، ۶۶۱۲، ۶۶۱۳، ۶۶۱۴، ۶۶۱۵، ۶۶۱۶، ۶۶۱۷، ۶۶۱۸، ۶۶۱۹، ۶۶۲۰، ۶۶۲۱، ۶۶۲۲، ۶۶۲۳، ۶۶۲۴، ۶۶۲۵، ۶۶۲۶، ۶۶۲۷، ۶۶۲۸، ۶۶۲۹، ۶۶۳۰، ۶۶۳۱، ۶۶۳۲، ۶۶۳۳، ۶۶۳۴، ۶۶۳۵، ۶۶۳۶، ۶۶۳۷، ۶۶۳۸، ۶۶۳۹، ۶۶۴۰، ۶۶۴۱، ۶۶۴۲، ۶۶۴۳، ۶۶۴۴، ۶۶۴۵، ۶۶۴۶، ۶۶۴۷، ۶۶۴۸، ۶۶۴۹، ۶۶۵۰، ۶۶۵۱، ۶۶۵۲، ۶۶۵۳، ۶۶۵۴، ۶۶۵۵، ۶۶۵۶، ۶۶۵۷، ۶۶۵۸، ۶۶۵۹، ۶۶۶۰، ۶۶۶۱، ۶۶۶۲، ۶۶۶۳، ۶۶۶۴، ۶۶۶۵، ۶۶۶۶، ۶۶۶۷، ۶۶۶۸، ۶۶۶۹، ۶۶۷۰، ۶۶۷۱، ۶۶۷۲، ۶۶۷۳، ۶۶۷۴، ۶۶۷۵، ۶۶۷۶، ۶۶۷۷، ۶۶۷۸، ۶۶۷۹، ۶۶۸۰، ۶۶۸۱، ۶۶۸۲، ۶۶۸۳، ۶۶۸۴، ۶۶۸۵، ۶۶۸۶، ۶۶۸۷، ۶۶۸۸، ۶۶۸۹، ۶۶۹۰، ۶۶۹۱، ۶۶۹۲، ۶۶۹۳، ۶۶۹۴، ۶۶۹۵، ۶۶۹۶، ۶۶۹۷، ۶۶۹۸، ۶۶۹۹، ۶۷۰۰، ۶۷۰۱، ۶۷۰۲، ۶۷۰۳، ۶۷۰۴، ۶۷۰۵، ۶۷۰۶، ۶۷۰۷، ۶۷۰۸، ۶۷۰۹، ۶۷۱۰، ۶۷۱۱، ۶۷۱۲، ۶۷۱۳، ۶۷۱۴، ۶۷۱۵، ۶۷۱۶، ۶۷۱۷، ۶۷۱۸، ۶۷۱۹، ۶۷۲۰، ۶۷۲۱، ۶۷۲۲، ۶۷۲۳، ۶۷۲۴، ۶۷۲۵، ۶۷۲۶، ۶۷۲۷، ۶۷۲۸، ۶۷۲۹، ۶۷۳۰، ۶۷۳۱، ۶۷۳۲، ۶۷۳۳، ۶۷۳۴، ۶۷۳۵، ۶۷۳۶، ۶۷۳۷، ۶۷۳۸، ۶۷۳۹، ۶۷۴۰، ۶۷۴۱، ۶۷۴۲، ۶۷۴۳، ۶۷۴۴، ۶۷۴۵، ۶۷۴۶، ۶۷۴۷، ۶۷۴۸، ۶۷۴۹، ۶۷۵۰، ۶۷۵۱، ۶۷۵۲، ۶۷۵۳، ۶۷۵۴، ۶۷۵۵، ۶۷۵۶، ۶۷۵۷، ۶۷۵۸، ۶۷۵۹، ۶۷۶۰، ۶۷۶۱، ۶۷۶۲، ۶۷۶۳، ۶۷۶۴، ۶۷۶۵، ۶۷۶۶، ۶۷۶۷، ۶۷۶۸، ۶۷۶۹، ۶۷۷۰، ۶۷۷۱، ۶۷۷۲، ۶۷۷۳، ۶۷۷۴، ۶۷۷۵، ۶۷۷۶، ۶۷۷۷، ۶۷۷۸، ۶۷۷۹، ۶۷۸۰، ۶۷۸۱، ۶۷۸۲، ۶۷۸۳، ۶۷۸۴، ۶۷۸۵، ۶۷۸۶، ۶۷۸۷، ۶۷۸۸، ۶۷۸۹، ۶۷۹۰، ۶۷۹۱، ۶۷۹۲، ۶۷۹۳، ۶۷۹۴، ۶۷۹۵، ۶۷۹۶، ۶۷۹۷، ۶۷۹۸، ۶۷۹۹، ۶۸۰۰، ۶۸۰۱، ۶۸۰۲، ۶۸۰۳، ۶۸۰۴، ۶۸۰۵، ۶۸۰۶، ۶۸۰۷، ۶۸۰۸، ۶۸۰۹، ۶۸۱۰، ۶۸۱۱، ۶۸۱۲، ۶۸۱۳، ۶۸۱۴، ۶۸۱۵، ۶۸۱۶، ۶۸۱۷، ۶۸۱۸، ۶۸۱۹، ۶۸۲۰، ۶۸۲۱، ۶۸۲۲، ۶۸۲۳، ۶۸۲۴، ۶۸۲۵، ۶۸۲۶، ۶۸۲۷، ۶۸۲۸، ۶۸۲۹، ۶۸۳۰، ۶۸۳۱، ۶۸۳۲، ۶۸۳۳، ۶۸۳۴، ۶۸۳۵، ۶۸۳۶، ۶۸۳۷، ۶۸۳۸، ۶۸۳۹، ۶۸۴۰، ۶۸۴۱، ۶۸۴۲، ۶۸۴۳، ۶۸۴۴، ۶۸۴۵، ۶۸۴۶، ۶۸۴۷، ۶۸۴۸، ۶۸۴۹، ۶۸۵۰، ۶۸۵۱، ۶۸۵۲، ۶۸۵۳، ۶۸۵۴، ۶۸۵۵، ۶۸۵۶، ۶۸۵۷، ۶۸۵۸، ۶۸۵۹، ۶۸۶۰، ۶۸۶۱، ۶۸۶۲، ۶۸۶۳، ۶۸۶۴، ۶۸۶۵، ۶۸۶۶، ۶۸۶۷، ۶۸۶۸، ۶۸۶۹، ۶۸۷۰، ۶۸۷۱، ۶۸۷۲، ۶۸۷۳، ۶۸۷۴، ۶۸۷۵، ۶۸۷۶، ۶۸۷۷، ۶۸۷۸، ۶۸۷۹، ۶۸۸۰، ۶۸۸۱، ۶۸۸۲، ۶۸۸۳، ۶۸۸۴، ۶۸۸۵، ۶۸۸۶، ۶۸۸۷، ۶۸۸۸، ۶۸۸۹، ۶۸۹۰، ۶۸۹۱، ۶۸۹۲، ۶۸۹۳، ۶۸۹۴، ۶

یدو کون لیلتم ایہم یعطاھا۔ فلما اصبح الناس غدوا علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ کلہم یرجوا ان یعطاھا۔ فقال: "این علی ابن ابی طالب فقال: یشکی عینیہ یا رسول اللہ قال فارسلو الیہ فاتونی بہ فلما جاء بصق فی عینیہ ودع الہ فبرا حتی کان لم یکن بہ وجع۔

(صحیح بخاری، کتاب: الفضائل، باب: مناقب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۳۷۰۱، دار الکتب العربیہ بیروت) (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۲۹۴۲، ۳۰۰۹، ۳۷۰۱، ۳۲۱۰) (صحیح مسلم، کتاب: فضائل الصحابہ، باب من فضائل علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۶۲۲۳، دار الکتب العربیہ بیروت) (مسند احمد، جلد ۵ صفحہ ۳۳۳، صحیح ابن حبان ۶۹۳۲)

ترجمہ: ”حضرت سہل بن سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کل میں ضرور جھنڈا اس مرد کو عطا فرماؤں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح عطا فرمائے گا۔ راوی کہتے ہیں پس لوگوں نے رات بڑی بے چینی میں گزاری کہ ان میں سے کس (خوش نصیب) کو جھنڈا عطا کیا جائے گا۔ پھر جب لوگوں نے صبح کی تو حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام یہ امید رکھتے تھے کہ انہیں جھنڈا عطا کیا جائے گا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی، یا رسول اللہ! وہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں، آپ نے فرمایا: علی کی طرف کسی کو بھیج کر میرے پاس بلواؤ، پس جب وہ حاضر ہوئے تو حضور اقدس ﷺ نے اپنا لعاب دہن ان کی

آنکھوں میں ڈالا اور ان کے لیے دعا فرمائی۔ (لعاب دہن پڑنے کی دیر تھی) کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں اس طرح درست ہو گئیں جیسے کبھی آنکھوں میں درد ہوا بھی نہیں۔“

اب اس پر حدیث ملاحظہ فرمائیں کہ حضور اقدس ﷺ نے اپنی تمام امت کو نفع اور فائدہ پہنچایا ہے اور وہ اس طرح کہ ایمان، اعمال صالحہ اور عبادات و ریاضات کے ذریعہ سے بندہ خاکی، قربت الہی، رضائے الہی، رحمت الہی، کرم الہی اور جنت اور دنیا و آخرت کی سعادات کا مستحق بنتا ہے۔ اور یہ ایمان، عرفان، ایقان، قرآن اور تمام اعمال صالحہ اور زندگی کے منشور و قوانین ہمیں حضور اقدس ﷺ کے ذریعہ اور واسطہ سے ملے ہیں۔ اور حضور اقدس ﷺ نے ہمیں یہ دولت سرمدی پہنچانے کے لیے اور عذاب الیم سے بچانے کے لیے بہت محنتیں کیں، مشقتیں برداشت فرمائیں، جہاد فرمائے، کئی مشاہد میں آپ کو زخمی کیا گیا، احد میں آپ پر تلواروں اور نیزوں اور تیروں کی بارش کی گئی، طائف کے میدان میں آپ پر پتھر برسائے گئے، بدن مبارک لہو لہان ہو گیا۔ نیز آپ اپنی امت کی مغفرت اور بخشش کے لیے بے قرار رہتے۔ آہ نیم شبی میں آپ کی زبان اقدس پر یہ کلمات ہوتے ”اللہم اغفر لامتی“ کہ اے اللہ میری امت کی بخشش و مغفرت فرمادے۔ حیرت اور تعجب ہے کہ اگر کوئی دنیا کا معمولی سا نفع و فائدہ پہنچائے تو اس کے نفع کو تسلیم کیا جائے اور اسی ذات کے نفع کا انکار کیا جائے جن کے ذریعے سے ایمان و عرفان کی دولت سرمدی نیز رضائے الہی اور قربت الہی نیز جنت الفردوس میسر آئے اور جن کے ذریعے سے بندہ غضب الہی اور جہنم کی آگ سے بچے؟ اس سے بڑھ کر نا انصافی اور کیا ہو سکتی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا:

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیوں کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا
حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

❖ عن ابی موسیٰ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: انما مثلی و مثل الناس کمثل رجل استوقد نارا، فلما اضاءت ما حوله جعل الفراش و هذه الدواب التي تقع فی النار یقعن فیها، فجعل ینزعهن، ویغلبنه فیقتحمهن فیها، فانا آخذ بحجزکم عن النار، و هم یقتحمون فیها۔

(صحیح بخاری، کتاب: الرقاق، باب: الانباء عن العاصی، رقم الحدیث: ۶۳۸۳، صحیح بخاری، کتاب: احادیث الانبیاء، رقم الحدیث: ۳۳۲۶) (صحیح مسلم، کتاب: الفضائل، باب: شفقتہ علی امۃ، رقم الحدیث: ۵۹۱۳) (سنن الترمذی، کتاب: الامثال، باب: مثل ابن آدم و اجلہ و امہ، رقم الحدیث: ۲۸۷۴) (مسند احمد: ۷۵۲۳)

ترجمہ: ”حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری اور لوگوں کی مثال آگ جلتی ہوئی کی طرح ہے کہ جس نے آگ جلائی، پس جب اُس کا ماحول روشن ہو گیا تو پتنگے اور وہ جانور جو آگ میں گرتے ہیں اُس میں گرنے لگے تو وہ اُن کو ہٹاتا ہے کہ وہ پتنگے اس پر غالب ہو جاتے ہیں پس وہ اس میں گر پڑتے ہیں، تو میں تمہیں کمر سے پکڑ کر آگ سے نکال رہا ہوں، لیکن تم اُس میں گرنا چاہتے ہو۔“

قارئین! انصاف کریں کہ جہنم سے بچانا، نفع پہنچانا ہے یا نہیں۔ اگر یہ نفع نہیں تو پھر کچھ بھی نفع نہیں۔ سو اگر مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نفع پہنچا سکتے ہیں تو یقیناً

اللہ نے آپ کو نافع بنادیا ہے۔

❖ حضور اقدس ﷺ کی نفع رسانی کے باب میں یہ حدیث بالکل واضح اور صریح ہے:

عن العباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما۔ قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم: ما اغنیت عن عمک فانه کان یحوطک و یغضب لک؛ قال: هو فی ضحضاح من نار، ولو لا انا لکان فی الدرك الاسفل من النار۔

(صحیح بخاری، کتاب: مناقب الانصار، باب: قصۃ ابی طالب، رقم الحدیث: ۳۸۸۳، صحیح بخاری، اطراف الحدیث: ۶۲۰۸، ۶۲۰۹) (صحیح مسلم، کتاب: الایمان، باب: شفاعۃ النبی ﷺ ابی طالب، والتحقیف عندہ بسوۃ، رقم الحدیث: ۵۱۳، ۵۱۱، ۵۱۰) (مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۶، رقم الحدیث: ۱۸۰۲)

ترجمہ: ”حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے ابو طالب کو کچھ نفع پہنچایا ہے؟ وہ آپ کی رعایت کرتے تھے اور آپ کے لیے غضب ناک ہوتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ (میں نے اسے نفع پہنچایا ہے) اب اُس کی ایڑیاں آگ میں ہیں اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے سب سے آخری طبقہ میں ہوتا۔“

❖ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما: قال: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس۔

(صحیح بخاری، کتاب: بدء الوحی، باب: کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ، رقم الحدیث: ۶) (صحیح مسلم،

کتاب: الفضائل، باب: کان النبی ﷺ اجود الناس بالخیر من الریح المرسلة، رقم الحدیث: ۶۰۰۹ (سنن النسائی، رقم الحدیث: ۲۰۹۱) (مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۲۳۰، مصنف ابن ابی شیبہ، جلد ۹ صفحہ ۱۰۱، صحیح ابن خزیمرہ، جلد ۱۸۸۹، حلیۃ الاولیاء، جلد ۵ صفحہ ۳۶۲)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے بڑھ کر جود و کرم کرنے والے تھے۔“

ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: اجود الناس ای لكل ما ینفعهم فی دنیاہم و اخر اہم۔ (شرح الشفا جلد ۱ صفحہ ۲۵۷، دار الکتاب العلمیۃ بیروت)

ترجمہ: ”حضور اقدس ﷺ تمام لوگوں سے بڑھ کر جود و کرم فرمانے والے تھے یعنی ہر اُس چیز کے ساتھ جو لوگوں کو دنیا و آخرت میں نفع پہنچانے والی ہے۔“

حضور اقدس ﷺ کی بعد از وصال نفع رسانی پر دلیل

حضور اقدس ﷺ کی بعد از وصال نفع رسانی پر یہ حدیث دلیل ہے:

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال: ان لله ملائکة سیاحین یبلغون عن امتی السلام قال و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حیاتی خیر لکم و مماتی خیر لکم تحدثون و تحدث لکم و وفاتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فما رایت من خیر حمدت اللہ علیہ و ما رایت من شر استغفرت اللہ

لکم۔ رواہ البزار و رجالہ رجال الصحیح

(صحیح الزوائد جلد ۹ صفحہ ۲۴، مسند ابیہر، رقم الحدیث: ۸۳۵، الجامع الصغیر، رقم الحدیث: ۷۷۱، الطبقات الکبری جلد ۲ صفحہ ۱۳۹، البدایہ و النہایہ جلد ۴ صفحہ ۲۵۷، الوفا ۸۶۰)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے سیاحت کرتے رہتے ہیں وہ میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں، حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: میری زندگی تمہارے لیے بہتر ہے تم حدیثیں بیان کرتے ہو اور تمہارے لیے حدیث بیان کی جاتی ہے اور میری وفات تمہارے لیے بہتر ہے، تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں، میں تمہارا جو نیک عمل دیکھتا ہوں اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور میں جو برا عمل دیکھتا ہوں اس پر میں تمہارے لیے استغفار کرتا ہوں۔“

اہل سنت کے اتفاق و اجماع سے انبیاء علیہم السلام بالخصوص تاجدار کائنات ﷺ اپنی قبروں میں حیات حقیقی حسی کے ساتھ زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں، ان کو روزی عطا فرمائی جاتی ہے اور یہ مضمون بکثرت احادیث صحیحہ میں موجود ہے (تفصیل کے لیے راقم کی کتاب ”عقائد اہل السنۃ من الاحادیث النبویہ“ کا مطالعہ فرمائیں) سو جب حضور اقدس ﷺ اپنی قبر انور میں زندہ اور بحیات ہیں تو آپ امت کے احوال و اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں اچھے اعمال پر خوش ہوتے ہیں اور برے اعمال پر امت کے لیے استغفار فرماتے ہیں جس استغفار فرمانے کا امت کو یہ نفع پہنچتا ہے کہ اُن کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اور گناہ بخشے جانے کی وجہ سے وہ غضب الہی عزوجل اور

عذاب الہی عزوجل سے مامون و محفوظ رہتے ہیں۔ یہ وہ نفع عظیم ہے جو امت کو آج بھی حضور نبی مکرم ﷺ کی طرف سے پہنچ رہا ہے۔ اور صرف یہی فائدہ نہیں بلکہ صاحبان مشاہدہ جانتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ اپنے امتیوں کو کس قدر جود و نوال سے نوازتے ہیں؟ اس لیے وہابیہ کا یہ عقیدہ قطعی طور پر باطل اور عظمت مصطفیٰ ﷺ کی تنقیص ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا امت کو کوئی نفع اور فائدہ نہیں۔

اس ضمن میں آخری حوالہ بعد از وصال نفع رسانی کے متعلق علامہ عبدالوہاب شرانی کا ملاحظہ فرمائیں جو آپ نے اولیاء کی کرامات کے بیان میں لکھا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

وكان (محمد الشاذلي رضي الله عنه) يقول: من الاولياء من ينفع مريده الصادق بعد موته اكثر ما ينفعه حال حياته.

(الطبقات الکبریٰ صفحہ ۳۸۳، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

ترجمہ: ”حضرت محمد الشاذلی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ بعض اولیاء ایسے ہیں جو اپنے مرید صادق کو اپنے وصال کے بعد اپنی حیات سے بھی بڑھ کر نفع پہنچاتے ہیں۔“

نیز امام شرانی فرماتے ہیں:

قال سيدى محمد شمس الحنفى رضى الله عنه فى مرض موته من كانت له حاجة فليأت الى قبرى و يطلب حاجته اقضها له فان ما بينى وبينكم غير ذراع من تراب. و كل رجل يحجبه عن

اصحابه ذراع من تراب. فليس برجل.

(الطبقات الکبریٰ صفحہ ۳۱۶، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

ترجمہ: ”سیدی محمد شمس الدین الحنفی رحمہ اللہ نے اپنے مرض موت میں فرمایا کہ جس کو کوئی حاجت ہو تو وہ میری قبر کے پاس آئے اور اپنی حاجت طلب کرے تو میں اُس کی حاجت کو پورا کر دوں گا کیونکہ میرے اور تمہارے درمیان ایک ہاتھ برابر مٹی کا فاصلہ ہے۔ اور ہر وہ مرد جس سے ہاتھ برابر مٹی حجاب بن جائے وہ مرد کامل نہیں۔“

سیدی محمد الحنفی رحمہ اللہ کس پائے کے ولی ہیں؟ حوالہ ملاحظہ فرمائیں: صرفه فى الكون، و مكنه فى الاحوال، وانطقه بالمغيبات و قلب له الاعيان و اظهر على يديه العجائب۔ (الطبقات الکبریٰ صفحہ ۳۰۶)

ترجمہ: ”اللہ رب العزت نے اُن کو کائنات میں تصرف عطا فرمایا اور احوال میں تمکن دیا اور غیب اُن سے زبان سے ظاہر فرمایا۔ اور حقیقتیں اُن کے لیے تبدیل فرمائی اور اُن کے ہاتھ پر عجائبات کو ظاہر فرمایا۔“

یہی امام عبدالوہاب شرانی بیان فرماتے ہیں:

كان (سيدى الشيخ محمد بن احمد الفرغلى رضى الله عنه) يقول: انا من المتصرفين فى قبورهم فمن كانت له حاجة فليأت الى قبالة وجهي، و

یذکرہالی اقصیہالہ

(الطبقات الکبریٰ، صفحہ ۳۲۸، دارالکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: ”سیدی شیخ محمد بن احمد فرغی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں اُن اولیاء میں سے ہوں جو اپنی قبروں میں ہو کر بھی تصرف کرتے ہیں سوا اگر کسی کو حاجت ہو تو وہ میری قبر پر چہرے کے سامنے آئے اور وہ حاجت مجھ سے ذکر کرے تو میں اُس کی حاجت کو پورا کر دوں گا۔“

قارئین کرام اگر حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء کی بعد از وصال نفع رسانی کا یہ عالم ہے تو وہ محبوب جن کے توسل اور جن کی اتباع سے ولایت میسر آتی ہے اُن کی نفع رسانی کا انکار کس طرح کیا جاسکتا ہے؟



وہابیہ کی بے باکی کا پانچواں واقعہ

جمعہ کے دن، خطبہ میں مسجد نبوی کے خطیب نے امت میں رونما ہونے والے فتنوں کا ذکر کیا۔ جن میں ایک بہت بڑا فتنہ شرک کا ہے۔ شرک کی تعریف کرتے ہوئے اُس خطیب نے کہا کہ شرک یہ ہے کہ کوئی کسی قبر والے کو ندا کرے اور یہ سمجھ کر کرے کہ وہ میری ندا اور پکار کو سن رہا ہے تو وہ پکا مشرک ہے۔ اُس کا اشارہ اہل سنت کی طرف تھا۔ بس اسی حد تک اُس نے شرک کا مفہوم بیان فرمایا۔

تبصرہ

وہابیہ کے نزدیک شرک اس قدر سستا اور ارزاں ہے کہ انہوں نے امت کے سواد اعظم اور کثیر تعداد میں مسلمانوں کو مشرک اور مباح الدم قرار دیا۔ ان کا معنوی باپ یہی کہا کرتا تھا کہ حرمین شریفین کے علماء سب مشرک ہیں اور چھ سو سال سے ساری امت مشرک ہے۔ راقم الحروف ایک دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت میں بنی ہوئی لائبریری میں گیا تو وہاں ایک کتاب دیکھی جس کا نام تھا ”الشُرک“ میں نے اُس کتاب کو اٹھایا تو دیکھ کر حیران رہ گیا کہ علامہ قسطلانی، علامہ عبدالحق محدث دہلوی، مولانا جامی، اور علامہ نبھانی جن کا اہل سنت بڑی تکریم کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور جن کو بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری میسر تھی۔ اُن کا نام لے کر ان کو مشرک قرار دیا گیا۔ اور ان اماموں کا بزعیم وہابیہ قصور یہ تھا کہ انہوں نے

مقام مصطفیٰ ﷺ کو بڑی محبت و عقیدت سے بیان کیا۔ اور یہ وہابیہ کے نزدیک ناقابل معافی جرم ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے اس فتنہ سے اپنی امت کو پیشگی مطلع فرمادیا۔ حدیث پاک میں ہے:

عن حذیفة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ان ما اتخوف عليكم رجل قراء القرآن حتى اذا رثيت بهجته عليه. و كان ردئا للاسلام غيره الى ما شاء الله. فانسلخ منه. ونبذ ورآء ظهره. وسعى على جارة بالسيف. ورماه بالشرك" قال قلت: يا نبي الله. ايها اولي بالشرك المرمى ام الراعى؟ قال: "بل الراعى"

(صحیح ابن حبان، صفحہ ۱۳۵، کتاب: العلم، رقم الحدیث: ۸۱، دار المعرفہ بیروت)

ترجمہ: "حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک مجھے تم پر سب سے زیادہ خوف اُس مرد کا ہے جو قرآن پڑھے گا یہاں تک کہ جب اُس کی چمک اُس پر ظاہر ہو جائے گی تو وہ اُس سے نکل جائے گا اور اُس کو اپنی پس پشت ڈال دے گا اور اپنے پڑوسی پر تلوار کے ساتھ چڑھائی کرے گا اور اُس پر شرک کی تہمت لگائے گا۔" راوی کہتے ہیں میں نے عرض کی یا نبی اللہ! اُن دونوں میں سے شرک کا مستحق کون ہوگا؟ تہمت لگانے والا یا جس پر تہمت لگائی گئی؟ فرمایا: بلکہ شرک کی تہمت لگانے والا۔"

اور یہ اس لیے کہ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کی امت کو شرک سے محفوظ فرمالیا ہے۔ حدیث پاک میں ہے:

عن عقبه بن عامر رضى الله عنه. ان النبي صلى الله عليه وسلم قال: انى والله ما اخاف عليكم ان تشرکوا بعدى ولكن اخاف عليكم ان تنافسوا فيها.

(صحیح بخاری، کتاب: الجنائز، باب: الصلوة علی الخبیہ، رقم الحدیث: ۱۳۴۹، دار الکتاب العربی بیروت) (صحیح بخاری، اطراف الحدیث: ۳۵۹۶، ۴۰۳۲، ۶۳۲۶) (صحیح مسلم: ۲۲۹۲، سنن ابوداؤد: ۳۲۲۳، سنن نسائی: ۱۹۵۴، شرح مشکوٰۃ: ۴۹۰۸، صحیح ابن حبان: ۳۱۹۸، المعجم الکبیر جلد ۱ صفحہ ۷۶، سنن بیہقی جلد ۴ صفحہ ۱۳، شرح السنن: ۳۸۲۳، الا حادوث الثانی: ۲۵۸۳، مسند ابویعلیٰ: ۱۷۳۸، مسند احمد: ۱۷۳۴۳)

ترجمہ: "حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم! مجھے تم پر یہ خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن مجھے تم پر یہ خوف ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرو گے۔"

اور خاص اہل عرب کے شرک سے محفوظ ہونے کی سند میں یہ حدیث دلیل ہے:

عن جابر رضى الله عنه قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: ان الشيطان قد ايسان يعبد المصلون في جزيرة العرب.

(صحیح مسلم، کتاب: صفات المنافقین و احکامهم، باب: تحریش الشیطان، رقم الحدیث: ۷۱۰۳، دار الکتاب العربی بیروت) (سنن الترمذی، کتاب: البر والصلة، باب: ما جاء فی التباغض، رقم القلمیہ: ۱۹۳۷، دار المعرفہ بیروت) (مسند احمد، جلد ۳ صفحہ ۳۱۳)

ترجمہ: "حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں

نے نبی مکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ”بے شک شیطان اس سے مایوس ہو چکا ہے کہ نمازی اُس کی جزیرہ عرب میں عبادت کریں۔“

امام شرف الدین حسین بن محمد الطیبی متوفی ۷۴۳ھ فرماتے ہیں: الشیطان ایس ان یعود (و احد من المومنین) الی عبادة الاصنام. و یرتد الی شرکھ فی جزیرة العرب.

(شرح الطیبی علی مشکاة جلد ۱ صفحہ ۲۲۵، دار الکتب العلمیہ)

ترجمہ: ”شیطان مایوس ہو چکا ہے کہ کوئی ایک مومن بتوں کی عبادت کی طرف لوٹ کر جائے، اور پھر جائے اپنے شرک کی طرف جزیرہ عرب میں۔“

کہاں امت کے لیے اور بالخصوص اہل عرب کے لیے یہ بشارت اور کہاں نجدیوں کا سوا اِ عظیم اور امت کی معظم شخصیات کو مشرک قرار دینا۔ یہاں تک کہ راقم الحروف ایک رات میں حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ عالی میں حاضر ہوا اور میرے ہاتھ میں دلائل الخیرات جس کے مصنف امام ابو عبد اللہ سید محمد سلیمان جزولی رحمہ اللہ ہیں اور قصیدہ بردہ شریف جس کے مصنف شیخ شرف الدین بوسیری رحمہ اللہ ہیں یہ دو کتابیں تھیں۔ اور یہ دونوں کتابیں اور ان کے مصنف بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں درجہ قبولیت پر فائز ہیں اور ان کتابوں کو عرب و عجم میں ایک شہرہ آفاق پذیرائی نصیب ہوئی لیکن نجد یہی کی بے باکی دیکھی کہ ایک نجدی نے جس کی وہاں ڈیوٹی تھی، یہ دونوں کتابیں راقم الحروف سے چھین لیں اور کہنے لگا ان کتابوں میں شرک ہے۔

خیر یہ تو ضمناً بیان کیا اصل تبصرہ اُس نجدی خطیب پر ہے جس نے یہ کہا کہ

اہل قبور کو اس عقیدہ سے ندا کرنی کہ وہ سن رہے ہیں شرک ہے۔ دیکھئے کہ اس نجدی خطیب کا فتویٰ کس ذات اقدس پہ وارد ہے۔ حدیث ملاحظہ فرمائیں:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: اطلع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی اهل القلیب. فقال: وجدتم ما وعد ربکم حقاً؛ فقیل له: اتدعوا موتاً؛ فقال: ”ما انتم باسمع منهم. ولكن لا یجیبون. و فی رواية البخاری، قال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ انہم الآن یسمعون ما اقول و فی رواية: نادى رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو علی بئر بدر۔ فقال: یا ابا جہل بن ہشام، و یا عتبة بن ربيعة، و یا شیبہ بن ربيعة، و یا امیة بن خلف الا هل وجدتم ما وعد ربکم حقاً؛ فقال المسلمون، یا رسول اللہ تنادی قوما قد جیفوا؛ فقال: ”ما انتم باسمع لما اقول منهم، الا انہم لا یستطیعون ان یمجیونی۔“

(صحیح بخاری، کتاب: الجنائز، باب: ما جاء فی عذاب القبر، رقم الحدیث: ۱۳۷۰، و فی کتاب: المغازی، باب: قتل ابی جہل، رقم الحدیث: ۳۷۸۱، ۳۹۸۰، دار الکتب العربی بیروت) (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب: المیت یعذب بکاء اہلہ علیہ، رقم الحدیث: ۲۱۵۴، دار الکتب العربی بیروت) (سنن نسائی، رقم الحدیث: ۲۰۷۵، مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۱۰۴، صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: ۶۵۲۵)

ترجمہ: ”حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ

قلب بدر والے کفار پر مطلع ہوئے تو سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنے رب کا وعدہ سچا پایا ہے؟ حضور اقدس ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کی گئی کہ آپ مردوں کو پکار رہے ہیں؟ فرمایا: تم اُن سے بڑھ کر سننے والے نہیں ہو۔ لیکن وہ جواب نہیں دیتے۔“ اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک (یہ مردے) اس وقت میری بات کو سن رہے۔“ اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے کنوئیں پر کھڑے ہو کر پکارا۔ اے ابوجہل بن ہشام، اے عقبہ بن ربیعہ، اے شیبہ بن ربیعہ، اے امیہ بن خلف، کیا تم نے اپنے رب کے وعدہ کو سچا پایا؟ مسلمانوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! آپ مردہ قوم کو پکار رہے ہیں؟ فرمایا: تم ان سے بڑھ کر میری بات کو سننے والے نہیں ہو، لیکن وہ مجھے جواب نہیں دے سکتے۔“

قارئین کرام! اس حدیث میں صراحتہ ذکر ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے اُن کفار کو پکارا اور یہ سمجھ کر پکارا کہ یہ کفار میری پکار کو سن رہے ہیں۔ کیونکہ اگر یہ اعتقاد نہ ہوتا تو خطاب اور ندا کا مقصد کیا تھا؟ نیز صراحتہ یہ جملہ ”انہم الان یسمعون ما اقول“ ہمارے موقف پر دلیل واضح ہے۔ سو نجد یہ کا یہ فتویٰ کہ اہل قبور کو یہ سمجھ کر ندا اور پکار کرنی کہ وہ ہماری ندا اور پکار کو سن رہے، شرک ہے۔ دیکھئے کس ذات اقدس پہ نجدیوں کا یہ فتوے شرک وارد ہوتا ہے؟

مردوں کے سننے پر تفصیلی دلائل راقم کی کتاب ”سماعۃ مصطفیٰ ﷺ“ میں

ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔ یہاں خوف طوالت کی وجہ سے صرف دو احادیث مزید ملاحظہ فرمائیں۔

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان العبد اذا وضع فی قبرہ، وتولی عنہ اصحابہ، وانه یسمع قرع نعالہم، الخ۔

(صحیح بخاری، کتاب: الجنائز، باب: ما جاء فی عذاب القبر، رقم الحدیث: ۱۳۷۴، وفی باب: المیت یمسح ففوق النعال، رقم الحدیث: ۱۳۳۸، دارالکتب العربی بیروت) (صحیح مسلم، کتاب: الجنۃ وصفۃ نعیمھا، باب: عرض مقعد المیت من الجنۃ والنار، رقم الحدیث: ۲۸۷۰، دارالکتب العربی بیروت) (سنن ابوداؤد، کتاب: الجنائز، باب: المشی بین القبور فی النعل، رقم الحدیث: ۳۲۳۱، دارالسلام ریاض) (سنن نسائی، کتاب: الجنائز، باب: مسامۃ الکافر، رقم الحدیث: ۲۰۴۷، دارالفکر بیروت)

ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ کو جب اُس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس پلٹ جاتے ہیں تو وہ مردہ اُن کے قدموں کی آہٹ کو سنتا ہے۔“

اندازہ کریں کہ میت کو خطاب کرنا تو دور کی بات ہے بعد از وصال اُس کی سماعت اتنی قوی ہے کہ قبر کی مٹی اُس کی سماعت میں حجاب اور رکاوٹ نہیں بنتی بلکہ وہ خفیف سی قدموں کی آہٹ کو بھی سماعت کر لیتی ہے۔ سو اگر قدموں کی آہٹ کو میت سماعت کر سکتی ہے تو ندا اور خطاب کو کیوں سماعت کر سکتی؟ جس پر یہ حدیث صریح دلیل ہے:

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب کبھی

رسول اللہ ﷺ کی رات میرے ہاں ہوتی تو آپ رات کے آخری حصہ میں جنت البقیع کی طرف تشریف لے جاتے اور فرماتے: السلام علیکم دار قوم مومنین و اتاکم ما توعدون غذا موجلون و انا ان شاء اللہ بکم لاحقون اللہم اغفر لاهل بقیع الفرقہ۔

ترجمہ: ”سلام ہو تم پر اے قوم مومنین! جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا وہ تمہارے پاس آچکا ہے۔ قیامت کے دن تک تمہیں مہلت دی گئی ہے اور ہم بے شک ان شاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ اے اللہ عزوجل! بقیع غرقہ والوں کو بخش دے۔“ حافظ ابن قیم لکھتے ہیں:

هذا خطاب لمن يعقل ويسمع ولو لا ذلك لكان هذا الخطاب بمنزلة خطاب المعلوم والجهاد السلف مجمعون على هذا و قد تواترت الآثار عنهم بان الميت يعرف زيارة الحى ويستبشر به۔ (کتاب الروح)

ترجمہ: ”یہ خطاب اُس کو ہوتا ہے جو سمجھتا اور سنتا ہو اور اگر میت خطاب کو سنتی اور سمجھتی نہ ہو تو یہ خطاب بمنزلہ معدوم اور جمادات کے ہوتا اور اسلاف کا اس پر اجماع ہے (کہ میت خطاب کو سنتی ہے) اور اُن سے تواتر کے ساتھ آثار و روایات مروی ہیں کہ میت لوگوں کی زیارت کو جانتا ہے اور اس کی وجہ سے خوش ہوتا ہے۔“

امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: وقد شرع صلى الله عليه وسلم لامته ان يسلموا على اهل القبور سلاما من يخاطبون فمن يسمع ويعقل۔ (شرح الصدور)

ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے لیے اہل قبور پر سلام دینے کا جو طریقہ مسنون فرمایا وہ ایسے لوگوں کو سلام دینے والا انداز و اسلوب ہے جو کہ سنتے اور سمجھتے ہوں۔“



وہابیہ کی ایک اور بے باکی

قارئین کرام! نجدیوں کی من جملہ بے باکیوں میں سے ایک بے باکی جو راقم الحروف نے مشاہدہ کی ہے وہ یہ کہ زائرین بارگاہ مصطفوی، جب بڑی لجاجت و عاجزی اور تکریم و توقیر کے ساتھ اپنے کریم ﷺ کی خدمت میں صلوٰۃ و سلام عرض کرتے ہیں تو یہ نجدی بڑی جرأت سے اُن کے منہ حضور اقدس ﷺ سے پھرا کر آپ کی طرف پشت کرواتے ہیں اور وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ قبلہ کو پشت ہوتی ہے۔ حالانکہ اگر محض قبلہ کی طرف ہی منہ کروانا مقصود ہے تو کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ عام حالات میں کعبہ کی طرف پشت کر کے پھرتے ہیں۔ راقم الحروف نے عین حرم کعبہ میں مشاہدہ کیا کہ یہ لوگ خانہ کعبہ کی طرف پشت بھی کر کے بیٹھتے ہیں اور خانہ کعبہ کی طرف پاؤں بھی پھیلا کر بیٹھتے ہیں۔ اسی طرح مواجہہ شریف میں دیوار قبلہ کے ساتھ، محراب کے قریب نجدی قبلہ کی طرف پشت کر کے بیٹھتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ انہیں کعبہ کی طرف منہ کروانا مقصود نہیں بلکہ حضور نبی مکرم ﷺ کی طرف پشت کروانا مقصود ہے جو کہ اُن کے قلبی بغض اور باطنی نفاق پر قوی دلیل ہے۔ چنانچہ قرآن وحدیث سے صراحتہ واضح ہوتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کو قصد اور عداوت پشت کرنا منافقین کا طریقہ ہے۔ دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ هَلْ يَرِيكُمْ مِنْ أَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوا صَرَفَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَفْقَهُوْنَ ۖ (النساء: ۱۲)

ترجمہ: ”اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے ان میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگتا ہے کہ کوئی تمہیں دیکھتا تو نہیں پھر وہ (منافقین) منہ پھیر کر چلے گئے، اللہ نے ان کے دل پھیر دیئے اس وجہ سے کہ وہ بے سمجھ قوم ہے۔“

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ فرماتے ہیں:

فانصرفوا من عند رسول الله صلى الله عليه وسلم ... الى ... (صرف الله قلوبهم). فقال: صرف الله عن الخير والتوفيق. والایمان بالله ورسوله قلوب هؤلاء المنافقين. (تفسیر الطبری جلد ۳ صفحہ ۵۲۱، دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: ”پس انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنا چہرہ پھیرا۔ تو اللہ نے اُن کے دل پھیر دیئے اُس سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے ان منافقین کے دلوں کو خیر، توفیق اور ایمان باللہ والرسول سے پھیر دیا۔“

ارشاد ربانی ہے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا ۖ (النساء: ۶۱)

ترجمہ: ”اور جب اُن سے کہا جائے کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے بھوموڑ کر پھر جاتے ہیں۔“

منہ موڑنے کا لازمی نتیجہ پشت کرنا ہے۔ اور اللہ رب العزت نے یہ طریقہ منافقین کا قرار دیا۔ اس موضوع پر دو احادیث بھی ملاحظہ فرمائیں۔

عن ابی واقد اللیثی: ان رسول الله صلی الله علیه وسلم بینما هو جالس فی المسجد والناس معه. اذا قبل ثلاثة نفر. فاقبل اثنان الی رسول الله صلی الله علیه وسلم وذهب واحد. قال فوقفا علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فاما احدهما. فرای فرجة فی الحلقة فجلس فیها. واما الآخر: فجلس خلفهم. واما الثالث: فادبر ذاهبا. فلما فرغ رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: الا اخبرکم عن النفر الثلاثة؟ اما احدهم فأوی الی الله فأواه الله واما الآخر فاستحیا فاستحیا الله منه. واما الآخر فاعرض فاعرض الله عنه.

(صحیح بخاری، کتاب: العلم، باب: من تعدیث یتبعی بہ المجلس، رقم الحدیث: ۲۶۰۰ دار الکتب العربی بیروت)
(صحیح مسلم، کتاب: السلام، باب: من اتی مجلسا فوجد فرجة فجلس فیها، رقم الحدیث: ۵۲۳۵) (سنن الترمذی، کتاب: الاستئذان، باب: ۲۹، رقم الحدیث: ۲۷۲۳، دار المعرفہ بیروت) (السنن الکبریٰ للنسائی: ۵۹۰۱، مسند ابویعلیٰ: ۱۳۳۵، المعجم الکبیر: ۳۳۰۹، سنن بیہقی جلد ۳ صفحہ ۲۳۳، الاحاد والثنائی: ۹۰۱، صحیح ابن حبان: ۸۶، شرح السنن: ۳۳۳۳، مسند احمد: ۲۱۹۰۷)

ترجمہ: ”حضرت ابو واقد لیثی بیان کرتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ مسجد میں لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوتے تھے، اس وقت تین شخص آئے، دو تو رسول اللہ ﷺ کی طرف بڑھ کر آ گئے، اور ایک چلا گیا، وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑے ہو

گئے، ان میں سے ایک نے حلقہ میں کشادگی دیکھی، وہ وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا مجلس کے پیچھے بیٹھ گیا۔ اور تیسرا پیٹھ موڑ کر چلا گیا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہو گئے تو آپ نے فرمایا: سنو! کیا میں تمہیں ان تین آدمیوں کے متعلق خبر نہ دوں؟ ان میں سے ایک نے اللہ کی پناہ لی تو اللہ نے اس کو پناہ دے دی اور دوسرے نے اللہ سے حیا کی، سو اللہ بھی اس سے حیا فرمائے گا اور تیسرے نے منہ پھیرا، سو اللہ بھی اس سے اعراض فرمائے گا۔“

حدیث میں یہ لفظ ”ادبر ذاہبا“ خاص طور پر توجہ کے قابل ہیں۔ نیز اس ادبار کا نتیجہ کہ ”فاعرض الله عنه“ پس اللہ نے اس سے اعراض فرمایا یعنی اپنی رحمت، اور نگاہ توجہ پھیر لی بھی خاص توجہ طلب ہیں۔ جس کا واضح نتیجہ یہ ہے کہ جو حضور اقدس ﷺ کی طرف متوجہ ہو اللہ رب العزت کی رحمتیں اور توجہات بھی اُس کی طرف متوجہ ہوتی ہیں اور جو حضور اقدس ﷺ سے منہ پھیرتا ہے اور آپ کی طرف پشت کرتا ہے اللہ رب العزت بھی اپنی رحمتیں اور عنایتیں اُس سے پھیر لیتا ہے۔ اس حوالے سے یہ حدیث خاص توجہ طلب ہے۔

”حضور اقدس ﷺ نے ایک خاص موقع پر بعض افراد کو حکمت و مصلحت کے تحت بڑے عطایا سے نوازا۔ تو ذوالخویرہ جو بنو تمیم قبیلے سے تعلق رکھتا تھا۔ اُس نے حضور اقدس ﷺ کے عدل و انصاف پر اعتراض کرتے ہوئے کہا: ”اتق الله یا محمد“ یعنی اے محمد! اللہ سے ڈرو۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: من یطع الله اذا عصیت؟ ایامنی الله علی اهل الارض فلا تامنونی۔

ترجمہ: اگر میں نے اللہ کی نافرمانی کی تو کس نے اللہ کی اطاعت کرنی ہے؟ اللہ عزوجل تو مجھے زمین والوں پر امین جانتا ہے، اور تم مجھے امین نہیں جانتے؟

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس منافق کے قتل کی اجازت طلب کی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا:
فلما ولی۔

ترجمہ: ”پھر جب وہ منافق پیٹھ پھیر کر گیا۔“

تو حضور اقدس علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

ان من ضئىء هذا او: فى عقب هذا قوم
يقرؤون القرآن لا يجاوز حناجرهم، يمرقون من
الدين مروق السهم من الرمية، يقتلون اهل
الاسلام ويدعون اهل الاوثان، لئن انا ادركتهم
لاقتلنهم قتل عاد.

(صحیح بخاری، کتاب: احادیث الانبیاء، باب: ۷، رقم الحدیث: ۳۳۴۴) (صحیح بخاری، اطراف الحدیث: ۳۶۱۰، ۴۳۵۱، ۴۶۶۷، ۵۰۵۸، ۶۱۶۳، ۶۹۳۳، ۶۹۳۴) (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۴۵۱، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۴۶۳۷، سنن نسائی، رقم الحدیث: ۲۵۷۷، ۴۱۱۲)

ترجمہ: ”بے شک اس کی نسل سے یا اس کے پیچھے ایک قوم آئے گی جو قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، دین سے اس طرح خارج ہو جائیں گے جس طرح تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے۔ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر میں انہیں پالوں تو انہیں ضرور قوم عاد کی

طرح قتل کردوں۔“

اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

حضور قدس ﷺ کو پشت کرنا اُس منافق کا طریقہ ہے۔ اور نجد یہ آج تک اپنے اس معنوی باپ کے نقش قدم اور طریقہ پر بڑی سختی سے کار بند ہیں۔ جو خود بھی حضور اقدس ﷺ کی قبر انور کو قصدِ اُپشت کر کے کھڑے ہوتے ہیں اور لوگوں سے پشت کر داتے ہیں۔

دوسری اہم بات جو معلوم ہوئی وہ یہ کہ حضور اقدس ﷺ نے اس حدیث میں خوارج کی چند علامات بیان فرمائیں۔ قرآن پڑھیں گے، مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے چنانچہ اس گروہ کا پہلا ظہور مولائے کائنات مولیٰ علی شیر خدا ﷺ کے زمانے میں ہوا۔ جس کا مولیٰ علی نے قلع قمع فرمایا۔ لیکن اُس کے اثرات کافی حد تک باقی رہے۔ اور اُس کا دوسرا ظہور محمد بن عبد الوہاب نجدی اور اُس کے پیروکاروں کی صورت میں ہوا۔ یہ بات راقم الحروف کی نہیں بلکہ خاتم الفقہاء، عمدۃ المحققین علامہ شامی علیہ الرحمۃ کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

هو بيان لمن خرجوا على سيدنا على رضي الله عنه
والا فيكفي فيهم اعتقادهم كفر من خرجوا
عليه كما وقع لي زماننا في اتباع عبد الوهاب
الذين خرجوا من نجد و تغلبوا على الحرمين و
كانوا ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا
انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم

مشرکوں و استباحوا بذلك قتل اهل السنة و
قتل علماءہم۔

(علامہ ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ، البحر الرجاد، جلد ۳ صفحہ ۴۲۸، ۴۲۷)

ترجمہ: ”یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا، ورنہ ان کے خارجی ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ انہوں نے ان لوگوں کو کافر قرار دیا جن کے خلاف انہوں نے خروج کیا تھا۔ جیسا کہ ہمارے زمانہ میں محمد بن عبدالوہاب کے پیروکار جو نجد سے نکلے اور حرمین پر قابض ہو گئے اور وہ اپنے آپ کو ضلی کہتے تھے، لیکن ان کا اعتقاد یہ تھا کہ مسلمان صرف وہی ہیں اور جو عقائد میں ان کے مخالف ہیں، وہ مسلمان ہی نہیں، بلکہ مشرک ہیں اور اس بناء پر انہوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کے قتل کو جائز رکھا۔“

اور نہ صرف یہ کہ جائز رکھا بلکہ حرمین شریفین کی سرزمین پر سینکڑوں، ہزاروں عوام و علماء کو شہید کر کے خون کی ایک داستان رقم کی۔ یہ تو تھا اہل اسلام سے تعامل اور ذرا ان کا مشرکین سے بھی معاملہ دیکھیں۔

روزنامہ نوائے وقت ۱۱ مئی ۱۹۵۵ء کے مطابق اس وقت کے وزیراعظم امیر فیصل نے گاندھی کی سادھی پر پھول چڑھائے، اسی طرح روزنامہ نوائے وقت ۲ فروری ۱۹۵۷ء کی خبر کے مطابق اس وقت کے وزیر دفاع شاہ فہد نے جارج واشنگٹن کی قبر پر پھول چڑھائے۔ ستمبر ۱۹۶۵ء میں پنڈت نہرو جو ایک بدترین مشرک اور سخت دشمن اسلام تھا، اس کو سعودی عرب میں دعوت دی گئی اور اس کا ”مرحبا یا رسول السلام“ کے پر جوش نعرہوں سے استقبال کیا اور ابھی چند سال قبل

سعودی عرب کے ملک عبداللہ کی امریکہ کے سابقہ صدر بش سے ملاقات ہوئی تو ملک عبداللہ نے بش کے ہونٹوں کو بوسہ دیا۔ یہ چند دلائل ہیں صادق و مصدوق رضی اللہ عنہ کی صداقت خبر پر۔ کہ وہ خوارج ”یقتلون اهل الاسلام و یدعون اهل الاوثان“ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اس قوی برہان اور واضح دلیل کے بعد بھی وہابیہ کے خارجی ہونے میں کیا شک و شبہ رہ سکتا ہے؟

قبر انور کی طرف چہرہ کرنے پر تصریحات علماء

حاضری بارگاہ سرور کونین رضی اللہ عنہ کے آداب میں سے ہے کہ انسان اپنا چہرہ حضور اقدس رضی اللہ عنہ کی طرف کرے اور آپ سے اپنا چہرہ نہ پھیرے۔ اس پر چند تصریحات علماء عظام ملاحظہ فرمائیں۔

عن ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ، عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما، قال: ”من السنة ان تاتی قبر الرسول علیہ الصلوٰۃ السلام من قبل، و تجعل ظہرک الی القبلة و تستقبل القبر بوجهک ثم تقول: السلام علیک ایہا النبی و رحمة اللہ و برکاتہ۔“

(مسند ابی حنیفہ (من روایۃ ابی محمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی، صفحہ ۴۸ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

ترجمہ: ”امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت نافع رضی اللہ عنہ اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، کہ آپ نے فرمایا: ”سنت یہ ہے (یعنی صحابہ کرام کی) کہ تو حضور اقدس رضی اللہ عنہ کی قبر انور پر چہرہ اقدس کی جانب سے آ، اپنی پشت قبلہ کی طرف کر، اور اپنا چہرہ قبر انور کی طرف کر اور عرض کر۔ اے نبی! آپ

پر سلام ہوں اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہوں۔“

امام قاضی عیاض متوفی ۵۴۴ھ نقل فرماتے ہیں کہ خلیفہ ابو جعفر نے امام

مالک بن النضر سے پوچھا:

أستقبل القبلة وادعو امر استقبل رسول الله
صلى الله عليه وسلم وادعوا؟ فقال: لم تصرف
وجهك عنه وهو وسيلتك ووسيلة ابنيك آدم
عليه السلام الى الله تعالى يوم القيامة؟ بل
استقبله واستشفع به، فيشفعه الله عز وجل.

(الشفاء، صفحہ ۲۶۵، دار ابن حزم بیروت)

ترجمہ: ”کیا میں قبلہ کی طرف چہرہ کروں اور دعا مانگوں یا میں رسول
اللہ ﷺ کی طرف چہرہ کروں اور دعا مانگوں؟ امام مالک نے
فرمایا: تو اپنے چہرہ کو حضور اقدس ﷺ سے کیوں پھیرتا ہے،
حالانکہ سرکار اقدس ﷺ تیرا وسیلہ ہیں اور تیرے باپ حضرت
آدم علیہ السلام کا بھی وسیلہ ہیں۔ بلکہ تو اپنا چہرہ حضور اقدس ﷺ کی
طرف کر اور حضور اقدس ﷺ سے شفاعت طلب کر، اللہ رب
العزت آپ کی شفاعت کو قبول فرمائے گا۔

ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۳ھ نے اس کو مقرر رکھا۔ ملاحظہ فرمائیں۔ (شرح

الشفاء جلد ۲ صفحہ ۷۳، دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام حجۃ الاسلام محمد الغزالی علیہ الرحمۃ متوفی ۵۰۵ھ فرماتے ہیں:

ثم يأتي قبر النبي صلى الله عليه وسلم فيقف

عند وجهه. وذلك بان يستدير القبلة ويستقبل

جدار القبر على نحو من اربعة ذراع.

(ایضاً علوم الدین جلد ۱ صفحہ ۵۲، طبع مدینہ منورہ)

ترجمہ: ”تحیۃ المسجد ادا کرنے کے بعد قبر اقدس پر حاضر ہو، چہرہ قبر کی
طرف ہو اور پشت قبلہ کی طرف اور قبلہ انور سے چار ہاتھ پیچھے
کھڑا ہو۔“

امام یحییٰ بن شرف النووی الشافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
”فاذا صلى تحية المسجد اتي القبر الكريم
فاستقبله واستدير القبلة على نحو اربع اذرع

من جدار القبر۔ (الاذکار صفحہ ۱۵۹، دار الکتب العربیہ بیروت)

ترجمہ: ”تحیۃ المسجد ادا کرنے کے بعد قبر اقدس پر حاضر ہو، چہرہ قبر کی
طرف اور پشت قبلہ کی طرف اور قبر انور سے چار ہاتھ پیچھے کھڑا ہو۔“



قرآن مجید کی بے حرمتی

راقم الحروف نے قرآن مجید، فرقان حمید کی جس قدر بے حرمتی، توہین، بے ادبی اور قدر پامالی حرمین شریفین میں دیکھی، ایسی توہین کسی اور جگہ نہیں دیکھی۔ ہمارے پاکستان میں کوئی جاہل سے جاہل دیہاتی بھی ہو تو وہ قرآن مجید کو زمین پر رکھنے کی جسارت نہیں کرتا، اُس کو پشت نہیں کرتا اور ہر ممکنہ طریقے سے اُس کا ادب و احترام کرتا ہے۔ اور واقعتاً ادب و احترام ہے بھی فرض، کیونکہ اللہ رب العزت کا کلام ہے۔ اور کلام کی بے ادبی متکلم کی بے ادبی شمار ہوتی ہے۔ لیکن ان نجدیہ کے دل گستاخی رسول کی وجہ سے اس قدر سخت ہیں کہ قرآن مجید کو زمین پر رکھنے میں، قدموں پر رکھنے میں، پشت پر رکھنے میں اور تکیہ بنا کر سونے میں کوئی باک اور حرج محسوس نہیں کرتے۔ حالانکہ فقہاء نے قصداً اور اراداً قرآن مجید کو زمین پر رکھنے کو کفر قرار دیا۔ اس لیے کہ لوگ اسی جگہ پر اپنے قدم رکھتے، پاؤں رکھتے ہیں۔ تو اگر اسی جگہ پر قرآن بھی رکھا جائے تو یہ یقیناً ادب کے منافی ہے۔ نماز کی تمام حالتوں میں سب سے زیادہ عجز و نیاز اور تذلل کی حالت، حالت سجدہ ہے۔ اس لیے کہ بندہ نے اپنے افضل اعضاء پیشانی اور چہرہ کو اُس زمین پر رکھ دیا جس کو لوگ اپنے قدموں سے روندتے ہیں۔ سو اگر قرآن کو بھی زمین پر رکھا جائے تو یقیناً اس میں قرآن مجید کی توہین و بے ادبی ہے۔ اس پر یہ حدیث دلیل ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما، قال، قال رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الا وانی نہیت ان اقراء

القرآن را کھا او ساجدا

(صحیح مسلم، کتاب: الصلوٰۃ، باب: النھی عن قرأۃ القرآن فی الرکوع والسجود، رقم الحدیث: ۴۷۹، دارالکتب العربی بیروت) (سنن ابوداؤد، کتاب: الصلوٰۃ، باب: الدعاء فی الرکوع والسجود، رقم الحدیث: ۸۷۶، دارالسلام ریاض) (سنن نسائی، کتاب: التطہیق، باب: تعظیم الرب فی الرکوع، رقم الحدیث: ۱۰۳۱، دارالفکر بیروت) (سنن ابن ماجہ: ۳۸۹۹، سنن دارمی جلد ۱ صفحہ ۳۰۴، مسند احمد: جلد ۱ صفحہ ۲۱۹، صحیح ابن حبان: ۱۸۹۶، ۱۹۰۰)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: خبردار، بے شک مجھے رکوع اور سجدہ کی حالت

میں قرآن پڑھنے سے منع کر دیا گیا ہے۔“

رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرآن پڑھنے کی ممانعت محض اس لیے ہے کہ یہ دونوں حالتیں تذلل، عاجزی اور انکساری کی حالتیں ہیں اور قرآن اللہ جل مجدہ کا کلام ہے جو مستحق تکریم و توقیر ہے۔ سو جب محض قرآن کی تلاوت حالت سجدہ میں ممنوع ہے تو قرآن مجید کو اس زمین پر جس پر لوگوں کے پاؤں پڑتے ہیں رکھنا کیونکر جائز و روا ہو سکتا ہے؟



کمن امن باللہ

سو وہ نجدی جو اگرچہ خانہ کعبہ میں امام و خطیب ہی کیوں نہ ہو جس کا سینہ عظمت مصطفیٰ ﷺ سے تنگ پڑتا ہو، اور جو حضور اقدس ﷺ کو برملا بے نفع، بے فیض سمجھتا ہو اور آپ کے اختیارات و تصرفات اور علوم و معارف کا انکار کرتا ہو وہ بھلا اس کی طرح کب ہو سکتا ہے، جو محبت رسول ﷺ میں مستغرق و منہمک ہو۔ اور حضور اقدس ﷺ کا ذکر تعظیم و توقیر سے کرتا ہو۔ لہذا یہ مفروضہ ہی باطل ہے کہ جو حرین کا امام ہو وہ خدا کی طرف سے نمائندہ ہے۔ حجاج بن یوسف مدینہ طیبہ کا گورنر تھا اس نے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار آدمیوں کا قتل کیا، اور اس کے متعلق حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اگر دنیا کی تمام قومیں اپنے خبیث جمع کر لیں تو ہماری امت کا خبیث حجاج اُن سے سبقت لے جائے گا۔ سو کیا یہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ حجاج چونکہ مدینہ کا منتظم اور متولی تھا لہذا اُس کا ہر فعل درست ہے؟

نیز یہ حقیقت ذہن نشین رہے کہ حرین شریفین میں تقریباً ۱۹۲۵ء تک اہل سنت کی حکومت رہی۔ جو صلوٰۃ و سلام بھی پڑھتے اور محافل میلاد کا انعقاد بھی کرتے تھے اور اُس وقت ہی کے علماء حرین نے مجدد برحق امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کو اس امت کا مجدد قرار دیا۔ اور علماء دیوبند پر تکفیری فتوے صادر فرمائے۔ اور وہ نجدیوں سے از حد بغض و عداوت رکھتے تھے اس کی ایک جھلک ”شہاب ثاقب“ سے ملاحظہ فرمائیں۔

”صاحبو! محمد بن عبد الوہاب نجدی ابتداء تیرہویں صدی میں نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لیے اس نے اہل سنت و الجماعت سے قتل و قتال کیا

ایک سوال اور اس کا جواب

سوال

بعض لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ اگر یہ نجدی غلط افکار کے حامل ہیں، اور گستاخ و بے ادب ہیں تو یہ حرین شریفین کے منتظم کیونکر ہو سکتے ہیں؟

جواب

پہلے تو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ کسی کا حرین شریفین میں ہونا اُس کی حقانیت اور صداقت کی دلیل نہیں۔ اگر یہی معیار حقانیت ہے تو کعبہ میں اور عین بیت اللہ میں ۳۶۰ بت سینکڑوں سال تک منصوب رہے۔ ابو جہل جیسا شقی، بد بخت اور اس امت کا فرعون اکبر خانہ کعبہ کا منتظم رہا۔ اور بڑے بڑے عمائدین و صنادید قریش جو اسلام دشمنی میں بڑے سخت تھے اس کے متولی و منتظم رہے۔ تو کیا یہاں بھی اسی معیار صداقت کو نافذ کیا جاسکتا ہے۔ اُن کفار کو بھی صحابہ کرام کے مقابلے میں یہی زعم باطل تھا کہ اگر تم سچے ہوتے تو خانہ کعبہ کی تولیت اور سقایہ کا منصب ہمارے پاس نہ ہوتا اور وہ بڑے فخر سے اپنے اس منصب کو معیار حقانیت کے طور پر پیش کرتے ہوئے کہتے: ”نحن اهل السقاية والحجيج۔“

اللہ رب العزت نے اُن کے اس زعم باطل کی تردید اس طرح فرمائی:

اجعلتم سقاية الحاج و عمارة المسجد الحرام

ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرین کو خصوصاً اہل حجاز کو عموماً اس نے تکالیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکالیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔ اسی وجہ سے اہل عرب کو خصوصاً اس کے اور اس کے اتباع سے دلی بغض تھا اور ہے اور اس قدر ہے کہ اتنا قوم یہود سے ہے نہ نصاریٰ سے نہ مجوس سے نہ ہنود سے۔ غرض کہ وجوہات مذکورۃ الصدور کی وجہ سے ان کو اس طائفہ سے اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے اور بے شک جب اُس نے ایسی ایسی تکالیف دی ہیں تو ضرور ہونا بھی چاہیے وہ لوگ یہود و نصاریٰ سے اس قدر رنج و عداوت نہیں رکھتے جتنی کہ وہابیہ سے رکھتے ہیں۔“ (شہاب ثاقب از حسین احمد مدنی صفحہ ۱۸۴)

سو ۱۹۲۵ء میں آل سعود اور نجدیوں نے انگریزوں کے مکمل تعاون سے ترکوں سے اقتدار چھین کر حرین شریفین کی تولیت و انتظام کو سنبھالا اور پھر جی بھر اپنے بغض و عناد کو ظاہر کیا تمام آثار و مشاہد اور متبرک مقامات ختم کیے۔ جنت البقیع اور جنت المعلیٰ میں موجود تمام صحابہ و اہل بیت کے مزارات کو پامال کیا۔ ہل چلوائے،

اور ایسے ایسے کرتوت کیے کہ پوری دنیائے مسلم لرزہ بر اندام ہو گئی۔ (اس کی مزید تفصیل کے لیے علامہ عبدالقیوم ہزاروی کی کتاب ”تاریخ نجد و حجاز“ کا مطالعہ فرمائیں) لہذا یہ حقیقت ذہن نشین رہنی چاہیے کہ ان نجدیوں نے اہل سنت سے جبراً اقتدار اور زمام تولیت کو چھینا ہے۔ اور دراصل ہمیشہ حرین شریفین میں اہل سنت ہی کی حکومت رہی ہے۔



حرفِ آخر

یہاں تک قارئین کے سامنے اپنی بساط بھر چند حقائق اُن کے مدلل رد کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور ان حقائق کے بیان میں کوئی جذبہ محض تعصب کا کارفرمانہیں بلکہ یہ وہ مشاہدات ہیں جو من و عن قارئین کے سامنے پیش کر دیئے ہیں جن کو پڑھنے کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ ان نجدیوں کے خارجی ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ حق کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین، بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

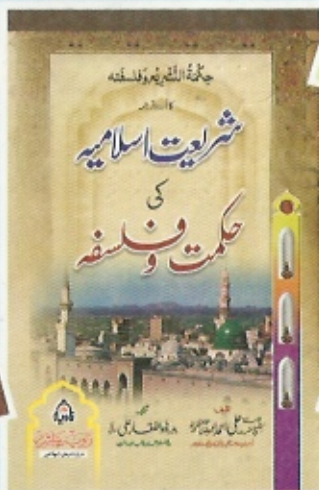
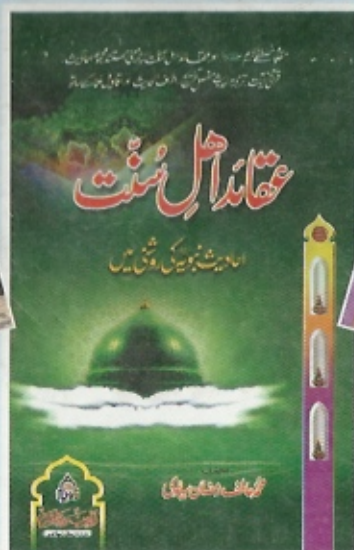
خادم اہل سنت

عاطف رمضان سیالوی

مرکزی جامع مسجد پرانی عید گاہ جھنگ، صدر

0301-7698701





زاویہ پبلشرز

دربار قمارکیٹ لاہور

Voice: 042-7248657 Mobile: 0300-9467047